یا اللہ مدد — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — حق چار یار

فتوحات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام کے عظیم معرکے

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

مرتب: حافظ عبدالوحید

ناشران:

مکتبہ حنفیہ

38 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0343-4955890

بالمقابل گورنمنٹ کالج اردو بازار گوجرانوالہ 0334-3230871

یامدد اللہ — اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — حق چار یار

تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ ہفتم)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عظیم جنگی معرکے

فتوحاتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 33

شائع کردہ: مکتبہ حنفیہ
پرنٹر، پبلشر، بک سیلرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
بیسمنٹ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0343-4955890

☆ ☆ ☆ ☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ ہفتم) فتوحاتِ خلفائے راشدینؓ

سلسلۂ اشاعت: 33 باراوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی اوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 272

قیمت: 170 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: ۱۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ جنوری ۲۰۱۲ء

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

تحریک خدام اہلسنّت والجماعت کی ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ عثمانیہ بالمقابل دارالعلوم کراچی نمبر 14

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5

☆ ☆ ☆ ☆

فہرست عنوانات

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم 9
یہ مرتدین کون تھے؟ 13
مہاجرین وانصار قطعی جنتی ہیں 22
منافقین کون ہیں؟ 24
صحابہؓ کرام اور غیر مسلموں کی شہادت 27
چار یارؓ......خلفائے راشدینؓ 30
آیت تمکین۔خلافت نبوت 32
۲۔آیت استخلاف۔مہاجرین صحابہؓ سے وعدہ خلافت 33
مہاجرین اور انصار سچے مومن ہیں 37
چاروں خلفاء کا انتخاب 37
خلافت نبوت 38
خلافت الٰہی 39
عہد صدیقیؓ میں فتوحات 42
مہم (۱)......جیش اُسامہ کی روانگی 42
مہم (۲)......مرتدین سے دوسری لڑائی 48
مہم (۳)......دفاعِ مدینہ......مرتدین کو شکست 50
مہم (۴)......عبس اور ذبیان کی سرکوبی 51
عہد نبویؐ میں صوبوں کے گورنروں کا تقرر 52
مہم (۵)......قیس بن عبد یغوث کا صنعاء پر قبضہ اور اس کی سرکوبی 53
مہم (۶)......بنی عمرو بن معاویہ کی سرکوبی 56
مہم (۷)......معرکہ اعلاب......مرتدین کی سرکوبی 58
مہم (۸)......اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید 59
مہم (۹)......حضرت جریرؓ بن عبداللہ کی یمن کو روانگی 60
مہم (۱۰)......نجران کی مہم اور کامیابی 61

بہ حافظ خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

مہم (۱۱)......مرتدینِ کندہ کی سرکوبی 62
مہم (۱۳)......قلعہ نجیرہ کا محاصرہ 63
گیارہ جیشوں کی روانگی 65
مہم (۱۴)......طلیحہ اسدی کے خلاف جہاد اور کامیابی 73
مہم (۱۵)......بنی عامر کے مرتدین کی سرکوبی 76
مہم (۱۶)......بنو عامر اور ہوازن کی اطاعت 77
مہم (۱۷)......سلمیٰ بنت مالک اور اس کے لشکر کی سرکوبی 79
مہم (۱۸)......مرتدین بنی سُلیم کی سرکوبی 79
مہم (۱۹)......بنی تمیم میں تفرقہ اور مخالفین کی سرکوبی 81
مہم (۲۰)......سجاح کا فرار اور اس کے لشکر کی سرکوبی 84
مہم (۲۱)......حضرت خالدؓ بن ولید کی بطاح کی جانب روانگی 85
مہم (۲۲)......مسیلمہ کذاب کی سرکوبی (جنگ یمامہ) 87
مہم (۲۳)......اہل بحرین کا ارتداد اور دوبارہ قبولِ اسلام 99
مہم (۲۴)......حطم بن ربیعہ کا ارتداد اور اس کی سرکوبی 100
مہم (۲۸)......معرکہ دارین 102
مہم (۲۶)......عمان و مہرہ کے مرتدین کی سرکوبی 105
مہم (۲۷)......اہل مہرہ کی اطاعت اور فریق مخالف کو شکست 107
عراق کی فتوحات 109
مہم (۲۸)......جنگ سلاسل یا جنگ کاظمہ (محرم ۱۲ھ) 109
مہم (۲۹)......جنگ مذار (صفر ۱۲ھ) 111
مہم (۳۰)......جنگ دلجہ (صفر ۱۳ھ) 111
مہم (۳۱)......جنگ اُلیس، فتح امغیشیاء (صفر ۱۳ھ) 112
مہم (۳۲)......حیرہ کی فتح (ربیع الاوّل ۱۳ھ) 113
مہم (۳۳)......جنگ عین التمر / انبار، کلوازی کی فتح 115

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

مہم (۳۴)......دومتہ الجندل 115

مہم (۳۵)......جنگ فراض (۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ) 116

مہم (۳۶)......جنگ بابل (ربیع الثانی ۱۳ھ) 116

فتوحات شام......مسلمانوں کی شام پر فوج کشی (۱۳ھ) 117

مہم (۳۷)......شام پر لشکر کشی 118

مہم (۳۸)......بصریٰ کی فتح 119

مہم (۳۹)......جنگ اجنادین (۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ) 119

عہد فاروقیؓ میں فتوحات 122

فتوحات عراق وایران 122

مہم (۴۰)......نمارق کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء) 122

مہم (۴۱)......سناطیہ کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء) 123

مہم (۴۲)......جسر کی جنگ (رمضان ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء) 123

مہم (۴۳)......جنگ بویب (صفر ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء) 124

مہم (۴۴)......جنگ قادسیہ (محرم ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء) 126

مہم (۴۵)......مدائن کی فتح (صفر المظفر ۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 129

مہم (۴۶)......جنگ جلولا (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء) 131

مہم (۴۷)......حلوان پر قبضہ 131

مہم (۴۸)......جزیرہ کی فتح (جمادی اولیٰ ۱۶ھ مطابق ۶۳۷ء) 132

مہم (۴۹)......خوزستان کی فتح (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء) 132

مہم (۵۰)......معرکہ نہاوند (محرم ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء) 133

مہم (۵۱)......اصفہان کی فتح (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء) 134

مہم (۵۲)......ہمدان، ویلم اور رے کی فتح 135

مہم (۵۳)......آذربائیجان کی فتح (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء) 135

مہم (۵۴)......طبرستان (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء) 136

فہرست عنوانات

مہم (۵۵)......آرمینیہ کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 136
مہم (۵۶)......فارس کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 136
مہم (۵۷)......کرمان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 136
مہم (۵۸)......سیستان ومکران کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 138
مہم (۵۹)......خراسان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 141
مہم (۶۰)......فتح دمشق (رجب ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء) 141
مہم (۶۱)......اُردن کی فتح 146
مہم (۶۲)......حمص کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء) 147
مہم (۶۳)......لاذقیہ کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء) 147
مہم (۶۴)......معرکہ یرموک (۱۵ھ مطابق ۶۳۶ء) 149
مہم (۶۵)......بیت المقدس کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۷ء) 153
مہم (۶۶)......شام میں آخری معرکہ (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 154
مہم (۶۷)......قیساریہ کی فتح (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 154
مصر کی فتح کی تفصیلات 154
مکتوب نبوی ﷺ بنام مقوقس مصر 158
مہم (۶۹)......فسطاط کی فتح 168
مہم (۷۰)......اسکندریہ کی فتح 171
مہم (۷۱)......فتح طرابلس (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء) 172
حضرت عمرؓ فاروق کا نظامِ حکومت 172
حضرت عمرؓ فاروق کی سیرت 186
اوّلیات فاروقی 189
عہد عثمانیؓ میں فتوحات 191
مہم (۷۴)......اسکندریہ کی بغاوت (۲۴ھ مطابق ۶۴۵ء) 191
مہم (۷۵)......آذربائیجان اور آرمینیہ کی بغاوت 192

فہرست عنوانات

مہم (۷۶)......ایشیائے کوچک کی فتوحات 192
مہم (۷۷)......شمالی افریقہ کی فتوحات 193
مہم (۷۸)......قیصر قسطنطنیہ کو شکست 193
مہم (۷۹)......قبرص کی فتح 193
مہم (۸۰)......فارس پر دوبارہ قبضہ (۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء) 194
مہم (۸۱)......طبرستان کی فتح (۳۰ھ) 195
مہم (۸۲)......خراسان کی فتح (۳۱ھ) 195
مہم (۸۳)......طخارستان کی فتح (۳۲ھ مطابق ۶۵۱ء) 195
مہم (۸۴)......کرمان اور سجستان (۳۲ھ) 196
مہم (۸۵)......دوار، غزنی اور کابل کی فتح (۳۳ھ مطابق ۶۵۲ء) 196
مہم (۸۶)......فتح سندھ۔ مکران 196
عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت 198
واقعہ جمل سے قبل فریقین میں مصالحت کی گفتگو 199
بصرہ میں جنگ جمل 204
جنگ صفین 207
(۱) تحکیم کی تجویز......تاریخ علامہ ابن خلدون 208
(۲) جنگ بندی ربیع الاول ۳۸ھ اور حکمین کا فیصلہ رمضان ۳۸ھ 213
(۳) دومتہ الجندل میں حکمین کے فیصلے کا اعلان 216
(۴) اعلان تحکیم......حکمین جنگ صفین 221
قرآنی فیصلہ کیا ہے؟ 227
حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں گروہ مومن تھے 230
اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ 234
جنگ نہروان......خوارج کی ابتداء 235
خوارج کی علیحدگی اور حضرت علیؓ المرتضٰی سے جنگ 236

خادم اہلسنت فقط عبدالوحید الحنفی

فہرست عنوانات

خارجیوں سے قتال کے متعلق پیش گوئی 237
خارجی کون ہیں؟ 238
نہروان سے کوفہ واپسی 239
عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رَدّ کرنا 239
ابن ملجم کی کوفہ آمد 240
حضرت علیؓ پر حملہ 241
حضرت علیؓ المرتضٰی کا دورِ خلافت...... سُنّی موقف 244
خلفاءِ راشدینؓ کی حکمت عملی کے اثرات 246
مہم (۸۷)......موجودہ پاکستان میں صحابہؓ کرام کی آمد 249
عظیم صحابہؓ کرام کے قدم مبارک پاکستان میں 250
پاکستان کے علاقوں صوبہ خیبر پختون خواہ اور بلوچستان کی فتوحات 251
دُنیا میں اسلام کیوں کر پھیلا؟ 255
قرآن پاک آپ سے کیا کہتا ہے؟ خلفاءِ راشدینؓ کون تھے؟ 257
مہاجرین اور انصار سے خدا کا راضی ہونا 258
اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہؓ کی مغفرت فرمادی ہے 259
اللہ نے جمیع صحابہؓ کے لئے جنت اور اپنی رضا واجب کردی ہے 259
صحابہؓ کی اتباع کرنے کا حکم 260
مہاجرین وانصار صحابہؓ معیارِ حق ہیں 260
قرآن میں سبیل المؤمنین کی اتباع کا حکم 261
''المؤمنین'' سے مراد صحابہؓ ہیں 262
موجودہ دُنیا میں اسلام 263

☆☆☆☆

فتوحاتِ خلفائے راشدینؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم۔
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقِہٖ عَظِیْم۔
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَائِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے دورِ رسالت کے ان غزوات کا نقشہ پیش کیا گیا تھا جو مدنی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جماعت صحابہؓ کو نصیب ہوئے اور دس سال کی قلیل مدت میں جزیرۂ عرب فتح کر لیا۔ شرک و بت پرستی کے نشانات مٹا دیئے گئے، یہودیت کا خاتمہ ہو گیا اور توحید و سنت کے انوار ہر جگہ پھیل گئے اور اعلانِ حق لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ (تا کہ اللہ دین حق کو سارے دینوں پر غالب کرے) کی صداقت آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو گئی۔[1]

دورِ صدیقی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آیت استخلاف (لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ) اور آیت تمکین (اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ

---

[1]......مولانا قاضی مظہر حسینؒ، ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۳

فِی الْاَرْضِ) کے تقاضا کے تحت حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول ﷺ مقرر ہوئے۔ آپ کی مدتِ خلافت ۲ سال ۳ ماہ ۱۱ دِن ہے۔ لیکن اس اقل مدت خلافت کے باوجود آپ ﷺ نے جو اسلامی فتوحات حاصل کی ہیں وہ اس امر کی قطعی دلیل ہیں کہ حق تعالیٰ کی خصوصی نصرت آپ کے شامل حال تھی اور قرآن مجید میں آپ کی خلافت اور جہاد فی سبیل اللہ کی جو پیش گوئی کی گئی تھی، وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ O (پ۶ المائدہ آیت ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو گی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر۔ جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے بڑے علم والے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حضرت شاہ ولیؒ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"فَسَوْفَ يَاتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ" یہ لانا (یعنی قوم کا) اس طریقہ کا نہیں ہے کہ عدم سے وجود میں لائے گا یا کفر سے اسلام کی طرف بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو بذریعہ اس ارادہ کے جو صدیق اکبرؓ کے دِل میں (کارکنانِ قضا و قدر نے) ڈالا، جہاد کی طرف مائل کرے گا اور سب کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دے گا (یعنی سب کے دِل میں وہ ارادۂ الٰہی موجزن ہو جائے گا) تا کہ وہ سب اس صورت اجتماعیہ

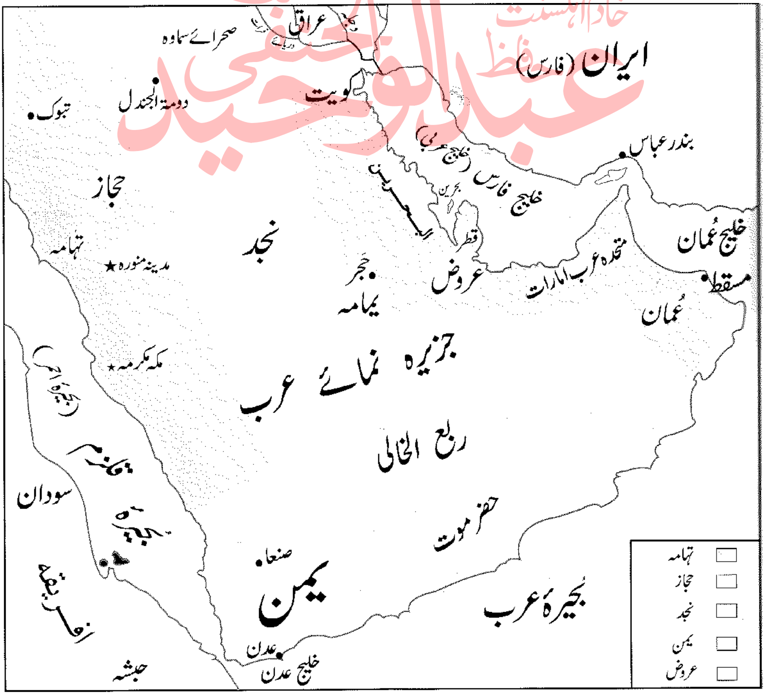

جزیرہ نمائے عرب کی طبعی تقسیم (632ء میں) (اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۶۳) نقشہ 2

کے ساتھ حق تعالیٰ کے آوردہ (لائے ہوئے) سمجھے جائیں گے۔ یعنی وہ ہیئت اجتماعیہ اللہ کی تدبیر سے اور اس کے الہام سے اور اس ہمت کے سبب سے جو اس نے ان سب کے دِل میں ڈالی، پیدا ہوئی (ورنہ ایک آگ کا سب کے دِل میں یکساں لگ جانا ممکن نہیں (یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ)۔

یہاں چھ صفتیں (ان لوگوں کی) بیان ہوئیں: دو وہ ہیں جن کا تعلق خود باہم بندوں کے درمیان ہے۔ جو مومن ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ رکھتے ہیں جو باپ کو بیٹے کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ اور جو کافر ہے اس کے حق میں مثل جبریل کے (کہ باوجود انبیاء و مومنین کے لئے رحمت ہونے کے) صیحۃ (چیخ) ثمود کے وقت (موجب ہلاکت بن گئے) خدا کی طرف سے ذریعہ تلف و ہلاکت بن جاتے ہیں۔ اور دو وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں: ایک فعل جہاد (جس کے لئے آیت تمکین میں) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا لفظ آیا ہے اور دوسری قوت الہامیہ ان کی کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات سے ان کا ارادۂ الہامی زائل نہیں ہوتا (ذٰلک فضل اللّٰہ)۔

یہ ایک خلاصہ (گزشتہ مضامین کا) ہے جو ان صفاتِ مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللہ ان صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں اعلیٰ پیمانہ رکھتا ہے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر و حدیبیہ کے بعد

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

قتال مرتدین ہی کا مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک نمونہ تھا۔ (ازالۃ الخفاء مترجم حصہ اول ص۱۴۰ تا ۱۴۱)

یہ مرتدین کون تھے؟ حضور خاتم النّبیین ﷺ کے آخری ایام میں تین مَردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا:

(۱) اسود عنسی: یہ ایک کاہن اور شعبدہ باز شخص تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے مقابلہ میں حضرت معاذؓ بن جبل کی قیادت میں لشکر بھیجا اور فیروزؓ نامی ایک غازی نے اس کو قتل کر دیا۔ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: **فاز فیروز** (فیروز کامیاب ہوگیا)۔ مگر اس کامیابی کی خبر آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے آغاز خلافت میں بذریعہ قاصد پہنچی۔

(۲) مسیلمہ کذاب: آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں اس نے شہر یمامہ میں دعویٰ نبوت کیا اور آپ ﷺ کو ایک خط بھی بھیجا۔ جس میں لکھا تھا کہ:

مِنْ مُسَیْلَمَۃِ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی مُحَمَّدٌ رَّسُوْل اللّٰہ اَمَّا بَعْد فَاِنَّ الْاَرْضَ نِصْفُھَا لِیْ وَ نِصْفُھَا لَکَ

ترجمہ: یہ خط مسیلمہ رسول اللہ (کذاب) کی طرف سے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف ہے۔ اما بعد! زمین آدھی میری اور آدھی آپ کی ہے۔

اس کا جواب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

مِنْ مُحَمَّد رَّسُوْل اللّٰہِ اِلٰی مُسَیْلَمَة کَذَّاب اَمَّا بَعْد فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَاءِ مِنْ عِبَادِہٖ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْن

ترجمہ: محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف۔ اما بعد! زمین اللہ کی ہے جس کو چاہے اس کا وارث بناتا ہے اور عاقبت (دارالآخرت) پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے مقابلہ کے لئے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا اور حضرت وحشیؓ نے مسیلمہ کذاب کو قتل کر دیا۔

(۳) طلیحہ اسدی: اس نے بھی دورِ رسالت میں دعویٰ نبوت کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں اس کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا۔ وہ دورانِ جنگ بھاگ گیا اور بعد میں تائب ہو گیا۔

امام الخلفاء حضرت ابوبکرؓ صدیق کے طرزِ عمل سے ہی یہ ثابت ہو گیا کہ حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت واجب القتل ہے۔ ان تین مردوں کے علاوہ سجاح نامی ایک عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، جس کا مسیلمہ کذاب سے پھر نکاح بھی ہو گیا تھا۔ مسیلمہ کذاب کے قتل کے بعد آخر میں پھر سجاح نے اسلام قبول کر لیا تھا۔[۱]

منکرین زکوٰۃ: بعض قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور انکار

---

[۱]...... ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۵ ش ۱۱ ص ۳ تا ۶ بحوالہ تاریخ ابن خلدون ج ۱ مترجم

فریضۂ زکوٰۃ کی وجہ سے وہ مرتد ہوگئے تھے۔حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے بھی قتال کیا۔ان میں سے بعض تائب ہوگئے تھے اور بعض مقتول ہوئے۔

تارکین اسلام: کئی قبائل اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے۔یعنی انہوں نے دین اسلام کا انکار کر دیا۔حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کے ساتھ بھی قتال کیا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے ارتداد کے ان تمام فتنوں کا قلع قمع ہوگیا اور سورۃ المائدہ کی زیر بحث آیت کی پیش گوئی حضرت ابوبکرؓ صدیق کے درِ خلافت میں حرف بہ حرف پوری ہوگئی۔اور اہل سنت و الجماعت نے اعلانِ حق کی روشنی میں یہ عقیدہ قائم کرلیا کہ آیت مرتدین

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

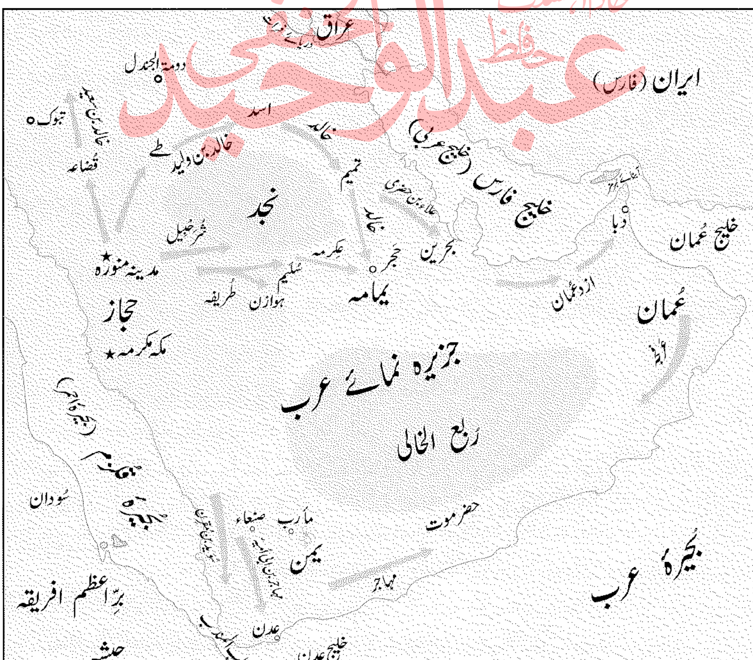

فتنۂ ارتداد کی جنگیں (اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ٦٦) نقشہ 3

کا مصداق حضرت ابوبکرؓ صدیق اور آپ کے رفقاء صحابہؓ کی جماعت ہے۔
رضوان اللہ علیہم اجمعین

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ لکھتے ہیں: حضرت صدیقؓ ہی تھے جن کی قوت قلبیہ نے اس وقت رنگ دکھلایا اور کوہِ استقامت بن کر تمام پریشانیوں کو انہوں نے جھیلا اور چند ہی روز میں مطلع اسلام پر جو غبار آ گیا تھا، اس کو صاف کر دیا۔ حضرت صدیقؓ نے جس وقت ان مرتدین سے قتال کا ارادہ فرمایا، بعضے صحابہؓ کرام نے بھی اس امر میں ان سے اختلاف کیا۔ بعض لوگ تو یہ کہتے تھے کہ ان سے قتال کرنا ہی نہیں چاہیے اور بعض کا یہ قول تھا کہ اس وقت مصلحت نہیں ہے۔ یہ وقت اسلام کے لئے بہت نازک ہے۔ اس وقت تالیف قلوب سے کام لینا چاہیے۔

اس طور پر اس آیت میں جس ملامت کا ذکر ہے اور ملامت پیش آ گئی اور اپنوں کی ملامت بہت زیادہ ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ مگر حضرت صدیقؓ نے اس ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا کام پورا کر دیا۔ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِم کی تصدیق ہوگئی۔ اس ملامت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے بھی ان سے اختلاف کیا اور نرمی کی صلاح دی۔ جس پر حضرت صدیقؓ نے وہ جلال بھرے ہوئے الفاظ فرمائے کہ آج ان کو سُن کر بدن کانپ جاتا ہے۔ فرمایا:

اَجَبارٌ فِی الْجَاھِلِیَّةِ وَ خُوَارٌ فِی الْاِسْلَام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اے عمرؓ! تم جاہلیت میں تو بڑے تند مزاج تھے، اسلام میں ایسے نرم بن گئے۔

اور فرمایا:

تَمَّ الدِّیْن وَ انْقَطَعَ الْوَحْی اَیَنْقص وَ اَنَا حَی

ترجمہ: دین کامل ہو چکا، وحی الٰہی بند ہوگئی، کیا دین پر زوال آئے اور میں زندہ رہوں؟

یعنی میری زندگی میں دین پر یہ آفت آئے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ قصہ مشکوٰۃ میں منقول ہے۔ اس سلسلہ میں امام اہل سنتؒ لکھتے ہیں:

حضرت صدیقؓ کے اس کارنامہ یعنی قتالِ مرتدین کو انجام کار میں تمام صحابہؓ نے بڑی عزت کی نظر سے دیکھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صدیقؓ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور اپنے ایک دِن کی عبادت دے دیں۔ اَمَا لَیْلَۃ فَلَیْلَۃ الْغَار وَ اَمَا یَوْم فَیَوْم الرِّدَّۃِ یعنی رات سے مراد شب غار ہے اور دِن سے مراد فتنہ ارتداد کا دِن ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: قَامَ فِی الرِّدَّۃ مقَام الْاَنْبِیَاء

(یعنی) فتنہ ارتداد میں حضرت صدیق نے وہ کام کیا جو پیغمبروں کے کرنے کا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

کرِهْنَاه فِي الْاِبْتِدَاء وَ حَمِدْنَاه فِي الْاِنْتِهَاء

(یعنی) ہم لوگوں نے ابتداءً تو قتالِ مرتدین کو ناپسند کیا تھا مگر انجام دیکھ کر پھر ہم سب حضرت صدیقؓ کے شکر گذار ہوئے۔

(تحفۂ خلافت (مجموعہ تفسیر آیات قرآنی) تفسیر آیت قتال المرتدین)

علامہ اقبال مرحوم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انہی ملی خدمات اور خصوصیات کو ان اشعار میں بیان کیا ہے: ؎

آں امن النّاس بر مولائے ما   آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما
ہمّت او کشت مِلت را چو ابر   ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

اظہارِ حقیقت: شیعہ مذہب کی وہ روایات جن میں وفاتِ نبوی ﷺ کے بعد سوائے چار پانچ صحابہؓ کرام کے باقی سب کا مرتد ہو جانا (دین اسلام سے پھر جانا) مذکور ہے، **العیاذ باللہ** ۔اور شیعہ علماء ان اہل ارتداد میں اصحابؓ ثلٰثہ کو بھی شامل کرتے ہیں، **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه**۔

لیکن ایسا عقیدہ انہی لوگوں کا ہوسکتا ہے جو قرآن کی زیر بحث آیت کے منکر ہوں۔ کیوں کہ آیت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کچھ لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ تو اس فتنہ ارتداد کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ان کے مقابلے میں لے آئیں گے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے وغیرہ۔ جیسا کہ آیت میں ان کی چھ صفات مذکور

ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ان مرتدین سے حضرت صدیق اکبرؓ نے ہی جہاد کیا ہے اور جماعت صحابہؓ نے ہی آپ کی قیادت میں ان ارتدادی فتنوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اب کون اہل عقل و ایمان ان مرتدین کا استیصال کرنے والوں کو مرتد کہہ سکتا ہے؟

(۲) مذکورہ آیت سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کی بھی نفی ہو گئی۔ کیوں کہ وصالِ نبویؐ کے بعد متصلاً نہ حضرت علی المرتضٰیؓ مسند خلافت پر فائز ہوئے اور نہ آپ نے ان مرتدین سے قتال کیا۔

علاوہ ازیں جماعت صحابہؓ کے عدم ارتداد کی یہ بھی دلیل ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو حسب اعتقاد شیعہ حضرت علیؓ پر لازم تھا کہ قرآن کی اس پیش گوئی کے اثبات کے لئے وہ جماعت صحابہؓ سے جہاد و قتال کرتے لیکن وہ تو خلفاءِ ثلٰثہ کے دورِ خلافت میں ان کے معاون و مشیر بنے رہے۔

ایک اور اشکال: اگر یہ کہا جائے کہ حضرت علیؓ المرتضٰی نے حضرت معاویہؓ سے تو جنگ کی ہے تو آیت قتال مرتدین کا مصداق اپنے دورِ خلافت میں حضرت علیؓ ثابت ہو جاتے ہیں تو یہ استدلال بھی غلط ہے۔ کیوں کہ آیت میں تو خلیفۂ وقت کا مرتدوں اور کافروں سے قتال و جہاد کی پیش گوئی ہے۔ حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مؤمن اور جلیل القدر صحابی تھے اور خود حضرت علی المرتضٰیؓ نے بھی ان کے اور ان کی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جماعت کے مومن ہونے کی بشارت دی ہے۔

چنانچہ نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کا حسب ذیل حکم نامہ منقول ہے: (مکتوب ۵۸ نہج البلاغہ عربی مع اُردو ص۱۹۷ مطبوعہ لاہور)

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَهْلِ الصِّفِّيْنَ وَ كَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَنَّا الْتَقَيْنَا وَ الْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَ الظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَّ نَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَّ دَعْوَتَنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَ لَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَ التَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ مِنْهُ بَرَآءٌ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام نے ایک دستخطی چٹھی لکھ کر مختلف بلاد و امصار (شہروں) میں مشتہر فرمائی۔ اس میں جنگ صفین کا واقعہ یوں درج تھا کہ ہمارے معاملے کی ابتداء یوں ہے کہ ہماری اور اہل شام کی آپس میں جنگ چھڑ گئی اور یہ ظاہر ہے کہ ہم دونوں فریق کا ایک خدا اور ایک رسول ہے اور ہمارا اسلام میں بھی دعویٰ ایک رہا ہے۔ ہم ان سے در بارۂ اعتقادات توحید و رسالت کچھ زیادتی نہیں چاہتے اور نہ اس بارہ میں وہ ہم سے کچھ زیادتی کے طالب ہیں۔ بات ایک ہی ہے کہ اختلاف صرف خونِ عثمانؓ کے متعلق تھا حالانکہ

ہم اس الزام سے بری ہیں۔ (آفتابِ ہدایت از مولانا کرم الدین صاحب دبیرؒ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ گشتی چٹھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ (صفین) اسلام وکفر کی جنگ نہ تھی۔ دونوں فریق ایک ہی اسلامی عقیدہ رکھتے تھے۔ دونوں توحید و رسالت پر یکساں ایمان رکھتے تھے۔ دونوں اہل ایمان تھے۔ اس جنگ و جدل باہمی کا مبنی دَم (خون) عثمانؓ تھا۔ یعنی حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت اہل شام حضرت عثمان ذالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے طالب تھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ اس وقت کے پیچیدہ حالات کے تحت فوری طور پر قصاص لینے میں معذور تھے ورنہ قتل عثمانؓ سے آپ بری الذمہ تھے۔

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ شیعہ علماء کے نزدیک نہج البلاغۃ کے خطبات و مکتوبات لفظ بہ لفظ حضرت علی المرتضیٰؓ ہی کے ہیں جیسا کہ شارحین نہج البلاغۃ نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ کیا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے اس قطعی فیصلہ کے بعد بھی کوئی شیعہ عالم حضرت امیر معاویہؓ کے ایمان و اسلام میں شک کرسکتا ہے؟

(۲) یہ ایک وقتی اجتہادی نزاع و اختلاف تھا، جس میں اہل السنّت و الجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰؓ کا اجتہاد صحیح وصواب تھا اور حضرت امیر معاویہؓ سے اپنے اجتہاد میں غلطی سرزد ہوگئی تھی اور یہی وجہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ بعد اپنی خلافت حقہ سے دستبردار ہو گئے اور اپنا مقبوضہ علاقہ بھی حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔ اور آخر کار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی امام حسنؓ کی طرح حضرت معاویہؓ کی خلافت تسلیم کر لی اور دونوں بھائی (جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں) حضرت معاویہؓ کے بیت المال سے وظائف لیتے رہے۔[1]

مقامِ غور ہے کہ کیا جوانانِ جنت کے سردار کسی مخالف اسلام اور منافق شخص کو اپنی خلافت حقّہ سپرد کر سکتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود شیعہ علماء و مصنفین حضرت معاویہؓ کو معاف نہیں کرتے اور ان کے خلاف جارحانہ کتابیں اور رسائل شائع کرتے رہتے ہیں۔[2]

مہاجرین و انصار قطعی جنتی ہیں: مؤلف کتاب ''معیارِ صحابیت''[3] بار بار صحابہؓ کو مطعون کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صحابہؓ میں منافق بھی تھے، حالانکہ کوئی صحابیؓ منافق نہیں اور جو منافق ہیں وہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک صحابی نہیں۔

قرآن مجید میں صحابہؓ اور منافقین کا جُدا جُدا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ

---

[1]...... ملاحظہ ہو کتاب جلاء العیون مترجم ج ۱ ص ۲۵۸، [2]...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۳ تا ۱۰، [3]...... مولوی بشیر حسین بخاری نے اپنی کتاب ''معیارِ صحابیت'' میں صحابہ کرامؓ کے خلاف لکھا ہے، جس کا جواب ''معراجِ صحابیت'' میں دے دیا گیا ہے۔

اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ O (پ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ (سب) اس اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ (بہشت) مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں:

"اَلسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ" میں سب مہاجرین و انصار آ گئے اور "اَلَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ" میں بقیہ مومنین جن میں اوّل درجہ تو ان کا ہے جو صحابہؓ ہیں گو مہاجر و انصار نہیں۔ کیوں کہ اخیر میں ہجرت فرض نہ تھی۔ مسلمان ہو کر اپنے اپنے گھر رہنے کی اجازت تھی۔ ......الخ (تفسیر بیان القرآن)

گو مہاجرین اولین کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن خلفاء اربعہ حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ عنہم تو یقیناً مہاجرین اولین میں شامل ہیں۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

اوران میں سے بھی افضل المہاجرین حضرت صدیق اکبرؓ ہیں جن کو رسول کریم ﷺ کی معیت میں ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ اور جن کو قرآن مجید میں بھی (ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ) حضور ﷺ کا غار میں ثانی (دوسرا) فرمایا گیا ہے۔ کیا ان چار یارؓ کے متعلق بھی ان آیات کی روشنی میں کسی مومن بالقرآن کو ان کے ''رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ'' اور ''اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ'' کا مصداق ہونے میں شبہ ہوسکتا ہے؟

باقی رہے مہاجرین و انصار کے علاوہ بعد میں ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ تو وہ بھی ''وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ'' کی وجہ سے جنتی ہیں اور حضرت معاویہؓ کے متعلق اگر کوئی اعتراض کرتا ہے تو ان کا اور اوران کی شامی جماعت کا مومن ہونا نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کے گشتی مراسلہ سے ثابت ہو چکا ہے۔[1]

منافقین کون ہیں؟ مذکورہ آیت میں صحابہ کرامؓ کی مختلف قسموں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے جدا منافقین کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ط وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ قف مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ قف لَا تَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ○ (سورۃ التوبہ آیت ۱۰۱)

---

[1]...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۱۷

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اور کچھ تمہارے گرد و پیش والوں میں گنواروں سے اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال تک پہنچے ہوئے ہیں کہ آپ بھی ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں۔ پس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں۔ ہم ان کو (اور منافقین کو آخرت سے پہلے) دوہری سزا دیں گے (ایک نفاق کی، دوسرے کمال نفاق کی)۔ پھر (آخرت میں) وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

فرمایئے! منافقین کا بعد میں ذکر کر کے یہ بتا دیا کہ مہاجرین و انصار صحابہؓ اور ان کے متبعین میں کوئی منافق نہیں۔ منافقین تو اردگرد کے رہنے والے گنواروں (بدوؤں) میں ہیں یا مدینہ کے رہنے والوں میں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مہاجرین میں کوئی منافق نہیں کیوں کہ وہ مکہ کے رہنے والے تھے نہ کہ مدینہ کے۔

(۲) منافقین کے لئے تو اس دُنیا میں دوہرے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے لیکن صحابہؓ کرام وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کفار پر غلبہ اور ملکی فتوحات عطا کیں۔

(۳) منافقین کے بارے میں تو یہ فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا

یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَآ اِلَّا قَلِیْلًا O مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا O (پ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۶۰ تا ۶۱)

ترجمہ: یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دِلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی) افواہیں اُڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے۔ پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پائیں گے۔ وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے، پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دورِ رسالت کے منافقین کا انجام تو عالم الغیب قادر مطلق نے بتا دیا کہ وہ ذلیل ورسوا ہوں گے اور آنحضرت ﷺ کے شہر مدینہ منورہ میں بھی ان کو کم رہنا نصیب ہوگا۔ لیکن ان کے برعکس صحابہ کرامؓ کو تو اللہ تعالیٰ نے وہ عزت عطا فرمائی کہ عرب وعجم کو مغلوب کرلیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہما کو تو خصوصیت سے ایسا قرب عطا فرمایا کہ قیامت تک وہ روضہ مقدسہ میں رحمت للعالمین ﷺ کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین کو بھی حق تعالیٰ نے قرآن کی موعودہ تیسری خلافت راشدہ نصیب فرمائی اور آپ شہر مدینہ میں ہی شہادت کے آخری لمحات تک قیام فرما رہے اور اب جنت البقیع میں قیامت تک کے لئے آرام فرما ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی بنات اربعہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمّ کلثومؓ اور حضرت فاطمۃؓ الزاہراء، امام حسنؓ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔[۱]

صحابہؓ خیر اُمّت ہیں: قرآن مجید میں فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت کی اوّلین مخاطب جماعت صحابہؓ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر جماعت ہونے کی سند عطا فرمائی ہے۔[۲]

صحابہؓ کرام اور غیر مسلموں کی شہادت

ان (صحابہؓ کرام) کے ایثار و قربانی اور عزم و استقامت کی تو یہ شان ہے کہ یورپ کا ایک مشہور غیر مسلم مؤرخ مسٹر ایڈورڈ گبن (Mr. Edward Gibbon) جماعت صحابہؓ کے بارے میں لکھتا ہے:

---

[۱]...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۱۸ تا ۱۹، از مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب، [۲]...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۱۹

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (ﷺ) کے مسائل نے اس درجہ نشہ دینی اس کے پیروؤں میں پیدا کیا جس کو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے اور اس کا مذہب اس تیزی سے پھیلا جس کی نظیر دین عیسوی میں نہیں ملتی۔ چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سی عالی شان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آ گیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ میں چھوڑ کر چل دیے۔ اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی تو موجود رہتے اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذا رسانوں کو دھمکاتے۔ برعکس اس کے محمد (ﷺ) کے پیرو اپنے پیغمبر کے گرد پیش رہے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔[1]

(۲) مشہور مستشرق سر ولیم میور (Sir William Muir) ''دی لائف آف محمد'' (The Life of Muhammad) میں لکھتا ہے:

ہجرت سے ۱۳ برس پہلے مکہ ایک ذلیل حالت میں بے جان پڑا تھا۔ مگر ان تیرہ برسوں میں کیا ہی اثر عظیم پیدا ہوا کہ سینکڑوں آدمیوں

---

[1]...... مسٹر گبن کی کتاب دی ہسٹری آف دی ڈِکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر (The History of the Decline and Fall of the Roman Empire) سے

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

کی جماعت نے بت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایات کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ اس قادر مطلق سے بکثرت و شدت دُعا مانگتے۔ اس کی رحمت پر مغفرت کی اُمید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاک دامنی اور انصاف کرنے میں بڑی کوشش کرتے تھے۔ اب انہیں شب و روز اس قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رزّاق ہمارے ادنیٰ حوائج کا بھی خبر گیر ہے۔ ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ میں، ہر ایک امر متعلقہ زندگانی میں اور اپنی خلوت وجلوت کے ہر ایک حادثہ وتغیر میں اس کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھ کر اس نئی روحانی حالت کو جس میں خوش حال اور حمد کناں رہتے تھے، خدا کے فضل خاص و رحمت و اختصاص کی علامت سمجھتے تھے۔ اور اپنے کور باطل اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان (رسوائی) کی نشانی جانتے تھے۔ محمد (ﷺ) کو جو ان کی ساری امیدوں کے ماخذ تھے، اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے، جو ان کے رتبہ عالی کے لائق تھی۔ اس تھوڑے ہی زمانہ میں مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے۔ مسلمانوں نے مصیبتوں کو تحمل و شکیبائی سے برداشت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیا اور گویا ایسا کرنا ان کی ایک مصلحت تھی۔ مگر پھر بھی ایسی عالی ہمتی کے ساتھ بردباری کرنے کی وجہ سے وہ تعریف کے مستحق ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار! [1]

صدیقی فتوحات: سورہ مائدہ کی آیت ۵۴ قتالِ مرتدین کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکرؓ صدیق ہیں۔ یہ آیت قتال مرتدین حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت بلافصل کی واضح دلیل ہے۔

اگر حضرت ابوبکرؓ صدیق کی موعودہ پہلی خلافت راشدہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر آیت قتال کا کوئی صحیح مصداق ثابت نہیں ہوسکتا۔ نہ اس آیت کا مصداق حضرت علی المرتضیٰؓ بن سکتے ہیں نہ قرب قیامت میں آنے والے حضرت مہدی موعود۔ بہرحال کسی کی عداوت سے صدیقی عظمت میں کمی آسکتی۔ قادرِ مطلق نے قرآنی پیش گوئیوں کے تحت صدیق اکبر کو سوا دو سال کے قلیل عرصہ میں اپنی خصوصی نصرت سے جو فتوحات عطا کی ہیں، ان کا انکار نہیں ہوسکتا۔ [2]

چار یارؓ.....خلفائے راشدینؓ

آیت تمکین۔ خلافت نبوت: حسب ذیل دو آیتیں خلافت نبوت کے

---

[1] ...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۲۱ تا ۲۲، [2] ...... ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج ۵ ش ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء ص ۲۳، از مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قائم ہونے کی واضح دلیل ہیں:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۹، ۴۰)

ترجمہ: ان لوگوں کو لڑائی کی اجازت دے دی گئی ہے، جن سے کفار کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت و مدد کرنے پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد انہی مومنین مہاجرین کے بارے میں اعلان فرمایا کہ:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۴۱)

ترجمہ: یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں زمین پر تمکین و اقتدار دیں تو یہ لوگ نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

اس آیت تمکین میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین صحابہؓ کے متعلق ایک اعلان فرمایا ہے (جن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا تھا اور وہ رسول

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اکرم ﷺ کے حکم کے تحت مدینہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے) کہ اگر ہم ان کو ملک میں حکومت و اقتدار دے دیں تو وہ ضرور ان چار کاموں کی تکمیل کریں گے۔ اور چونکہ ان مہاجرین صحابہ کرامؓ میں سے آنحضرت ﷺ کے بعد ان چار اصحابؓ کو ہی ملکی اقتدار عطا کیا ہے، یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذالنورین اور حضرت علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم۔

اس لئے حسب اعلان خداوندی قرآن پر ایمان رکھنے والوں کے لئے یہ قطعی عقیدہ لازم ہے کہ ان چاروں خلفاء نے ضرور وہ کام سرانجام دیئے ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے یعنی اقامت صلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اور کوئی شخص باوجود اس اعلان خداوندی کے ان خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کو برحق خلفاء تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس آیت کا منکر ہے اور اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا مذکورہ اعلان صحیح ثابت نہیں ہوا، العیاذ باللہ۔

اور اس آیت کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جا سکتا کہ مذکورہ تمکین و اقتدار کا وعدہ مابعد کے خلفاء کے لئے ہے۔ کیوں کہ یہ اعلان اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ کے لئے ہے، جو مہاجرین صحابہؓ ہیں اور سوائے ان چار خلفاء کے صحابہؓ میں سے اور کسی مہاجر صحابی کو خلافت نہیں ملی۔ اسی بناء پر ان چاروں خلفاءؓ کی خلافت کو خصوصی طور پر خلافت راشدہ کہتے ہیں جو قرآن

کی موعودہ خلافت ہے اور یہ خلافت ان چار یارؓ میں ہی منحصر ہے۔

(از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

۲۔آیت استخلاف۔مہاجرین صحابہؓ سے وعدہ خلافت

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(پارہ ۱۸، سورۃ النور، ع ۷، آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں کہ ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور ضرور ان کو ان کے لئے اس دِین کی طاقت (تمکین) دے گا جو اس نے ان کے لئے پسند کرلیا ہے۔ وہ خلفاء میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بنائیں گے۔ اور اس کے بعد جو شخص بھی انکار (یا ناشکری) کرے گا تو وہ لوگ فاسق (نافرمان) ہوں گے۔

اس آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ان ایمان و عمل

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

صالح والے صحابہ کرامؓ کو خلیفہ بنانے کا وعدہ فرمایا۔ جو اس آیت کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے، جس پر لفظ مِنکُمْ دلالت کرتا ہے۔ اور چونکہ نبی کریم رحمت للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاجرین صحابہؓ میں سے بالترتیب صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم کو ہی خلافت اور جانشینی کا عظیم شرف نصیب ہوا ہے۔

اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن خلفاء کے متعلق اس آیت میں وعدہ فرمایا تھا وہ یہی چار ہیں۔ ان کی خلافت قرآن کی موعودہ خلافت ہے اور اگر ان چار خلفاءؓ کو اس آیت کا مصداق نہ قرار دیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور آیت میں مِنکُمْ کی قید کی وجہ سے بعد کے خلفاء اس آیت کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے۔ خواہ حضرت امام حسنؓ ہوں یا حضرت امیر معاویہؓ اور خواہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں۔ یا قرب قیامت میں پیدا ہونے والے حضرت مہدی جو اُمت محمدیہ کے آخری ہادی اور مجدد ہوں گے۔ اور جن کی عادلانہ اسلامی حکومت کے بارے میں احادیث میں پیشگوئی موجود ہے۔

ان مابعد کے خلفاء کو بعض حضرات نے جو خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے تو وہ لغوی معنیٰ میں کہ ان کی حکومتیں بھی برحق خلافتیں ہیں اور وہ

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

بھی رشد و ہدایت والے ہیں۔ لیکن اصل خلفائے راشدین یہی خلفائے رابعہ (چار یارؓ) ہیں جو قرآن کی موعودہ خلافت کا صحیح مصداق ہیں اور ان کے بعد آنے والے خلفاء اس آیت کے موعودہ خلفاء نہیں قرار دیئے جا سکتے، کیوں کہ حسب آیت تمکین اس آیت استخلاف سے مراد بھی وہی خلفاء ہیں جو مہاجرین صحابہؓ میں سے ہوں گے۔

(از روئیداد مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ مطبوعہ ۱۴۰۸ھ)

آیت استخلاف میں لفظ منکم سے مراد: آیت استخلاف میں خلفائے اربعہؓ کی خلافت موعودہ کا مبنی لفظ منکم ہے اور مخالف بھی اسی منکم سے گھبراتے ہیں۔ ۱۳۳۹ھ میں بمقام مکیریاں ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) میں امام اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور مخالف مناظر مرزا احمد علی امرتسری آنجہانی میں مناظرہ ہوا تھا۔ چونکہ مخالف پہلے تین خلفائے راشدین امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ بلکہ ان کے ایمان کے بھی منکر ہیں، العیاذ باللہ۔

اس لئے امام اہل سنت نے خلفائے ثلٰثہ کے مومن کامل اور خلیفہ راشد ہونے پر دوسرے دلائل کے علاوہ آیت استخلاف بھی پیش کی تھی اور فرمایا تھا کہ جو لوگ حضرات ثلاثہ کو مومن نہیں مانتے وہ بتلائیں کہ یہ آیت کیوں کر سچی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آیت میں وعدہ صرف مومنین

حاضرین سے ہے، ورنہ لفظ منکم بے کار ہوجائے گا۔ اوراس وقت کے لوگوں میں صرف خلفائے ثلاثہؓ ہی کو آیت کی موعودہ تینوں نعمتیں ملیں۔ حضرت علیؓ کو بہ قول مخالف تمکین دِین نہیں ملی۔ وہ اپنی خلافت میں بھی اپنا دِین رائج کرنے پر قادر نہ تھے۔ جیسا کہ روضۂ کافی کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوا ہے۔ پس اگر حضرات ثلاثہؓ معاذ اللہ مومن صالح نہ ہوں تو ان کی خلافت اس آیت کی مصداق نہیں ہوسکتی۔ اورکوئی دوسرا مصداق اس آیت کا نہیں پایا گیا۔ (مباحثہ مکیریاں ص ۱۷)

مخالف مناظر نے مِنْکُمْ کا یہ جواب دیا کہ اگر ''منکم'' سے حاضرین ہی مراد ہوں تو پھر منکم سے قرآن میں جو خطابات ہیں وہ سب حاضرین کے لئے مخصوص ہو جائیں گے اور بعد والوں کے لئے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔ تو اس کا جواب امام اہلسنّت نے یہ دیا کہ:

(۱) کہیں بھی لفظ مِنْکُمْ ہو اور حاضرین کی تخصیص نہ لینے سے یہ لفظ بے کار ہو جاتا ہو تو یقیناً وہاں بھی حاضرین کی تخصیص ہو گی۔ مگر آیات احکام میں ایسا نہیں۔

(۲) امام اہل سنت نے مخالف مذہب کی کتب اصول سے یہ دکھایا کہ حاضر کا صیغہ حاضر کے لئے مخصوص ہوتا ہے اور غائبین کا شامل کرنا کسی دلیل خارجی کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ دلیل خارجی آیت استخلاف میں دکھا دیجئے تو بے شک تخصیص باطل ہوجائے گی۔ مخالف مناظر اس کا

جواب نہ دے سکے۔

(از روئیداد سالانہ ۱۴۰۸ھ مدرسہ اظہار الاسلام مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ)

مہاجرین اور انصار سچے مومن ہیں

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ہَاجَرُوۡا وَ جٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الَّذِیۡنَ اٰوَوۡا وَّ نَصَرُوۡۤا اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ (پارہ ۱۰، رکوع ۶، سورۃ انفال، آیت ۷۴)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا اور جنہوں نے مسلمان مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ لوگ بالتحقیق مومن ہیں۔ ان کے لئے غفران اور اعلیٰ نصیب بہشت ہے۔

حاصل: خلفائے راشدینؓ ایمان بھی لائے، ہجرت بھی کی۔ اولئک ھم المومنون کے بعد حقاً کی تاکید اور اس کے بعد لھم مغفرۃ و رزق کریم کا جملہ واقعی خلفائے اربعہ چار یارؓ کے حقیقی کامل و مکمل ایمان کی بڑی زبردست شہادت الٰہی ہے اور ان خلفائے اربعہ کو جس مقدس جماعت مہاجرین اور انصار نے بیعت کر کے خلیفہ نامزد کیا وہ سب ھم المومنون حقا میں شامل ہیں۔ ایسی زبردست شہادت قرآنی کے بعد ان کے ایمان میں شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

چاروں خلفاء کا انتخاب

(۵) ...... وَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ فِیۡ

حَدِيُث جَابِرؓ اَنَّ اللّٰهَ اَخُتَارَ اَصُحَابِیُ عَلٰى جَمِيُعِ الُعَالَمِيُنَ سِوَى النَّبِيِّيُنَ وَالُمُرُسَلِيُنَ وَاَخُتَارَ لِیُ مِنهُمُ اَرُبَعَةً اَبَابَكُرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثُمَانَ وَ عَلِيًّا فَجعَلَهُمُ خَيُرَ اَصُحَابِیُ وَ فِیُ اَصُحَابِیُ كُلِّهِمُ خَيُرٌ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۴، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ القاضی عیاض بن موسیٰ الاندلسی ج ۲ ص ۱۱۹ طبع دمشق)

حضور ﷺ کا فرمان، جو کہ حضرت جابرؓ کی مروی حدیث ہے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہؓ کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے اور پسند فرمایا ہے، سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اور پھر ان چار کو چن لیا جو کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ پس ان کو تمام صحابہؓ سے خیر فرمایا حال یہ ہے کہ میرے ہر صحابیؓ میں خیر ہے۔

خلافت نبوت

(٦) ...... عَنُ سَفِينَةَ قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ خِلَافَةَ النَّبوَّةُ ثَلَاثُوُنَ سَنَة ثُمَّ يُؤتِی اللّٰه الُمُلک مَنُ يَّشَاء

ترجمہ: حضرت سفینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت کی خلافت تیس برس تک رہے گی پھر اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے دے گا۔ (صحیح (۱) جامعہ الصغیر البانی ج ۱ حدیث ۳۲۵۷ (۲) ابوداؤد حدیث ۱۲۲۲ جلد سوم (۳) مستدرک حاکم عن وسیف (۴) شرح الطحاویہ ۶۸۳۔۷۰۹)

حافظ عبدالوحید الحنفی

خلافت الٰہی

سید کونین، رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابتی حکومت کا عہد باسعادت ۱۲ ربیع الاول ۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک مطابق ۲۴ ستمبر ۶۲۲ء تا ۸ جون ۶۳۲ء

دارالحکومت مدینہ منورہ

عہد حکومت: بحساب ہجری ۱۰ سال مکمل
عہد حکومت: بحساب عیسوی ۹ سال ۸ ماہ ۱۴ دِن

خلافت راشدہ

دارالخلافہ مدینہ منورہ، عرب

خلیفہ اول: سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ کا عہد خلافت ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ مطابق ۹ جون ۶۳۲ء تا ۲۳ اگست ۶۳۴ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۲ سال ۳ ماہ ۶ دن
مدت خلافت بحساب عیسوی ۲ سال ۲ ماہ ۱۶ دن

خلیفہ دوم: سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کا زمانہ خلافت ۲۲ جمادی الثانیہ ۱۳ھ تا یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۲۳ اگست ۶۳۴ء تا ۷ نومبر ۶۴۴ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۱۰ سال ۶ ماہ ۱۲ دن
مدت خلافت بحساب عیسوی ۱۰ سال ۲ ماہ ۱۳ دن

خلیفہ سوم: سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کا زمانہ خلافت یکم محرم ۲۴ھ تا ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق ۷ نومبر ۶۴۴ء تا ۲۳ جون ۶۵۶ء

مدت خلافت بحساب ہجری ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۲۴ دن
مدت خلافت بحساب عیسوی ۱۱ سال ۷ ماہ ۱۵ دن

خلیفہ چہارم: سیدنا علی المرتضیٰؓ کا زمانہ خلافت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ تا ۱۸ رمضان ۴۰ھ مطابق ۲۳ جون ۶۵۶ء تا ۲۷ جنوری ۶۶۱ء

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

دارالخلافہ مدینہ ۶ ماہ دارالخلافہ کوفہ ۴ سال ۳ ماہ

مدت خلافت بحساب ہجری ۴ سال ۹ ماہ — **مدت خلافت** بحساب عیسوی ۴ سال ۶ ماہ ۸ دن

میزان مدت خلافت:

بحساب ہجری ۲۹ سال ۶ ماہ ۱۲ دِن — بحساب عیسوی ۲۸ سال ۶ ماہ ۱۲ دِن

صحابہ کرامؓ کی حکومت کا دورِ ثانی

خلافت حضرت امام حسنؓ — ۲۰ رمضان ۴۰ھ تا ربیع الاول ۴۱ھ

دارالخلافہ کوفہ مدت خلافت ۶ ماہ — مطابق ۲۷ جنوری ۶۶۱ء تا جولائی ۶۶۱ء

خلافت حضرت امیر معاویہؓ — ربیع الاول ۴۱ھ تا ۲۲ رجب ۶۰ھ

دارالخلافہ دمشق مدت خلافت ۱۹ سال ۴ ماہ — مطابق جولائی ۶۶۱ء تا ۲۹ اپریل ۶۷۹ء

خلافت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ — ۶۴ھ سے ۷۳ھ تک

دارالخلافہ مکہ معظّمہ مدت خلافت ۹ سال — مطابق ۶۸۲ء سے ستمبر ۶۹۲ء تک

مسلمانوں کی حکومت کا دورِ ثالث

خلافت بنی امیہ: دارالخلافہ دمشق کے تحت — ۶۰ھ تا ۱۳۲ھ مطابق ۶۸۰ء تا ۷۵۰ء

(۷۰ سال)

امارتِ بنی امیہ: دارالخلافہ اندلس کے تحت — ۱۳۹ھ تا ۴۲۲ھ مطابق ۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء

(۲۷۵ سال)

حافظ عبدالوحید الحنفی

خلافت عباسیہ کی حکومت: ۱۳۳ھ تا ۶۰۵ھ مطابق ۷۵۰ء تا ۱۲۰۸ء

(۴۵۸ سال)

خلافت عثمانیہ: عثمانی ترکوں کی حکومت ۶۹۹ھ تا ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء تا ۱۹۲۴ء

(۶۲۵ سال)

مغلیہ سلطنت: ہندوستان میں مغلوں کی حکومت شعبان ۹۳۲ھ تا شعبان ۱۲۷۴ھ مطابق

فروری ۱۵۲۶ء تا فروری ۱۸۵۷ء (۳۳۲ سال)

[ماخوذ دائرۃ المعارف: ج ۶ ص ۹۶ طبع بیروت ۱۸۸۲ء]

مسلمانوں کی حکومت کا دور رابع

فروری ۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ ترکی کے خاتمہ کے بعد موجودہ دور کی مسلم حکومتیں اس تاریخی سلسلہ میں دور رابع میں داخل ہیں۔ اور تقریباً ۵۶ ملکوں میں تقسیم ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

عہد صدیقیؓ میں فتوحات

علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

ابتدائی مشکلات: آنحضرت ﷺ کے وصال مبارک کے بعد سقیفہ میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بشرطِ صحت روایت کسی نے بیعت سے تخلف نہ کیا۔[1]

مہم (۱)......جیش اُسامہ کی روانگی

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خلافت میں سب سے پہلا کام جو کیا، وہ لشکر اُسامہؓ کو روانہ کرنا تھا۔ اگرچہ اس وقت تقریباً اکثر عرب مرتد ہو گیا تھا۔ اکثر قبائل کے قبائل اسلام سے پھر گئے تھے۔ ایسے قبیلے بہت کم تھے، جن میں شاذ مرتد ہوئے تھے۔ ہر طرف نفاق کی تاریکی چھا گئی تھی۔ مخالف ہواؤں کے جھونکے چل رہے تھے۔ ارتداد کی سیاہ گھٹائیں اُمڈی چلی آ رہی تھیں۔ مسلمان غریب ایسی شب تاریک میں اپنی قلت جماعت و کثرت اعداء سے حیران و پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن بایں ہمہ نہایت

---

[1]......تاریخ ابن خلدون (حصہ اول) رسولؐ اور خلفائے رسولؐ باب ۱۱ ص ۱۸۱

استقلال سے حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حضرت اُسامہؓ کے ساتھ روانگی کا حکم دیا۔

حضرت اُسامہؓ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم امر پیش نہ آ جائے، حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس واپس کیا۔ انصارؓ نے حضرت عمرؓ کی زبانی خلیفۃ المسلمین سے یہ کہلا بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں۔ بہتر ہوگا یہ امر آئندہ کسی مناسب وقت پر موقوف رکھا جائے اور اگر روانگی لشکر ضروری سمجھی جائے تو حضرت اُسامہؓ سے زیادہ کسی معمر اور آزمودہ کار کو ہمارا سردار مقرر کیجیے۔

حضرت عمرؓ نے جس وقت انصارؓ کا یہ پیام حضرت ابوبکرؓ کے گوش گزار کیا تو حضرت ابوبکرؓ اُٹھ کھڑے ہوئے، پھر بیٹھ گئے اور کہنے لگے:

”میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہیں ٹال سکتا۔ اگر مجھے کسی امر کا خوف ہوتا کہ مجھے مدینہ میں کوئی درندہ آ کر پھاڑ ڈالے گا یا کوئی مجھے لوٹ لے جائے گا، تو بھی میں اُسامہؓ کو روانہ کرتا۔ کس کے منہ میں دانت ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے خلاف کرے۔ جس کو وہ مقرر کر جائیں، اس کو موقوف کرے۔ میں جب تک اُسامہؓ کو نہ روانہ کر لوں، ہرگز ایک لحظہ قرار نہ پاؤں گا۔“

حضرت ابوبکرؓ کی حضرت اُسامہؓ کو ہدایات: یہ کہہ کر حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اُٹھے اور حضرت اُسامہؓ کے ساتھ ساتھ مدینہ سے نکلے۔

حضرت اُسامہؓ سے اثناء راہ میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

''میں تم کو ان چند باتوں کی ہدایت کرتا ہوں، ان کو تم یاد کرلو: یہ کہ خیانت نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، بدعہدی نہ کرنا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ کسی پھل دار درخت کو نہ اکھیڑنا اور نہ جلانا اور نہ کاٹنا۔ کھانے کے سوا بکری، گائے اور اونٹ کو ظلماً نہ ذبح کرنا۔ کسی قوم کے پاس پہنچ کر ان کو نرمی سے اسلام کی طرف بلانا اور جب کسی سے ملو، تو اس کے حفظِ مراتب کا خیال رکھنا۔ لیکن جو شخص اسلام کی مخالفت کرے، اس کی بے تامل گردن مار دینا۔ اور جب کھانا شروع کرو تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ اے اُسامہؓ! ان کل کاموں کو کرنا، جن کا حکم رسول اللہ ﷺ نے تم کو دیا ہے، اس میں کچھ کمی نہ کرنا اور نہ زیادتی۔ جاؤ! اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو۔''[1]

حضرت ابوبکرؓ صدیق اس قدر باتیں سمجھا کر جرف سے واپس آئے اور حضرت اُسامہؓ نے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا، داروں و بلقاء میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ چالیس (۴۰) دن اور بعض کہتے ہیں کہ ستر (۷۰) دِن کے بعد بے شمار لاتعداد مالِ غنیمت و قیدیوں کو لے کر واپس آئے۔

حضرت اُسامہؓ کی یہ روانگی اور ان کی لڑائی مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی۔ عربوں کا خیال بدل گیا۔ بہت سی باتیں جن کو وہ

---

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۳

کرنے والے تھے، اس واقعہ سے ڈر کر خاموش ہو رہے۔[1]

عہد صدیقیؓ کی پہلی خوش خبری: حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ربیع الاول ۱۱ھ کے آخری حصہ میں حضرت اُسامہؓ کی مہم روانہ کی۔ اور اسی زمانہ میں ان کو اسود عنسی کے قتل کی اطلاع ملی۔ حضرت اُسامہؓ کے جانے کے بعد یہ پہلی فتح کی بشارت تھی، جو حضرت ابوبکرؓ کو مدینہ میں ملی۔[2]

اسود عنسی کے قتل کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی صحابہؓ کو بشارت

وصال مبارک سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو بشارت دی کہ اللہ نے اسود الکذاب العنسی کو ہلاک کر دیا۔ اسے تمہارے ایک سچے دین دار بھائی نے قتل کیا ہے۔[3]

اسود عنسی کے خروج کی مدت: (۱) ابن سحر سے مروی ہے کہ اسود عنسی کے خروج سے اس کے قتل تک تین ماہ کی مدت گذری۔

(۲) ضحاک بن فیروز سے مروی ہے کہ کہف خبان میں اس کے خروج سے قتل ہونے تک چار ماہ گذرے تھے۔ پہلے اس نے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھا، بعد میں اسے ظاہر کیا۔

اسود عنسی کا خروج کہاں سے ہوا تھا؟ اسود عنسی کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالحمار تھا۔ مقام کہف حنار میں پیدا ہوا۔ آخر میں نبوت کا دعویٰ

---

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۲، [2]...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۵۰، [3]...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۵۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کر بیٹھا۔ اسود عنسی کو اہل مذحج و نجران والوں نے قبول کر لیا۔ اور وہاں سے حضور ﷺ کے عاملوں کو نکال کر سات سو سواروں کو لے کر صنعاء کی طرف بڑھا۔ وہاں کے عامل حضرت شہر ابن باذان ؓ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسود عنسی نے حضرت شہر ابن باذان ؓ کو شکست دے کر شہید کر دیا اور ان کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ صنعاء و حضر موت کے درمیان اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک کا علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

حضرت فیروز ؓ اور اسود عنسی: اسی اثناء میں جب کہ اسود عنسی کو ملک یمن پر ایک حکومت حاصل ہوگئی اور اس نے شہر ابن باذان کو شہید کرنے کے بعد ان کی بیوی آزاد کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ یہ حضرت فیروز ؓ کی چچا زاد بہن تھی اور دودھ شریک بہن بھی بنتی تھی۔ حضرت فیروز ؓ کو اسود کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں۔ حضرت فیروز ؓ اپنی چچا زاد بہن آزاد، زوجہ اسود عنسی کے پاس گئے اور انہوں نے اسود عنسی کے قتل کرا دینے کا وعدہ کیا۔ اسود کی بیوی آزاد نے تجویز یہ دی کہ محل کے اندر ایک پوشیدہ مقام پر دیوار میں اندر سے نقب بنا لیں اور پھر باہر سے رات کو دیوار میں اس جگہ نقب لگا کر محل میں داخل ہو جائیں اور اس کو قتل کر دیں۔

اسود عنسی کا خاتمہ: پروگرام کے مطابق حضرت فیروز ؓ نے موقع پا کر پہلے محل کے اندر پوشیدہ نقب کھودی اور اوپر پردہ لٹکوا دیا۔ اور ایک رات موقع پا کر حضرت فیروز ؓ اور قیس دادویہ اسود کے محل میں نقب لگا کر گھس

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

گئے۔اس کو سوتے ہوئے پایا اور اس کو دبوچ کر ذبح کر ڈالا۔ یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ اذان ہوئی۔ حضرت وبر بن نخیسؓ نے نماز پڑھائی۔فجر کی نماز کے بعد اسود کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو اس کے متبعین نکل پڑے۔ شہر میں ایک ہل چل مچ گئی۔ مسلمانوں اور اسود کے پیروکاروں میں تھوڑی دیر تک لڑائی ہوئی۔مسلمانوں نے ایک بلند عمارت سے اسود عنسی کا سر دکھایا کہ وہ قتل ہو چکا ہے۔آخر کار اس کے پیروکار جو کچھ ان کے ہاتھ میں تھا، اس کو بھی وہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

صنعاء و نجران مرتدین و مبتدعین سے خالی ہو گیا۔آنحضرتﷺ کے عمال حسب سابق اپنے اپنے مضافات کی طرف چلے گئے۔ صنعاء کی امارت کے لئے سب لوگوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

اس واقعہ سے فراغت پا کر ان لوگوں نے ایک قاصد آنحضرتﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے آپﷺ کو بذریعہ وحی اس کی خبر ہو گئی اور آپﷺ نے فرمایا کہ شب گذشتہ کو اسود عنسی مارا گیا۔ اس کو ایک مرد مبارک فیروزؓ نامی نے قتل کیا ہے۔لیکن جب قاصد مدینہ پہنچا تو آنحضرتﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔[1]

اس طرح عہد صدیق اکبرؓ میں یہ فتح کی پہلی بشارت تھی، جو حضرت

---

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۶۵

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ابوبکرؓ کو مدینہ میں ملی۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۰)

مہم (۲)......مرتدین سے دوسری لڑائی

رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد پہلی لڑائی اسود عنسی کے پیروکاروں سے یمن میں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی لڑائی خارجہ بن حصین اور منظور بن زمانی بن یسار سے غطفان میں ہوئی۔ ا؎

ارتداد کی وبا: اس زمانہ میں جب حضرت اُسامہؓ رومیوں سے لڑ رہے تھے، حضرت ابوبکرؓ بالکل خاموشی کی حالت میں حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ اگرچہ عربوں کے مرتد ہونے کی خبریں وقتاً فوقتاً آتی رہیں۔ آخر ردت کی یہ نوبت پہنچ گئی کہ ادھر سوائے قبیلہ قریش و ثقیف کے کل قبائل عرب عام طور سے کل یا بعض مرتد ہو گئے۔ اور ادھر مسیلمہ کذاب کے کاموں میں ایک گونہ استحکام پیدا ہو گیا۔ طلیحہ کے پاس قبائل طے اور اسد کا ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا۔ غطفان مرتد ہو گئے۔ بنو ہوازن نے ان سے اتفاق کیا۔ صدقہ بند کر دیا۔ سلیم کے خاص خاص لوگ اسلام سے پھر گئے۔

علیٰ ہذا ہر مقام پر اکثر آدمی ارتداد کی بلائے بد میں مبتلا ہو گئے۔ یمن، یمامہ، بنی اسد اور ہر ایک مقام کے امراء و نوابین کے قاصد عرب کے عام طور سے مرتد ہونے کی خبریں لانے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق

ا؎......تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۲

نہایت استقلال و مضبوطی سے ان کل خبروں کو سُن کر خطوط اور نامہ بروں سے محاربہ کرتے رہے اور ان کی سرکوبی کے لئے حضرت اُسامہؓ کی واپسی کے منتظر تھے۔[1]

منکرین زکوٰۃ و نماز: قبیلہ عبس و ذبیان جوشِ مردانگی سے ابل پڑے۔ عبس، ابرق اور ذبیان ذی القصہ میں آ اُترے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ بنی اسد و بنی کنانہ کے بھی تھے۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر چند آدمیوں کو بطور وفد حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا۔

چنانچہ انہوں نے بمقابلہ معززین مدینہ نماز کی کمی اور زکوٰۃ کی معافی کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا:

> ''واللہ! اگر ایک عقال (جس رسی سے اونٹ کے پاؤں باندھتے ہیں) نہ دیں گے، تو میں ان سے جہاد کروں گا اور پانچ وقت کی نماز میں سے ایک رکعت کی بھی کمی نہ کی جائے گی۔''[2]

مدینہ پر حملہ کرنے والوں کا تعاقب: مرتدین کے وفود یہ خشک جواب سُن کر اپنے گروہ میں واپس آئے اور مسلمانوں کی قلیل تعداد سے آگاہ کیا۔ عبس و ذبیان اس خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے۔ اسی وقت بلا پس و پیش مدینہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن ان کے حملہ کرنے

---

[1] ...... ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۲، طبری، [2] ...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۲، طبری

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر حضرت علیؓ و زبیرؓ و طلحہؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کر دیا تھا۔ اور جو لوگ مدینہ میں موجود تھے، ان کو مسجد نبوی کے سامنے یک جا کر رکھا تھا۔

جس وقت عبس و ذبیان نے اسلامی گشت پر حملہ کیا، حضرت ابوبکرؓ نے اس واقعہ سے مطلع ہوتے ہی مسلمانانِ مدینہ کو ان کی کمک پر بھیج دیا۔ مرتدین کو شکست ہوئی۔

اسلامی لشکر ذی خشب تک ان کے تعاقب میں گیا۔ اس کے بعد مرتدین دوسرے راستہ سے بانسری و دف بجاتے زمین پر پاؤں پٹکتے طرح طرح کی حرکات و تماشے کرتے ہوئے لوٹے۔ جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بھڑک اُٹھے۔ مسلمانوں نے اونٹوں کو ہر چند پھیرنا چاہا، لیکن اونٹوں کو روک نہ سکے اور مدینہ کے قریب پہنچ گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

مہم (۳)......دفاعِ مدینہ......مرتدین کو شکست

مرتدین نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی، اہل ذی قصہ کو مدینہ پر حملہ کے لیے کہلا بھیجا۔ ادھر حضرت ابوبکرؓ خود مقابلہ کے قصد سے مسلح ہو کر نکلے۔ میمنہ پر حضرت نعمانؓ بن مقرن کو اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن مقرنؓ اور ساقہ پر حضرت سویدؓ بن مقرن کو مقرر کر کے فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر مرتدین پر حملہ آور ہوئے۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی

کہ اللہ جل شانہٗ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی۔ مرتدین میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔ بنی اسد سے حبال مارا گیا۔

ظہر کے وقت حضرت نعمانؓ چند مسلمانوں کے ساتھ مالِ غنیمت لے کر مدینہ واپس ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ مرتدین کے تعاقب میں ذی قصہ تک بڑھے چلے گئے۔ اس اثناء میں بنو ذبیان وعبس نے موقع پر حضرت نعمانؓ پر دفعۃً حملہ کر کے مالِ غنیمت کو لوٹ لیا اور جس قدر مسلمان سامنے آئے، انہیں شہید کر ڈالا۔

حضرت ابوبکرؓ جب تعاقب سے واپس آئے اور اس واقعہ کو سنا تو انہوں نے قسم کھالی کہ جس قدر مرتدین ومشرکین نے مسلمانوں کو مارا ہے، اتنے ہی آدمیوں کو میں ان میں سے ماروں گا اور جب تک دشمنانِ خدا سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا، آسائش سے نہ بیٹھوں گا۔ غرض کہ حضرت ابوبکرؓ اسی ارادے میں تھے کہ مدینہ میں اطراف و جوانب ممالک سے صدقات آ گئے اور حضرت اُسامہؓ بھی مالِ غنیمت لئے آ پہنچے۔[1]

مہم (۴)......عبس اور ذبیان کی سرکوبی

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اسی وقت حضرت اُسامہؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام (نائب) مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور لشکر کو لے کر ذی خشب و ذی قصہ کی طرف پیش قدمی فرمائی۔ ابرق پہنچ کر عبس و ذبیان و

---

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۳

بنو بکر (کنانہ) ثعلبہ بن سعد اور ان کے ہمراہیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین نے کشت وخون کا بازار گرم کر دیا۔ انجام کار مرتدین شکست کھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کو شمشیر و نیزہ پر رکھ لیا اور ایک کثیر جماعت ان میں سے ماری گئی۔

اس واقعہ کے بعد ابرق میں حضرت ابو بکرؓ نے چند روز قیام کر کے بنو ذبیان کو ان مقامات سے بالکل بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود مدینہ واپس آ گئے۔[1]

عہد نبویؐ میں صوبوں کے گورنروں کا تقرر

بوقت وصال مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تقرریاں فرمائیں:

	عامل (گورنر)	علاقہ
۱	حضرت عتابؓ بن اسید	مکہ و بنی کنانہ
۲	حضرت عثمانؓ بن ابی العاص	طائف اور اس کے متعلقات
۳	حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل	عجز ہوازن
۴	حضرت عمروؓ بن حزم[2]	نجران مع اس کے متعلقات
	حضرت ابو سفیان صخرؓ بن حرب[3]	نجران مع اس کے متعلقات

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۳، [2]...... نماز پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ (ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۴)، [3]...... صدقات پر مقرر ہوئے۔ (ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۴)

۵	حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص	مابین زمع و زبید بحران تک
۶	حضرت عامرؓ بن شہر ہمدانی	ہمدان
۷	حضرت فیروزؓ ویلمی	صنعاء
۸	حضرت یعلیٰؓ بن امیہ	جند
۹	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	مارب
۱۰	حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ	اشعرمیں وعک پر
۱۱	حضرت زیادؓ بن لبید بیاضی	حضرموت
۱۲	حضرت عکاشہؓ بن ثور بن اصغر غوثنی	حضرموت
۱۳	حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ۱	کندہ
۱۴	حضرت معاذؓ بن جبل۲	یمن

مہم (۵)......قیس بن عبد یغوث کا صنعاء پر قبضہ اور اس کی سرکوبی

آنحضرت ﷺ کے زمانہ حیات میں اہل یمن، اسود عنسی کی وجہ سے

۱......حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کو حضور ﷺ نے کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا، لیکن آپ ﷺ کی علالت و انتقال کی وجہ سے وہ کندہ نہ جا سکے اور حضرت زیادؓ بن لبید ان کی قائم مقامی میں کام انجام دیتے رہے۔(ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۴)

۲......حضرت معاذؓ کل ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کرتے اور قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔(ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۴)

مرتد ہو گئے تھے، جن کی اصلاح آپ ﷺ نے پہلے نامہ و پیام سے فرمائی۔ آخر الامر اسی زمانہ میں اسود مارا گیا اور یمن میں پھر اسلام کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ لیکن جب آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر اہل یمن کو پہنچی تو وہ بھی دیگر عربوں کی طرح پھر مرتد ہو گئے۔

فالہ جو عنسی کے لشکر میں تھا، وہ پہلے ہی عنسی کے مارے جانے کے بعد مابین نجران و صنعاء کے مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کر رہا تھا۔ عمرو بن معدی کرب قیس بن عبد یغوث بن مکشوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا بالکل بگڑ گئی۔ قیس بن عبد یغوث نے ابناءِ حضرت فیروزؓ و داودیہ و خشنش کو حیلے سے اس غرض سے ان سب کو قتل کرنے کی کوشش کی کہ ان کے بعد صنعاء پر اس کا تسلط کلی حاصل ہو جائے گا۔ لیکن مصلحتاً کھلم کھلا برسر میدان خود تو نہ آیا، فالہ سے کہلا بھیجا کہ موقع مناسب ہے۔ عنسی کا لشکر لے کر ابناءِ حضرت فیروزؓ پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہیے۔ میں بھی تیری مدد کو تیار ہوں۔

جب حضرت فیروزؓ کو فالہ کی تیاری کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے قیس سے مدد چاہی۔ قیس نے اظہار محبت سے ان کو نصیحتیں کیں اور دھوکہ سے قتل کرنے کی غرض سے ان کی دعوت کی۔ اتفاق سے داداویہ پر اس کو کامیابی حاصل ہو گئی۔ اور حضرت فیروزؓ و خشنش جنگی حکمت عملی سے وہاں سے نکل گئے۔ قیس نے ان کا تعاقب کیا لیکن یہ جبل خولان میں اپنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ماموں کے پاس پناہ گزیں ہو گئے۔ قیس نے لوٹ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور فالہ بھی عنسی کا لشکر لئے ہوئے اس سے آ کر مل گیا۔[1]

قیس بن عبد یغوث کی شکست و فرار: حضرت فیروزؓ و خشنش نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مطلع کیا۔ جناب موصوف نے حضرت فیروزؓ کو بدستور ولایت صنعاء پر قائم رکھ کر حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ و حضرت عکاشہؓ بن ثور و ذی الکلاع سمیفع و ذی ظلیم حوشب و ذوی بتان شہر کو ان کی امداد کو لکھا۔ اور اسلامی لشکر ظفر پیکر کے بھیجنے کا وعدہ کیا۔

حضرت فیروزؓ کے پاس جب حضرت طاہرؓ و عکاشہؓ وغیرہ کے مل جانے سے ایک معقول جمعیت ہو گئی تو اس وقت وہ قیس کے مقابلہ پر نکلے۔ قیس نے سُن کر پہلے یہ انتظام کیا کہ حضرت فیروزؓ کے عیال و اطفال کے دو گروہ کر کے ایک کو عدن کی طرف بھیجا تا کہ براہِ دریا جلا وطن کر دیئے جائیں اور دوسرے گروہ کو خشکی کی طرف اس غرض سے روانہ کر دیا تا کہ بیابان وصحرا میں آوارہ و پریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔ اس کے بعد عنسی کا لشکر اور قبائل مرتدہ کو لے کر حضرت فیروزؓ سے لڑنے کے لئے چلا۔

حضرت فیروزؓ کے لکھنے پر بنی عقیل بن ربیعہ و عک نے لڑکوں کو چھین لیا اور ان کے ساتھ جو قیس کے آدمی تھے، ان کو بھی قتل کر کے حضرت

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۴

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فیروزؓ سے آ ملے۔ اور ان کے ہمراہ ہو کر قیس سے لڑے۔ یہ لڑائی صنعاء کے باہر ایک کھلے میدان میں ہوئی۔ فریقین میں شبانہ روز لڑائی قائم رہنے کے بعد قیس کو شکست ہوئی۔ وہ بھاگ کر اسی مقام پر چلا جہاں پر فالہ کے ساتھ تھا۔

عمرو بن معدی کرب: اس کے بعد قیس کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی آ کر مل گیا۔ یہ اسی زمانہ میں مرتد ہو گیا تھا جس وقت کہ اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت فردہؓ بن مسیک اور قیس اور یہ تقریباً ایک ہی زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس کو قبلِ اسلام عمرو بن معدی کرب، صدقاتِ مراد پر متعین فرمایا تھا۔ اور عمرو بن معدی کرب اپنی قوم سعد العشیر ہ سے علیحدہ ہو کر زبید کے ساتھ حاضر خدمت اقدس ہو کر ایمان لایا تھا۔ جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کر کے بغاوت اختیار کی اور مدلج نے اس کا اتباع کیا تو عمرو بن معدی کرب بھی من جملہ انہیں لوگوں میں سے تھا۔ لیکن حضرت فردہؓ مع اپنے ہمراہیوں کے اسلام پر ثابت قدم رہے اور اسی وقت اسود عنسی نے عمرو بن معدی کرب کو اپنا نائب بنا لیا تھا۔

مہم (٦)......بنی عمرو بن معاویہ کی سرکوبی

اسی زمانہ میں کندہ بھی مرتد ہو کر اسود عنسی کے تابع ہو گئے تھے۔ ان

کے مرتد ہونے کی علت یہ ہوئی تھی کہ حضرت زیادؓ کندی (جو ان سے صدقات وصول کرنے پر متعین تھے) بنی عمرو[1] بن معاویہ (کندہ) میں ایک روز صدقات وصول کرنے کو گئے۔ بنی عمرو بن معاویہ نے باوجود صدقات واجب ہونے کے ان کو دینے سے انکار کیا۔ حضرت زیادؓ نے ان پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ اس وجہ سے کل بنی عمرو بن معاویہ اس واقعہ سے برہم ہو کر صدقہ دینے سے منکر ہوئے اور مرتد ہو گئے۔

حضرت شراجیلؓ بن اسمط نے اپنی قوم بنی عمرو بن معاویہ کو صدقہ سے انکار اور مرتد ہونے سے بہت روکا۔ لیکن انہوں نے جب ان کی نہ سُنی تو حضرت شراجیلؓ مع اپنے لڑکوں کے حضرت زیادؓ سے آ ملے اور یہ بیان کیا کہ

"بنی عمرو بن معاویہ سے بعض سکاسک و حضر موت و ابضعہ و جمد و مشرح و مخوس اور ان کی بہن عمرہ نے سازش کر لی ہے۔ اگر آپ نے ان کو ایک دِن کی بھی مہلت دے دی تو پھر ان پر کامیابی حاصل کرنی دشوار ہو جائے گی۔"

حضرت زیادؓ نے یہ سُن کر اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور ایک خونریز

---

[1]...... بنی عمرو بن معاویہ کدنہ کا ایک چھوٹا سا قبیلہ تھا۔ اس لڑائی اور ارتداد کا بانی مبانی عداء بن صحر برادر شیطان بن حجر ہے۔ حضرت زیادؓ نے اس کا اونٹ بار برادری کے لئے پکڑ لیا تھا، جس پر عداء بن حجر نے بے حد شور و غل مچا کر لوگوں کو حضرت زیادؓ کی مخالفت پر ابھار دیا اور سب کے سب مرتد ہو گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لڑائی کے بعد مرتدین گروہ کو منتشر کر کے مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اثناء راہ میں بنی حرث بن معاویہ سے ملاقات ہو گئی۔ قیدیوں کی عورتوں نے بنی حرث سے فریاد کی۔ جس سے بنی حرث کی رگ حمیت جوش میں آ گئی اور اس نے غفلت کی حالت میں حضرت زیادؓ پر حملہ کر کے کل قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد کل بنی معاویہ اور سکاسک و حضر موت سے ان کے مطیع ہوئے تھے۔ سب کے سب جمع ہو کر ارتداد پر قائم رہے۔

مہم (۷)......معرکہ اعلاب......مرتدین کی سرکوبی

حضرت ابوبکرؓ صدیق پہلے تو اہل ردت سے نامہ و پیام سے محاربہ کرتے رہے۔ مہاجرینؓ و انصارؓ کو ان کی سرکوبی کو نہ بھیجا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مرتدین کی جمعیت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور دیگر امور سے ان کو ایک گونہ اطمینان بھی حاصل ہو گیا، تب موصوف الصدر نے حضرت عتابؓ بن اُسید کو مکہ اور حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو طائف میں لکھا کہ جس قدر لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں اور وہ بفضلہٖ تعالیٰ اس وقت تک مرتد نہیں ہوئے، ان کو لے کر مرتدین پر حملہ کر دو۔

چنانچہ تہامہ میں جو مرتدین مدلج وخزاعہ کا گروہ جمع ہو رہا تھا، ان کو حضرت عتابؓ بن اُسید نے جنگ کر کے متفرق کر دیا۔ اور جس قدر لوگ

ازود خشعم وبجیلہ کے شنواۃ میں موجود تھے، ان کو حضرت عثمانؓ بن العاص[1] نے ان کے قبائل مرتدہ کی دیکھا دیکھی ایک گروہ عک واشعرین کا بھی مرتد ہو کر اعلاب (راہ ساحل) میں جمع ہوا۔

حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ مع حضرت مسروقؓ عکی کے یہ سُن کر ان کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ فریقین سے مقام اعلاب میں لڑائی ہوئی۔ میدانِ جنگ حضرت طاہرؓ کے ہاتھ رہا۔ عک واشعرین کو شکست ہوئی۔ ان کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ حضرت طاہرؓ بن ابی ہالہ نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکرؓ کو مطلع کیا اور ان کے حکم کے انتظار میں لشکر لئے ہوئے ٹھہرے رہے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۶)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۸)......اہل نجران سے معاہدہ کی تجدید

اہل نجران نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر سن کر چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) سواروں سے خروج کیا اور اپنے وفود (جمع ہے وفد کی بمعنی ڈیپوٹیشن) کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بغرض تجدید عہد روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جدید عہد نامہ لکھ کر ان کو دے دیا اور یہ بھی ظاہر کر

---

[1]......حضرت عثمانؓ بن العاص نے ازود خشعم وبجیلہ کی جماعت مرتدہ کے منتشر کرنے اور ان کے زیر کرنے کو ایک سریہ روانہ کیا تھا، جس کی افسری حضرت عثمانؓ بن ابی ربیعہ کے قبضہ میں تھی اور مرتدین کے گروہ کا سردار حمیضہ ابن النعمان تھا۔

دیا کہ عرب میں دو دین نہیں رہیں گے۔

مہم (۹)......حضرت جریدؓ بن عبداللہ کی یمن کو روانگی

ان واقعات کے بعد حضرت جریدؓ بن عبداللہ و اقرع دو بر بن یخنیس واپس آئے، جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسود عنسی کے خروج کے زمانہ میں روانہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت جریدؓ کو اس غرض سے یمن کی طرف واپس کیا کہ جو لوگ اسلام پر ثابت قدم ہیں، ان کو لے کر مرتدین سے لڑیں اور خشعم کو زیر کر کے جمعیت اسلام کی نگہداشت اور حفاظت کی خاطر نجران میں ٹھہرے رہیں۔

حضرت جریدؓ یہ حکم پاتے ہی پھر یمن واپس آئے۔ خشعم کے چند آدمیوں نے مقابلہ کیا۔ جن کو وہ قتل و قید کر کے نجران کی طرف چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ بن ابی العاص والی طائف نے بحکم حضرت صدیق اکبرؓ بیس آدمیوں کو اپنے بھائی کی سرکردگی میں مخالیف[1] اہل طائف پر اور حضرت عتابؓ بن اسید مکہ و اعمال مکہ پر اپنے بھائی حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں پانچ سو آدمیوں کو مقرر کر کے تا حکم ثانی منتظر رہے۔

---

[1]......مخالیف جمع ہے مخالف کی۔ اہل عرب مخلاف اس مقام کو کہتے ہیں جہاں تبدیل آب و ہوا کے لئے اہل شہر جاتے ہیں۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مہم (۱۰)......نجران کی مہم اور کامیابی

جب یمن کی ابتری ردت کی حالت حد متجاوز ہوگئی اور کسی طرح اس کی بگڑی ہوئی کیفیت سلجھتی نظر نہ آئی، تب حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے حکم سے یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے یمن کی طرف بڑھے۔ مکہ و طائف میں حضرت عتابؓ و عثمانؓ سے ملتے ہوئے حضرت خالدؓ بن اُسید و عبدالرحمٰنؓ بن ابی العاص کو مع ان کے ہمراہیوں کے لیتے ہوئے حضرت جریدؓ بن عبداللہ و عکاشہؓ بن ثور کے پاس پہنچے۔ ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر کے نجران میں داخل ہوئے۔

حضرت فردہؓ بن مسیک نے ان لوگوں سے ملاقات کی۔ مرتدین کے حالات سے ان کو مطلع کیا۔

نجران میں پہنچنے کے دوسرے دِن عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے ایک گروہ مرتدین کا لے کر مقابلہ کیا۔ لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک تھا۔ چاروں طرف سے مرتدین گھیرے ہوئے تھے لیکن اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو مسلمانوں نے میدان سے مار کر بھگا دیا۔ بے شمار مرتدین اس واقعہ میں کام آئے۔

عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح گرفتار کر کے مدینہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ عمرو بن معدی کرب و قیس بن مکشوح نے

ردت سے توبہ کی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان دونوں آدمیوں کو پھر یمن کی طرف واپس کر دیا۔

مہم (۱۱)......مرتدینِ کندہ کی سرکوبی

حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر صنعاء واپس پہنچ کر قبائل مرتدہ کی سرکوبی اور سرگروہ مرتدین کی گوشمالی میں مصروف رہے۔ جن لوگوں نے توبہ کی، ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے ذرا بھی سرتابی کی، ان کی فوراً گردن اُڑا دی۔ الغرض صنعاء کو بھی حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ نے مرتدوں سے صاف کر کے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس سے آگاہ کیا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کے ساتھ کندہ پر حملہ کرنے کو لکھا۔

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل ایک آزمودہ کار تھے۔ ان کے پاس انہیں دونوں اطرافِ عمان سے ایک گروہ مہرہ و ازد و ناجیہ و عبدالقیس اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ یہ مع ان لوگوں کے حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ سے آملے اور ان کے ساتھ ساتھ کندہ کی سرکوبی کو روانہ ہوئے۔ مقام مغازہ مابین مآرب و حضرموت کے حضرت زیاد کندیؓ کا خط ملا۔ جس میں انہوں نے نہایت تیزی سے حملہ کرنے کی تحریک کی تھی۔

حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ نے خط ملتے ہی اپنے بجائے حضرت

عکرمہؓ کو لشکر کا سردار مقرر کر کے خود کچھ حصہ اسلامی فوج کا لے کر نہایت عجلت سے حضرت زیادؓ سے جا ملے اور ان کی ہمراہی میں کندہ کی مقابل ہوئے۔ مقام مجر الزبرقان میں صف آرائی ہوئی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کیا۔ مرتدین کندہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۷)

مہم (۱۳)......قلعہ بخیرہ کا محاصرہ

ان کا کمانڈر کندہ و سکاسک وسکون وحضرموت کے بقیۃ السیف کو لے کر قلعہ بخیرہ میں جا چھپا۔ اور ایک پہاڑی و دشوار گزار راستے کے سوا ہر طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں حضرت عکرمہؓ مع بقیہ اسلامی لشکر کے آگئے اور انہوں نے اس راستہ کو بھی بند کر دیا جس کو انہوں نے مدد و رسد کے لئے کھول رکھا تھا۔ چند دنوں کے حصار کے بعد انہوں نے مجبور ہو کر اس شرط سے قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا اقرار کیا کہ ان کی قوم کے نو آدمیوں کو مع ان کے اہل وعیال و مال کے پناہ دی جائے۔ حضرت مہاجرؓ و زیادؓ اس شرط پر راضی ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔

اسلامی لشکر نے گھس کر دشمنانِ دین کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ اس واقعہ میں قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہزار صرف عورتیں قید ہوئی تھیں۔ جب مسلمانوں نے اس سے فراغت پائی تو اس

وقت اُن کا وہ خط کھولا گیا جس میں مامونین کے نام لکھے تھے۔ ان کو اور دوسرے قیدیوں کو بغرض صدور حکم حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے قیدیوں سے کہا کہ تم مسلمانوں سے لڑے، ان کی خونریزی کی، اس کی پاداش میں تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اشعث بن قیس نے جواب دیا کہ میں نے بذریعہ خط اپنی قوم کی جان بخشی کرائی ہے اور یہ توبہ کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سب کی توبہ قبول کر لی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مالِ غنیمت کو تقسیم کر دیا اور قیدیوں کو آزاد کر دیا۔[1]

خودسر مُرتد امراء کا استیصال: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ

عبدالوحید الحنفی حافظ خادم اہلسنت

---

[1]...... اشعث بن قیس ۱۰ھ میں مدینہ آئے تھے اور اسلام قبول کیا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بہن اُم فروہ کے لئے حضرت ابوقحافہؓ کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ اور رخصتی کو آئندہ آمد پر اُٹھا رکھا تھا۔ اور یہ یمن لوٹ گئے تھے۔ اب انہوں نے رُخصتی کا مطالبہ کیا جو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے قبول کر لیا۔ اشعث بن قیس نے جہاد فارس میں شرکت کی۔ جنگ شام و یرموک میں بھی شریک تھے۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضٰی کے دورِ خلافت میں آذر بائجان کے گورنر تھے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ المرتضٰی کے لشکر میں تھے۔ حضرت امام حسنؓ کے سسر تھے۔ واقعہ صفین کی جنگ بندی میں آپ نے حصہ لیا۔ ۴۰ھ میں حضرت علیؓ المرتضٰی کی شہادت کے ۴۰ روز بعد وفات پائی۔ حضرت امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ یعقوبی ص ۳۲۹)

حضرت ابوبکرؓ صدیق حضرت اسامہؓ کو شام سے واپسی پر اپنا نائب مقرر کر کے ربذہ کی طرف بڑھے تھے اور بنی عبس و ذبیان و کنانہ کو ابرق میں شکست دے کر پھر مدینہ واپس آئے تھے۔

اس اثناء میں لشکر اُسامہؓ کی سفر کی تکان دور ہوگئی تھی اور وہ دشمنانِ خدا کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مرتدین و منحرفین اسلام کی سرکوبی کی غرض سے گیارہ لشکر تیار کر کے ہر ایک کے لئے ایک ایک نشان اور ایک ایک سردار مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہر قبیلہ سے چند مسلمانوں کو ان کی اپنی حفاظت کے لئے چھوڑ کر باقی کو اپنے ہمراہ لے کر اہل ردت سے مقابلہ و مقاتلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ پھر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں یا یہ کہ صفحہ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ جائے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۸۸)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

گیارہ جیشوں کی روانگی

(۱) ایک لواء حضرت خالدؓ بن ولید کے لئے تیار کیا اور ان کو حکم دیا کہ پہلے طلیحہ پر چڑھائی کرو۔ اس کے بعد مالک بن نویرہ پر بطاح میں حملہ کرنا۔

(۲) ایک لواء حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کو دے کر مسیلمہ و یمامہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔

(۳) پھر ان کے بعد انہیں دونوں کی طرف حضرت شرجیل بن حسنہؓ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ یمامہ سے فراغت حاصل کر کے قضاعہ سے لڑنا۔ پھر کندہ پر حضر موت میں حملہ کرنا۔

(۴) ایک لواء حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد یمن سے اپنا صوبہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے۔ ان کو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مشارف شام کی طرف بڑھنے کو کہا۔

(۵) ایک لواء حضرت عمروؓ بن العاص کو دے کر مرتدین قضاعہ سے لڑنے کے لئے روانہ فرمایا۔

(۶) ایک لواء حضرت حذیفہؓ بن محصن کو دے کر اہل وبا پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

(۷) ایک لواء حضرت عرفجہؓ بن ہرثمہ کو دے کر مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

(۸) ایک لواء حضرت طریفہؓ بن عاجز کو دے کر بنی سلیم اور ان کے ہمراہیوں بنی ہوازن کی سرکوبی پر متعین فرمایا۔

(۹) ایک لواء حضرت سویدؓ بن مقرن کے لئے بنایا۔ ان کو یمن کی طرف بھیجا۔

(۱۰) ایک لواء حضرت علاء حضرمیؓ کے لئے تیار کر کے بحرین کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۱۱) ایک لواء حضرت مہاجرؓ بن امیہ کو دیا۔

امیر لشکر کو خلیفۂ اوّل کا فرمان: الغرض ہر ایک لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ایک ہی عبارت کا ہر ایک امیر کو ایک ایک فرمان لکھ کر دیا، جس کی عبارت یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هٰذَا عَهْدٌ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ خَلِيْفَةِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفُلَانٍ حُسَين بَعَثَهٗ فِيْمَنْ بَعَثَهٗ لِقِتَالٍ مَنْ رَجَعَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَ عَهِدَ اِلَيْهِ اَنْ يَّتَّقِى اللّٰهَ مَا اسْتَطَاعَ فِىْ اَمْرِهٖ كُلِّهٖ سِرِّهٖ وَ جَهْرِهٖ وَ اَمْرِهٖ بِالْجُهْدِ فِىْ اَمْرِ اللّٰهِ وَ مُجَاهَدَةِ مَنْ تَوَلّٰى عَنْهُ وَ رَجَعَ عَنِ الْاِسْلَامِ اِلٰى اَمَانِى الشَّيْطَانِ بَعْدَ اَنْ يُّعَذِّرَ اِلَيْهِمْ فَيَدْعُوْهُمْ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْهُ اَمْسَكَ عَنْهُمْ وَ اِنْ لَّمْ يُجِيْبُوْهُ شَنَّ غَارَتَهٗ حَتّٰى يُقِرُّوْا لَهٗ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ عَلَيْهِمْ وَ الَّذِىْ لَهُمْ فَيَأْخُذُ مَا عَلَيْهِمْ وَ يُعْطِيْهِمُ الَّذِىْ لَهُمْ لَا يَنْظُرْ هُمْ وَ لَا يَرُدُّ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ قِتَالِ عَدُوِّهِمْ فَمَنْ اَجَابَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اَقَرَّ لَهٗ قَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ وَ اَعَانَ عَلَيْهِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَنَّمَا يُقَاتِلُ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ عَلَى الْاِقْرَارِ بِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَاِذَا اَجَابَ الدَّعْوَةَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ وَ كَانَ اللّٰهُ حَسِيْبًا بَعْدَ فِيْمَا

اِسْتَسَرَّ بِهٖ وَ مَنْ لَّمْ يُجِبْ اِلٰى دَاعِيَةِ اللّٰهِ قُتِلَ وَ قُوْتِلَ حَيْثُ كَانَ وَ حَيْثُ بَلَغَ مُرَاغِمَةً لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا مِمَّا اَعْطَى الْاِسْلَامَ فَمَنْ اَجَابَهٗ اَقَرَّ قُبِلَ مِنْهُ وَ اَعَانَهٗ وَ مَنْ اَبٰى قَاتِلُهٗ فَاِنْ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَتَلَهُمْ فِيْهِ كُلَّ قِتْلَةٍ بِالسَّلَاحِ وَ الْمِيْزَانِ ثُمَّ قَسَّمَ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِلَّا الْخُمُس فَاِنَّهٗ يَبْلَغْتَاهُ وَ يَمْنَعُ اَصْحَابَهُ الْعُجْلَةَ وَ الْفَسَادَ وَ اَنْ لَّا يَدْخَلَ فِيْهِمْ حَشْوًا حَتّٰى يَعْرِفَهُمْ وَ يَعْلَمَ مَا هُمْ لِئَلَّا يَكُوْنُوْا اَعْيَوَانًا وَ لِئَلَّا يُؤْتَى الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِبَلِهِمْ وَ اَنْ يَّتَفَقَّلَ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَ يُرَفِّقُ بِهِمْ فِي السَّيْرِ وَا الْمَنْزِلِ وَ يَتَفَقَّدَهُمْ وَ لَا يُعَجِّلَ بَعْضَهُمْ عَنْ بَعْضٍ وَ يَسْتَوْصٰى بِالْمُسْلِمِيْنَ فِيْ حُسْنِ الصُّحْبَةِ وَ لِيِّنِ الْقَوْلِ

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا فلاں شخص سے جب کہ آپ نے اسے مجاہدوں کا امیر بنا کر مرتد ہونے والوں سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا، یہ عہد ہے کہ مقدور بھر اپنے تمام کاموں میں خلوت وجلوت میں اللہ سے ڈرتا رہے۔ اور اللہ کے کاموں میں سرگرم عمل رہے اور جو اسلام چھوڑ کر شیطانی آرزوؤں کی طرف لوٹ گئے، ان سے جہاد کرے۔ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دے۔ اگر مان لیں تو فبہا ورنہ ان پر حملہ

کرے، جب تک اسلام کا اقرار نہ کرلیں۔

پھر انہیں وہ حقوق بتائے جو ان پر واجب ہیں اور انہیں ان کے حقوق بھی سمجھا دے۔ دوسروں کے حقوق ان سے لے لے اور ان کے حقوق انہیں دے دے اور انہیں مہلت نہ دے اور مسلمانوں کو جہاد سے نہ روکے۔

پھر جب اللہ کا حکم مان لے اور اس کا اقرار کر لے تو اس سے قبول کر لے اور نیک کاموں میں اس کی مدد کرے۔ جنگ اسی سے کرے جو اللہ کے پاس سے آئی ہوئی شریعت کا انکار کر دے۔ اگر اسے مان لے تو پھر اس پر کوئی راہ نہیں ہے اور اس کے دِل کے حالات سے اللہ واقف ہے اور وہی اس کا محاسب ہے۔ اور جو اللہ کی دعوت نہ مانے اس سے جنگ کی جائے اور جہاں بھی ہو قتل کر دیا جائے۔ اللہ بجز اسلام کے کسی سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔

پھر جس نے اسلام قبول کرلیا، اس کا اسلام مان لیا جائے گا اور اس پر اس کی مدد کی جائے گی۔ اور جس نے انکار کر دیا، اس سے جنگ کی جائے۔ پھر اگر اللہ ان پر غالب کر دے تو ان کا اسلحہ اور آگ سے قتل عام کرے۔

پھر مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر اسے مجاہدوں میں تقسیم کرے اور پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیج دے۔ اور اپنے ساتھیوں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کو جلدی سے اور فساد مچانے سے روک دے اور مجاہدوں میں غیروں کو داخل نہ ہونے دیا جائے، جب تک انہیں جان پہچان نہ لے۔ مبادا وہ جاسوس ہوں اور ان سے مسلمانوں کو کچھ اذیت پہنچ جائے اور مسلمانوں کی خیر خبر رکھے۔ راستوں اور پڑاؤ میں ان سے محبت و پیار سے پیش آئے۔ مسلمان ایک دوسرے سے جلدی نہ کریں اور امیر ان کے ساتھ حُسنِ معاشرت اور نرم کلامی سے پیش آئے۔

مرتدین کے لئے فرمانِ ہدایت: یہ وہ فرمان تھا جو سردارانِ لشکر کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا۔ لیکن ان لوگوں کے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے قطع حجت کے لئے مرتدین کی طرف بھی ایک ایک خط روانہ کیا تھا، جن کی سرکوبی و گوشمالی کے لئے جیوش (لشکر) اسلامیہ روانہ ہو رہے تھے۔ یہ کل خطوط بھی ایک ہی مضمون کے تھے، جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا تھا:

هٰذَا عَهْدٌ مِنْ اَبِیْ بَكْرٍ خَلِیْفَةِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اِلٰى مَنْ بَلَغَهٗ كِتَابِیْ هٰذَا مِنْ عَامَّةٍ اَوْ خَاصَّةٍ اَقَامَ عَلَى الْاِسْلَامِ اَوْ رَجَعَ عَنْهُ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَ لَمْ یَرْجِعْ اِلَى الضَّلَالَةِ وَ الْهَوٰى فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اُوْمِنُ مَا جَاءَ بِهٖ اُكْفِرُ

مَنْ اَبٰی وَ اُجَاهِدُهٗ (اَمَّا بَعْد ثُمَّ قَرَّرَ اَمْرَ النُّبُوَّةِ وَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اَطْيَبَ فِی الْمَوْعِظَة) ثُمَّ قَالَ وَ اِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ فُلَانًا فِیْ جَيْشِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ التَّابِعِيْنَ بِاِحْسَانٍ وَ اَمَرْتُهٗ اَلَّا يَقْتَالَ اَحَدًا وَ لَا يَقْتُلُهٗ حَتّٰی يَدْعُوْهُ اِلٰی دَاعِيَةِ اللّٰهِ فَمَنْ اِسْتَجَابَ لَهٗ وَ اَقَرَّ وَ كَفَّ وَ عَمِلَ صَالِحًا قُبِلَ مِنْهُ وَ اَعَانَهٗ وَ مَنْ اَبٰی اَمَرْتُهٗ اَنْ يُّقَاتِلَهٗ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ لَا يَبْقٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ قَدَرَ عَلَيْهِ فَمَنِ اتَّبَعَهٗ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ مَنْ تَرَكَهٗ فَلَنْ يُّعْجِزَ اللّٰهَ وَ قَدْ اَمَرْتُ رَسُوْلِیْ اَنْ يَّقْرَءَ كِتَابِیْ فِیْ كُلِّ مَجْمَعٍ لَّكُمْ وَ الدَّاعِيَةَ الْاَذَانِ فَاِذْ اذان الْمُسْلِمُوْنَ فَاَذَّنُوْا كُفُّوْا عَنْهُمْ وَ اِنْ لَّمْ يُؤَذِّنُوْا فَاسْئَلُوْهُمْ بِمَا عَلَيْهِمْ فَاِنْ اَبَوْ عَاجِلُوْهُمْ وَ اِنْ اَقَرُّوْا قُبِلَ مِنْهُمْ وَ حَمْلُهُمْ عَلٰی مَا يَنْبَغِیْ لَهُمْ

ترجمہ: یہ ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے ہدایت ہے، جس کے پاس یہ فرمان پہنچے، خواہ وہ عام ہو یا خاص اور اسلام پر قائم ہو نہ ہو۔ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی اور گمراہی اور خواہش نفس کی طرف نہ لوٹا۔

اس اللہ کی تعریف ہے جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور جو اکیلا

ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔اور آپ جو دِین لے کر آئے ہیں، اس پر ایمان لاتا ہوں اور انکار کرنے والوں کو مردود سمجھتا ہوں۔اور اس سے جہاد کے لئے تیار ہوں۔(اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے نبوت اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کو عمدہ طریقے سے بیان کیا اور خوب نصیحتیں کیں۔) پھر لکھا:

میں فلاں کو مہاجرینؓ و انصارؓ اور تابعین کے لشکر کا سردار بنا کر بھیج رہا ہوں۔میرا حکم ہے کہ وہ کسی سے نہ لڑے اور نہ کسی کو مارے جب تک اسے اسلام کی دعوت نہ دے دے۔ پھر جس نے کلمہ پڑھ لیا، اسلام قبول کر لیا، برائیوں سے رُک گیا اور نیک عملوں میں لگ گیا، اس کا اسلام قابل قبول ہے اور اس کی مدد کی جائے اور جو اسلام سے انکار کرے، اس سے لڑنے کی اجازت دی ہے، جب تک اس میں کفر کا اثر باقی ہے۔

پھر جو اسلام لے آئے گا، اس کے لئے بہتری ہے اور جو اسلام نہیں لائے گا تو وہ اللہ کو تو عاجز کرنے سے رہا۔میں نے قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ وہ یہ خط مجمع عام میں پڑھ کر سنائے اور تمہاری اذان کے ذریعہ دعوت دے۔

پھر اگر مسلمان کی اذان سن کر لوگ بھی اذان دینے لگیں تو ان سے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رُک جاؤ اور اگر اذان نہ دیں تو ان سے اذان نہ دینے کی وجہ پوچھو۔ اگر وہ انکار کر دیں تو ان کے بارے میں جلدی کرو اور اگر یہ اقرار و توبہ کر لیں تو توبہ قبول کر لی جائے اور ان کے لئے مناسب احکام جاری کر دیئے جائیں۔

اسی مضمون کے خطوط متعدد سفراء لے کر لشکر اسلام کی روانگی سے پہلے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد سرداران لشکر اپنا اپنا اسلامی جھنڈا لئے ہوئے مع اس فرمان کے جس کا ذکر اوپر ہو چکا، نکل کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خالدؓ بن ولید نے طلیحہ و بنی اسد پر حملہ کیا۔

مہم (۱۴)...... طلیحہ اسدی کے خلاف جہاد اور کامیابی

جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں طلیحہ مرتد ہو کر سمیرا میں آ کر مقیم ہو گیا تھا۔ یہ کاہن تھا۔ اس نے دعوائے نبوت کیا تھا اور بنی اسرائیل کے چند فرقے اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے حضرت ضرارؓ بن الازور کی سرکردگی میں چند مسلمانوں کو روانہ فرمایا تھا۔ ہنوز طلیحہ کی سرکوبی نہ ہونے پائی تھی کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر مشہور ہو گئی۔ جس سے اس کے کاموں میں ایک گونہ استحکام پیدا ہو گیا۔ غطفان و ہوازن و طے اس کے حامی ہو گئے۔

حضرت ضرارؓ اور ان کے ساتھی اعمال سب کے سب مدینہ چلے آئے۔ اوراس کے بعد غطفان کے وفود حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں معافی وترک زکوٰۃ کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اس سے انکار کیا اوران پر حملہ کے خیال سے پیش قدمی فرما کر ذی القصہ میں ان کے مقابل ہوئے اور ان کو شکست دی۔ شکست کے بعد غطفان اور بنی اسد بزافہ میں طلیحہ سے آ کر مل گئے اور طے نے بھی ایسا ہی کیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے آگے بڑھے اور ان کی روانگی سے پہلے طے کی طرف حضرت عدیؓ بن حاتم روانہ کئے گئے، جن کی کوششوں اور مدبرانہ حکمت عملیوں کی وجہ سے طے طلیحہ کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

معرکہ بزاخہ: اس اثناء میں حضرت خالدؓ بن ولید بھی بزاخہ پہنچ گئے، جہاں پر طلیحہ اور عیینہ بن حصن مرتدین کے گروہ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ لشکر اسلام سے حضرت عکاشہؓ بن محصن و ثابتؓ بن اقرم انصاری مقدمہ کے طور پر نکلے۔ اتفاق سے طلیحہ اور اس کے بھائی جبال نے حالت غفلت میں حضرت عکاشہؓ و ثابتؓ کو شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے انصارؓ پر حضرت ثابتؓ بن قیس کو، طے پر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عدیؓ بن حاتم کو مقرر کر کے طلیحہ سے مقابلہ کیا۔لڑائی کا آغاز فریقین کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا۔عینیہ بن حصن میدان جنگ میں لڑ رہا تھا اور طلیحہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چادر اوڑھے ہوئے وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

جس وقت مرتدین کے پاؤں میدانِ جنگ میں اکھڑتے نظر آئے، اس وقت عینیہ لوگوں کو لڑتا ہوا چھوڑ کر طلیحہ کے پاس دوڑ کر آیا اور اس سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی وحی آئی تھی؟ طلیحہ نے کہا: نہیں۔عینیہ یہ سُن کر پھر میدانِ جنگ میں چلا گیا۔تھوڑی دیر تک لڑ کر دوبارہ طلیحہ کے پاس آیا اور دریافت کر کے پھر میدانِ جنگ کو لوٹ گیا۔چند ساعت کے بعد پھر طلیحہ کے پاس بھاگ کر آیا اور دریافت کیا۔طلیحہ نے کہا: ہاں! جبرائیل آئے تھے۔عینیہ نے پوچھا: کیا کہا؟ طلیحہ نے جواب دیا: وہ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تیرے لئے وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے۔

عینیہ نے یہ سُن کر کہا: اے بنی فزارہ! یہ شخص کذاب ہے۔ میں تو چاہتا ہوں تم بھی لڑائی سے لوٹو۔عینیہ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ میدانِ جنگ مرتدین سے خالی ہو گیا۔ بہت سے مرتدین مارے گئے۔کچھ لوگ ایمان لے آئے۔

طلیحہ کا فرار: طلیحہ مع اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بھاگ گیا اور قبیلہ قضاعہ بنی کلب میں جا کر مقیم ہوا۔ یہاں تک کہ بنی اسد وغطفان ایمان لائے اور آخرالامر یہ بھی مسلمان ہو کر حضرت عمرؓ فاروق کی خلافت کے زمانہ میں حج کو آیا۔ پھر مدینہ گیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر لشکر شام کے ساتھ مل کر جہاد کو گیا اور خوب خوب کامیابیاں حاصل کیں۔ اور اسلام کو پھیلانے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کئے۔

اس لڑائی میں جو مقام بزاخہ میں مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی، عیال بنی اسد کو کوئی صدمہ نہیں پہنچنے پایا کیوں کہ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل ہی ان کو محفوظ مقام پر بھیج دیا تھا اور اس کے بعد مسلمان ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۱)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۱۵)......بنی عامر کے مرتدین کی سرکوبی

اسی زمانہ میں بنی عامر ردت و اسلام میں پس و پیش کر رہے تھے اور زیادہ تر ان کو طلیحہ کے کاموں کے نتائج اور اسد و غطفان کے انجام کا خیال پیش نظر تھا، قرۃ بن ہبیرہ، کعب میں اور علقمہ بن ثلاثہ کلب میں سرداری کر رہے تھے۔

علقمہ آنحضرت ﷺ کی حیات میں طائف کی فتح کے بعد شام چلا گیا تھا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہو گیا، تب اپنی قوم میں واپس آیا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ خبر پا کر ایک سریہ بسرداری حضرت قعقاع ابن عمروؓ (بن تمیم) روانہ کیا۔ حضرت قعقاع ابن عمروؓ نے علقمہ پر حملہ کیا اور اس کو مع اس کے اہل وعیال وقوم کے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس پکڑ کر لے آئے۔ ان لوگوں نے مدینہ میں پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۲)

مہم (۱۶)......بنو عامر اور ہوازن کی اطاعت

قرۃ بن ہبیرہ طریہ بعد وصال آنحضرت ﷺ یہ بھی مذبذبین بین ذالک سے تھا کہ اتفاق سے حضرت عمروؓ بن العاص (جن کو آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت عمان کی طرف بھیجا تھا) آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد عمان سے واپس ہوتے ہوئے قرۃ کی طرف سے ہو کر گزرے۔

قرۃ نے بڑی عزت سے ان کو ٹھہرایا، دھوم دھام سے دعوت کی۔ جب سب لوگ ملاقات کر کے ہٹ گئے، اس وقت قرۃ نے حضرت عمروؓ بن العاص سے کہا کہ اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا، کیوں کہ عربوں نے تمہارا دین خراج دینے کے لئے قبول نہیں کیا۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے اس بات پر اس سے ناراضگی ظاہر کی اور اس سے کبیدہ خاطر ہو کر مدینہ چلے آئے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کو قرۃ

کے حالات سے آگاہ کیا۔ پس جب حضرت خالدؓ بن الولید نے بنی اسد و غطفان پر حملہ کر کے ان کو زیر کر لیا اور اس وقت ہوازن وسلیم و عامر جو ان قبائل کے انجام کار دینے کے منتظر تھے، حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس آئے اور اسلام لائے۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے ان سب لوگوں کا اسلام قبول کر لیا۔ سوائے چند اشخاص کے جنہوں نے زمانہ ردت میں مسلمانوں کو شہید و قتل کیا تھا۔ ان کو حضرت خالدؓ بن ولید نے چن چن کر گرفتار کرا کے کسی کو قتل اور کسی کو سنگسار کیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب ان کو بنی عامر کے کاموں سے فراغت حاصل ہوئی، تب عینیہ[1] بن حصن وقرۃ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیج دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عینیہ وقرۃ کو ردت پر قائم رہنے اور دوبارہ اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۲)

---

[1]...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت عینیہ پابہ زنجیر مشکیں باندھی ہوئی، مدینہ میں آیا تھا، اس وقت مدینہ کے لڑکوں کا ایک گروہ اس کے پیچھے تھا اور وہ سب کہہ رہے تھے کہ اے دشمن خدا! مؤمن ہونے کے بعد کافر ہوا۔ اور عینیہ یہ کہتا جاتا تھا: بخدا! میں ایک لمحہ کے لئے بھی ایمان نہیں لایا اور نہ اب لاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ سُن کر اس کے قتل کا حکم دیا۔

مہم (۱۷)......سلمٰی بنت مالک اور اس کے لشکر کی سرکوبی

اس کے بعد قبائل غطفان و سُلیم وغیرہ کے بقیہ لوگ سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ بن بدر بن ظفر کے پاس حواب میں جا کر جمع ہوئے اور اس کو اپنا پیشوا بنا لیا۔

یہ سلمٰی وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات میں قید ہو کر آئی تھی لیکن اتفاقیہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے رو برو پڑ گئی۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے کہہ کر آزاد کرا دیا تھا۔ پھر جب یہ قوم میں لوٹ کر آئی تو مرتد ہو گئی۔ اور کچھ لوگ غطفان و ہوازن و سُلیم و طے و اسد کے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

جب اس کی اطلاع حضرت خالدؓ بن ولید کو ہوئی تو وہ مرتدین سے مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیتے ہوئے سلمٰی سے آ کر مقابل ہو گئے۔ سلمٰی ایک ناقہ پر سوار لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ سو آدمی اس کے ناقہ کے پاس مارے گئے۔ جب اس کا ناقہ زخمی ہو کر گرا اور یہ بھی ماری گئی تو اس وقت مرتدین کا گروہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔[۱]

مہم (۱۸)......مرتدین بنی سُلیم کی سرکوبی

باقی رہے بنی سُلیم، ان میں الفجاءۃ بن عبد یالیل حضرت ابوبکرؓ صدیق

[۱]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۳

کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ ''میں مسلمان ہوں، میری آپ مدد کیجیے۔ مجھے لڑائی کا سامان دیجیے، میں اہل ردت سے لڑوں گا۔'' حضرت ابوبکرؓ صدیق نے اس کو ہتھیار جنگ دے کر اہل ردت سے لڑنے کا حکم دیا۔

الفجاۃ بن عبد یالیل ہتھیار جنگ لئے ہوئے مدینہ سے نکل کر جون (یا جواء) پہنچا اور مرتد ہو کر بنی شرید سے نجبۃ بن ابی المثنیٰ کو بنی سلیم و ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے یہ خبر پا کر حضرت طریفہؓ بن حاجز کو الفجاۃ و نجبۃ پر حملہ کرنے کے لئے لکھا اور ان کی امداد کے لئے حضرت عبداللہؓ بن قیس الحاشی کو روانہ کیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

فریقین نے ایک کھلے میدان میں صف آرائی کی۔ نجبۃ تو میدان جنگ میں مارا گیا اور الفجاۃ بھاگا، جس کو حضرت طریفہؓ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور اپنے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس لائے۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مصلے مدینہ میں آگ روشن کرا کے الفجاۃ کو اس میں ڈلوا دیا۔ اور ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ ابوالحنساء بقیہ بنی سُلیم کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا۔ یہ بھی من جملہ مرتدین کے تھا۔[1]

---

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۳

مہم (۱۹)......بنی تمیم میں تفرقہ اور مخالفین کی سرکوبی

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بنی تمیم میں آپ کے عمال کی تفصیل یہ تھی:

(۱) رباب وعوف وابناء میں حضرت زبرقانؓ بن بدر، (۲) قیس بن عاصم مقاعس وبطون میں، (۳) حضرت صفوانؓ بن صفوان وسبرہ بن عمرو بنی عمرو میں، (۴) وکیع بن مالک بنی مالک میں، (۵) مالک بن نویرہ حنظلہ میں تھے۔ پس جب آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر مشہور ہوئی تو حضرت صفوانؓ، صدقات بنی عمرو اور حضرت زبرقانؓ رباب وابناء وعوف کے صدقات لے کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ چلے آئے۔ لیکن قیس بن عاصم نے مقاعس وبطون میں ان کی مخالفت کی۔

ان دونوں بزرگوں کے چلے جانے اور قیس بن عاصم کی مخالفت کی وجہ سے بلاد بنی تمیم میں تفرقہ شروع ہو گیا۔ مسلمانوں اور مرتدوں میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔

سجاع بنت الحرث: اس اثناء میں جب کہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ لڑ جھگڑ رہے تھے، سجاح بنت الحرث بن سویدز (یہ بطن غطفان قبیلہ بغلب سے تھی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) خروج کیا۔ اور ہذیل بن عمران نے بنی تغلب بن عقبہ ابن ہلال

نے نمرین سلیل بن قیس نے شیبان میں اور زیاد بن ہلال نے اس کی اتباع کی۔

ہذیل بن عمران نصرانی تھا۔لیکن اس نے اپنے دین کو سجاح کے دین کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ سجاح بنت الحرث اس گروہ کو لئے ہوئے مدینہ پر حملہ کرنے اور حضرت ابوبکرؓ و مسلمانوں سے لڑنے کو چلی۔ بنی تمیم میں اختلاف تو پہلے ہی تھا، سجاح کے خروج سے مخالفت اور زیادہ ہوگئی۔

مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کو مدینہ پر فوج کشی کرنے سے روک کر بطون بنی تمیم پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ بنی تمیم اس کے مقابلہ سے بھاگے لیکن وکیع بن مالک اس سے مل گیا۔ رباب و منبہ نے متحد ہو کر لڑائی کی۔ سجاح کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔اس کے متعدد ہمراہی قید کر لئے گئے۔اس کے بعد بحیثیت کل صلح کر لی اور سجاح مع اپنے ہمراہیوں کے مدینہ کی طرف روانہ ہو کر نباج پہنچی۔ اوس بن خزیمہ ہجیمی نے بنی عمرو کو لے کر اس پر حملہ کر دیا۔

فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ سجاح کے ہمراہیوں میں سے ہذیل و عقبہ گرفتار کر لئے گئے۔ پھر فریقین کی اس شرط پر صلح ہوئی کہ اوس بن خزیمہ قیدیان سجاح کو چھوڑ دے اور سجاح اوس کے شہروں میں کسی قسم کا تصرف نہ کرے۔

سجاح اور مسیلمہ کذاب کا عقد و اتحاد: اس واقعہ کے بعد مالک بن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نویرہ و وکیع بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر اپنی قوم میں چلے آئے۔ چنانچہ سجاح کے ہمراہی اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کو روک بھی نہ سکے۔ اور ان کی امداد و اعانت سے نا اُمید ہو کر بنی حنیفہ کی طرف بڑھے۔

مسیلمہ نے یہ خیال کر کے کہ اگر وہ سجاح سے متصادم ہو گا اور اس سے لڑائی میں مصروف ہو جائے گا تو ثمامہ بن اثال یمامہ میں ضرور چھیڑ چھاڑ کرے گا اور حضرت شرجیلؓ بن حسنہ اور اسلامی لشکر بھی شب خون و غارت گری پر آمادہ ہو جائیں گے۔ سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ پہلے عرب کے کل بلاد نصف ہمارے تھے اور نصف قریش کے۔ لیکن چونکہ قریش نے بدعہدی کی ہے لہٰذا وہ نصف میں نے تم کو دے دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اس سے امن کی خواست گار ہوئی۔ بہر کیف مسیلمہ اس سے ملنے کو قلعہ سے نکل کر اس خیمہ میں آیا جو ملاقات کے لئے سجایا گیا اور معطر کیا گیا تھا۔ محافظین خیمہ سے باہر نکال دیئے گئے۔ مسیلمہ و سجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب مسیلمہ نے اپنے مرصع فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کر لیا اور خود کو اس کی زوجیت میں دے دیا۔

تین روز تک اس کے پاس خیمہ میں مقیم رہی۔ چوتھے روز جس وقت وہاں سے لوٹ کر اپنی قوم میں آئی تو اس کی قوم بلا ادائے مہر نکاح کرنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

پر اس کو لعنت ملامت کرنے لگی۔ مجبور ہو کر سجاح مسیلمہ کے پاس پھر لوٹ آئی اور اس سے مہر کا تقاضا کیا۔ مسیلمہ نے کہا: جا اپنے ہمراہیوں سے کہہ دے کہ مسیلمہ رسول اللہ نے دو نمازیں یعنی نماز فجر و عشاء کی معاف کر دیں جن کو محمد ﷺ نے تم پر فرض کیا تھا۔[1]

مہم (۲۰)......سجاح کا فرار اور اس کے لشکر کی سرکوبی

اس کے علاوہ مسیلمہ سے سجاح یمامہ کی نصف پیداوار لے کر اور صلح کر کے جزیرہ کو واپس ہوئی اور ہذیل و عقبہ کو آئندہ سال کی نصف پیداوار لینے کے لئے چھوڑ گئی۔

اتفاق سے اثناء راہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں اسلامی لشکر سے سامنا ہو گیا۔ جس سے اس کی جماعت منتشر ہو گئی۔ اور وہ خود بنی تغلب کے جزیرہ میں جا کر مقیم رہی۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہؓ نے عام المجاعۃ (قحط سالی) میں اس کو مع بنی غطفان اس کے قبیلہ کے کوفہ میں لا کر ٹھہرایا۔

اسی زمانہ میں سجاح ایمان لائی اور باقی زندگی زمانہ اسلام میں اچھی طرح بسر کی۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۴)

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۱)......حضرت خالدؓ بن ولید کی بطاح کی جانب روانگی

جس وقت سجاح جزیرہ کو واپس ہوئی اور بنی تمیم نے پھر اسلام قبول کر لیا، اس وقت تک مالک بن نویرہ اسی شش و پنج میں رہے۔ بطاح میں قبیلہ تمیم بنی حنظلہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لیکن مالک بن نویرہ چونکہ خود اس سے متردد تھے، اس لئے بنی حنظلہ کا مال واسباب محفوظ مقام پر رکھوا دیا اوران کولڑائی کرنے سے منع کر کے اپنے مکان پر لوٹ آئے۔

حضرت خالدؓ بن ولید یہ سن کر کہ حنظلہ بطاح میں جمع ہو رہے ہیں لشکر اسلام لے کر ان کی سرکوبی کو بڑھے۔ پس حضرت خالدؓ بن ولید نے بطاح پہنچتے ہی ایک سریہ روانہ کیا اور اس کو ہدایت کر دی کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں۔ جو شخص اس سے انکار کرے، اس کو گرفتار کر لائیں تاکہ قتل کیا جائے۔

وہ چند نفر بنی ثعلبہ بن یربوع کے گرفتار کر لائے۔ لوگوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس پہنچ کر شہادت میں اختلاف کیا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ انہوں نے اذان دی اور نماز پڑھی اور بعضوں نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید اہل سریہ کی اس مختلف شہادت سے کوئی نتیجہ نہ نکال سکے۔ مجبور ہو کر ان لوگوں کو زیرنگرانی حضرت ضرارؓ بن الازور قید کر

دیا۔رات میں ان کے منادی نے اوفئو اسراکم کی ندا دی۔ یہ محاورہ کنانہ میں قتال کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ پس اس ندا کے سنتے ہی حضرت ضرارؓ نے چونکہ کنانی تھے،سب کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید شور وغل کی آواز سُن کر منع کرنے کی غرض سے باہر نکلے لیکن اس سے پیشتر حضرت ضرارؓ ان کے قتل سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔حضرت ابوقتادہؓ ناراض ہوکر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس چلے آئے اور حال عرض کیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا کہ یہ فعل غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے،جس سے بھی ہوا ہے۔آپ کو ناراض ہوکر بغیر اجازت نہیں آنا چاہیے تھا، واپس لشکر میں جائیں۔وہ واپس لشکر میں چلے گئے اور حضرت خالدؓ سے اپنی جگہ چھوڑنے پر معافی مانگی اور حضرت خالدؓ نے حضرت ابوقتادہؓ کو معاف کر دیا۔[1]

پھر جب حضرت خالدؓ بن ولید حسب طلب حضرت ابوبکرؓ صدیق مدینہ آئے اور اصل صورت حال عرض کی تو حضرت ابوبکرؓ صدیق راضی ہو گئے اور آپ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ ”میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کرنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سان پر رکھا ہو۔“

اس کے بعد اختلاف کو ختم کرا کے مالک بن نویرہ اور اس کے

---

[1] ......تاریخ خلفائے راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی حصہ اول ص ۵۵

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہمراہیوں کا خون بہا بیت المال سے دے دیا اور حضرت خالدؓ کو ان کے متعلقات بلاد کی طرف لوٹا دیا۔[1]

مہم (۲۲)......مسیلمہ کذاب کی سرکوبی (جنگ یمامہ)

جس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے گیارہ لشکر مرتدین عرب کی سرکوبی کے لیے روانہ کیے تھے، اس وقت حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے لڑنے کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا تھا۔ پھر ان کے بعد حضرت شرجیلؓ کو انہیں کی امداد کی غرض سے روانہ کیا۔

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل نے عجلت کر کے حضرت شرجیلؓ کے آنے سے پہلے لڑائی شروع کر دی۔ جس میں خود عکرمہؓ کامیاب نہ ہوئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ صدیق کو مطلع کیا گیا تو انہوں نے حضرت عکرمہؓ کو لکھ بھیجا کہ بغیر شرجیلؓ کے آئے ہوئے تم نے حملہ نہیں کرنا تھا۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب حضرت حذیفہؓ و عرفجہؓ کے پاس جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ اور اہل عمان سے لڑو۔ جب ان کی جنگ سے فراغت حاصل ہو تو تم مع اپنے لشکر کے مہاجرؓ بن ابی امیہ کے پاس یمن و حضرموت میں چلے جاؤ۔

حضرت شرجیلؓ کو لکھا کہ تم خالدؓ بن ولید کے اعمال کی طرف چلے جاؤ۔ پس جب وہاں لڑائی سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو قضاعہ کی

[1]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۵

حافظ عبدالوحید الحنفی

طرف چلے جانا اور عمروؓ بن العاص کے ہمراہ ہو کر ان لوگوں سے لڑنا جو ان میں سے مرتد ہو گئے ہیں۔

اس اثناء میں جب حضرت خالدؓ بن ولید بطاح سے فارغ ہو کر حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طلبی پر ان کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت خالدؓ سے اصلی واقعات سن کر راضی ہو گئے، تب انہوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو مسیلمہ کی طرف روانہ کیا اور کافی تعداد آدمیوں کی ان کے ہمراہ کر دی۔ مہاجرینؓ پر حضرت ابوحذیفہؓ اور زیدؓ تھے جب کہ انصارؓ پر حضرت ثابتؓ بن قیس و براءؓ بن عازب تھے۔

مسیلمہ کذاب کی قوت میں اضافہ: حضرت خالدؓ بن ولید روانگی کا حکم پاتے ہی مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح میں آ کر ٹھہر گئے۔ جس وقت اسلامی لشکر آ گیا اس وقت یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بنی حنیفہ کا اس وقت زور و شور تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) جنگ آور سپاہی یمامہ کے قریات اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے۔

حضرت عکرمہؓ کی طرح حضرت شرجیلؓ نے بھی عجلت کر کے لڑائی شروع کر دی، جس میں ان کو بھی کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ پہنچے۔ انہوں نے حضرت شرجیلؓ سے فرمایا کہ لڑائی میں جلدی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

ابھی لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ایک اور گروہ کو حضرت خالدؓ کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ ایک تو خود مسیلمہ کے پاس جمعیت کثیر تھی، دوسرے سجاح کی باقی ماندہ فوج بھی آ کر اس سے مل گئی تھی۔

مسیلمہ کذاب اور رجال: رجال (اس کا نائب تھا اور یہ شرفاء بنی حنیفہ میں سے تھا) بن عنفوۃ نے مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دی۔ مسیلمہ بہت سے فقرے بنا بنا کر لوگوں کو سناتا اور کہتا تھا کہ یہ قرآن ہے اور چند باتیں خلاف عادات انسانی دکھلا کر اس کو معجزہ بتلاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو اور بنی حنیفہ کو حضرت خالدؓ بن ولید کے قریب پہنچنے کی خبر معلوم ہوئی اور ان لوگوں نے جنگ کے قصد سے یمامہ سے باہر صف آرائی کی۔[1]

مجاعہ کی گرفتاری: مسیلمہ تک پہنچنے کا ایک روز کا سفر باقی تھا کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے حضرت شرجیلؓ کو مقدمہ الجیش پر مقرر کر کے خود آگے بڑھنا چاہا لیکن اتفاق سے شب کے وقت مجاعہ سے مڈبھیڑ ہو گئی جو چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ لے کر بلاد بنی عامر و بنی تمیم کی طرف شب خون مارنے گیا تھا۔

حضرت شرجیلؓ نے مجاعہ پر حملہ کر دیا اور لڑ کر مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ پورے گروہ کو فرشِ زمین پر آرام کے ساتھ سلا دیا۔

---

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۶

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جنگ یمامہ: اس واقعہ کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید آ گئے۔ مسیلمہ و بنی حنیفہ نے بڑھ کر تیغ و سنان سے ان کا استقبال کیا۔ مسیلمہ کے ہمراہ اس معرکہ میں چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) فوج تھی۔ اس کے مقدمہ الجیش پر رجال تھا۔

مسلمانوں کا لشکر تعداد میں تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) تھا، جس کی افسری حضرت خالدؓ بن ولید کر رہے تھے۔ اور ان کی ماتحتی میں نامی گرامی دلاور لڑنے والے کام کر رہے تھے۔

فریقین نے نہایت سختی سے لڑائی شروع کی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہی لڑائی فریقین کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی ہو گی۔ دونوں طرف سے لڑنے والے جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ پہلے حملہ میں بنو حنیفہ لڑتے لڑتے حضرت خالدؓ کے اس خیمہ تک پہنچ گئے جہاں پر مجاعہ قید تھا اور اسی خیمہ میں اُمّ متمم یا تمیم زوجہ حضرت خالدؓ بھی تھیں۔

مجاعہ نے باوجود قیدی ہونے کے انتہائی دلیری سے اُٹھ کر مرتدین کو خیمہ کے پاس سے علیحدہ کیا۔ اس کے بعد لشکر اسلام اللہ اکبر کہہ کر بنی حنیفہ پر ٹوٹ پڑا جس سے بنی حنیفہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ نکلے۔

محکم بن طفیل کا خاتمہ: محکم بن طفیل (جو لشکر مسیلمہ کے میسرہ پر تھا) نے کہا: **ادخلوا الحديقه يا بنى حنيفه فانى امنع ادباركم** (یعنی اے بنی حنیفہ! حدیقہ میں چلے جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا)۔ یہ سن

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کر بنی حنیفہ تو حدیقہ[1] میں چلے گئے اور محکم بن الطفیل ایک ساعت تک لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔

مسلمانوں نے نہایت سختی سے پاؤں جما کر لڑائی شروع کر دی۔ رایت اسلام حضرت ثابتؓ بن قیس کے ہاتھ میں تھا۔ جب یہ لڑ کر شہید ہو گئے تو حضرت زیدؓ بن الخطاب نے لیا۔ پھر حضرت ابوحذیفہؓ، پھر حضرت سالمؓ مولیٰ ابوحنیفہ نے، پھر حضرت براءؓ برادر اوس بن مالک نے لے کر مقابلہ کیا۔ اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدین کو شکست ہوئی۔[2]

مسیلمہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد: تاریخ طبری میں علامہ طبری لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے۔ جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر کف جاری ہوتا ہے، وہ شیطان اسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے۔ لہٰذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔[3]

حضرت خالدؓ بن ولید کا مسیلمہ پر حملہ: رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے حضرت خالدؓ اس کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع

---

[1]......شہر یمامہ کے دروازہ پر ایک باغ تھا، جس کو حدیقۃ الرحمٰن کہتے تھے۔ مسیلمہ نے اپنا خیمہ اسی باغ میں نصب کیا تھا۔ [2]......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۷، [3]......تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۹۲

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تلاش کرنے لگے۔ حضرت خالدؓ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے مگر تاہم حضرت خالدؓ نے اندازہ لگایا کہ تاوقتیکہ مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے والے نہیں۔ انہوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی۔ اس نے جواب دیا۔

حضرت خالدؓ نے چند باتیں ایسی پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کہ اچھا بتایئے اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کون سا نصف حصہ آپ ہمیں دیں گے؟ اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنا منہ شیطان سے مشورہ کرنے کے لئے پھیر دیتا اور وہ منع کر دیتا۔ چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں ایک مرتبہ مشورہ کے لئے اپنا منہ ذرا پھیرا تھا کہ حضرت خالدؓ بن ولید موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ سہم کر بھاگا۔ اس کے ہٹنے کی دیر تھی کہ اس کے تمام توابع میدان سے فرار ہو گئے۔

حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار! اب آگے بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو۔ مسلمان سب کے سب اُن پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی۔

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اُٹھا تو کسی نے اُس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کے ہم سے کیا کرتے تھے، کیا ہوئے؟ اس نے کہا: بہرحال! اب اس

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وقت تو تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو۔ا

حدیقۃ الموت: مسلمانوں نے ان پر ہر طرف سے ایسی یورش کی کہ ان کو ایک محصورہ باغ میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہونا پڑا۔ جو ان سب کے لئے ہلاکت کا مقام ثابت ہوا۔ اسی میں دشمن خدا مسیلمہ کذاب بھی تھا۔

حضرت براءؓ بن مالک نے کہا: اے مسلمانو! تم مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دو۔ مسلمانوں نے کہا: براء! ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر انہوں نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ آپ لوگ مجھے کسی طرح باغ کے اندر ڈال دیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کو کندھوں پر اُٹھا کر باغ کی دیوار پر چڑھا دیا اور وہاں سے وہ تلوار کے ساتھ دشمن میں کود پڑے۔ اور باغ کے دروازے سے ان کو مار بھگایا اور پھر مسلمانوں کے لئے اندر سے اس دروازے کو کھول دیا۔ اب کیا تھا، تمام مسلمان ایک دم باغ میں داخل ہو گئے۔ مرتدین نے بہت سخت مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر ڈالا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت جبیرؓ بن مطعم کے مولیٰ حضرت وحشیؓ اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر اُسے قتل کیا تھا۔ حضرت وحشیؓ نے اپنا بھالا اس پر پھینکا اور انصاری نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا۔ چونکہ دونوں نے ایک ہی وقت وار کیا تھا، اس لئے اس کے بعد میں حضرت وحشیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی

ا……تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۹۳

بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا۔۱

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔۲

مسلمانوں نے اس باغ میں سب مرتدین کا صفایا کر دیا۔ اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو بعد میں حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہے، اس روز دس ہزار (۱۰۰۰۰) نبرد آزما کام آئے۔ مسیلمہ کذاب بھی اسی باغ میں مارا گیا۔۳

جنگ یمامہ کے شہداء کرام: اس جنگ میں جو مسیلمہ کذاب اور مرتدین کے خلاف لڑی گئی، صرف مدینے کے مہاجرینؓ و انصارؓ میں سے تین سو ساٹھ (۳۶۰) صحابہؓ شہید ہوئے۔ نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرینؓ و تابعینؒ میں سے چھ صد (۶۰۰) یا زیادہ اصحاب شہید ہوئے۔ تین سو (۳۰۰) مہاجرینؓ اور تین سو (۳۰۰) تابعینؒ کے علاوہ حضرت ثابتؓ بن قیس بھی شہید ہوئے۔

دوسری طرف بنو حنیفہ کے اقرباء کے میدان میں سات ہزار (۷۰۰۰) آدمی مارے گئے تھے۔ موت والے باغ میں سات ہزار

۱...... ہماری کتاب تاریخ اسلام حصہ پنجم سلسلہ نمبر 30 غزوہ اُحد تک کی مہمات کے صفحہ نمبر 53 تا 57 پر تحریر و اشعار جس میں حضرت وحشیؓ کا مزید تذکرہ موجود ہے۔

۲...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۹۰، ۳...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۹۳

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۷۰۰۰) اور تعاقب و تلاش میں بھی اسی قدر۔ا

رجال بن عنوہ کا قتل: حضرت زیدؓ بن الخطاب نے رجال بن عنقوہ کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے مرتدین کے رہے سہے ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) جنگ آور بنو حنیفہ مارے گئے۔

لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید مجاعہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے مرتدوں کے مقتولین کی طرف سے گزرے۔ حضرت خالدؓ نے محکم کی لاش دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ وہی (مسیلمہ) ہے؟ مجاعہ نے کہا: واللہ! مسیلمہ اس سے اچھا تھا۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے مسیلمہ، رو محل، و میم، اخلیس کو دکھا کر کہا کہ تیرے سردار یہی تھے اور یہی تجھ پر حکومت کرتے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مجاعہ نے کہا: مسیلمہ یہی ہے اور یہ لوگ ایسے ہی تھے لیکن تم ان لوگوں کے قتل پر نازاں نہ ہو۔ ان سے زیادہ دلاور اور جنگی قلعہ یمامہ میں موجود ہیں۔ ان کے زیر کرنے کے لئے ایک مدت چاہیے۔ تم مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے مصالحت کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کر لینے پر آمادہ کر دوں گا۔

اہل یمامہ سے مصالحت: حضرت خالدؓ بن ولید چونکہ کسی قدر مالِ غنیمت جمع کرا چکے تھے اور لشکریوں کو کمر کھول دینے کا حکم دے چکے تھے،

ا...... تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۹۵

اسی وجہ سے مجاعہ سے کہا: میں تجھے قید سے رہا کئے دیتا ہوں۔ تو اپنی قوم میں جا اور ان کو صلح کر لینے پر آمادہ کر۔ میں ان سے فقط ان کے نفوس کی بابت صلح کروں گا۔

مجاعہ حضرت خالدؓ کے پاس سے اُٹھ کر اہل یمامہ کے پاس گیا اور عورتوں کو مسلح کر کے شہر پناہ کی فصیل پر کھڑا کر کے حضرت خالدؓ کے پاس واپس آیا اور کہا کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے۔ حضرت خالدؓ نے یمامہ کی طرف نظر اُٹھا کر کھا تو اس کی فصیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں اور لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ انصارؓ میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) آدمی اور اسی قدر مہاجرینؓ اور اسی قدر تابعینؒ میں سے شہید ہو چکے تھے۔ جو باقی تھے، ان میں زخمیوں کی تعداد تھی۔

ان وجوہات کے پیش نظر حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے نصف مال و اسباب و زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و باغات و قیدیوں کی بنیاد پر صلح کرنے کی تجویز پیش کی۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی انکار کیا تو ربع (چوتھائی) مال و اسباب پر صلح کر لی۔

صلح نامہ لکھنے کے بعد قلعہ کھولا گیا تو سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ حضرت خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی اور فریب سے صلح نامہ لکھوایا۔ مجاعہ نے عرض کیا: اے امیر! میری قوم میں کسی قسم کی استطاعت باقی نہ رہ جاتی اگر میں یہ حیلہ نہ کرتا۔ مجھے اب

معاف فرمائیے۔ میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید یہ سُن کر خاموش ہو رہے اور اس صلح نامہ کو بحالہٖ قائم رکھا۔

سلمہ بن عمیر کا انجام: لیکن سلمہ بن عمیر نے کہا: ہم اس صلح کو قبول نہ کریں گے اور قلعوں کو محفوظ رکھیں گے اور اہل قریٰ کو لڑائی پر آمادہ کریں گے۔ غلہ و رسد کافی ہے، موسم سرما بھی آ گیا۔ مجاعہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر میں حیلہ وفریب نہ کرتا تو حضرت خالدؓ بھی اس شرط پر صلح نہ کرتے۔ میں نے نہایت چالاکی سے یہ صلح نامہ لکھوایا ہے۔ مجاعہ کے کہنے پر سات آدمی اس کی قوم سے نکلے اور حضرت خالدؓ سے انہوں نے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جس خیال پر وہ اس سے پیشتر تھے، اس سے براءت ظاہر کر دی۔

سلمہ بن عمیر کے دِل میں حضرت خالدؓ کی جانب سے ایک خلش مضمر ہو گئی اور اس نے ان کے ساتھ دغا بازی کا قصد کر لیا، مگر سلمہ کے ہمراہیوں نے حضرت خالدؓ کو اس ناشائستہ حرکت سے مطلع کر دیا، جس کی پاداش میں حضرت خالدؓ نے اس کو قید کر دیا۔ مگر یہ قید سے نکل بھاگا۔ لیکن پھر لوگوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اہل یمامہ کا وفد: حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت سلمہؓ بن وقش کو ایک خط دے کر حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

اگر اللہ جل شانہ مرتدین پر تم کو فتح یاب کرے تو بنو حنیفہ سے جو بالغ ہو چکے ہوں، وہ سب کے سب قتل کئے جائیں۔ البتہ نو عمر لڑکے اور عورتیں قید کر لی جائیں۔

لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالدؓ بن ولید صلح کر چکے تھے۔ اس وجہ سے اس خط پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ لہٰذا ان میں سے ایک گروہ کو اپنے خط کے ساتھ وفد کی صورت میں حضرت ابو بکرؓ صدیق کے پاس روانہ کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے خط میں مسیلمہ کے مارے جانے اور اہل یمامہ پر فتح پانے نیز صلح کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا۔

حضرت ابو بکرؓ صدیق نے اہل وفد سے بکمال عزت و احترام ملاقات کی اور ان لوگوں سے مسیلمہ کے بنائے ہوئے فقرات کو دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے جو کچھ انہیں یاد تھا، پڑھ کر سنایا۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے فرمایا:

واللہ! یہ کلام خدا نہیں ہے۔ پاک ہے وہ اللہ۔ جس کو وہ گمراہ کرے، اس کا کوئی ہادی نہیں اور جس کو وہ راہِ راست پر لائے، اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جاؤ اپنی قوم میں رہو اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ۔ جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو۔[1]

---

[1]...... تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۸

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

مہم (۲۳)......اہلِ بحرین کا ارتداد اور دوبارہ قبولِ اسلام

حضرت خالدؓ بن ولید نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں سے ایک وادی کی طرف رُخ کیا۔ جہاں پر عبدالقیس و بکر بن وائل وغیرہ بطون ربیعہ جمع ہو رہے تھے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔ اور اسی طرح منذر بن ساوی بھی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے تھوڑے دنوں بعد اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔

یہ جارود بن المعلیٰ وہی ہیں جو وفد کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں سے اسلام لا کر اپنی قوم میں آئے۔ ان کی تحریک پر وہ لوگ ایمان لائے تھے۔ پس جب عبدالقیس کو آنحضرت ﷺ کے وصال کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو نہ مرتے۔ جارود بن المعلیٰ نے کہا:

> تمہاری عقلوں پر پتھر پڑیں۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے پہلے اور انبیاء کرام بھیجے تھے اور وہ لوگ اپنا زمانہ حیات پورا کر کے وفات پا گئے؟ اسی طرح حضرت محمد ﷺ بھی ایک نبی تھے۔ جب ان کا زمانہ وصال آیا تو وہ بھی وصال فرما گئے۔

جارود نے سن کر کلمہ شہادت پڑھا۔ عبدالقیس کے دِل پر ان کلمات کا

خادم اہلسنت عبدالمجید الحنفی

ایسا فوری اثر ہوا کہ وہ لوگ بھی ان کے ساتھ ساتھ کلمہ پڑھنے لگے اور اسلام پر ثابت قدم رہے۔

مہم (۲۴)......حطم بن ربیعہ کا ارتداد اور اس کی سرکوبی

ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت علاءؓ بن الحضرمی کو منذر کی طرف مقرر فرمایا۔ اس سے پیشتر آنحضرت ﷺ نے انہیں کو منذر کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پس جب آپ کا وصال ہو گیا اور بطون ربیعہ مرتد ہو گئے اور ان لوگوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو (جو کہ مغرور کے نام سے موسوم تھا) اپنا حاکم بنا لیا اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

جیسا کہ حیرہ میں اس کی قوم نے کیا تھا اور جارود کی وجہ سے عبدالقیس اسلام پر ثابت قدم رہے اور بکر بن وائل نے ردت پر قیام کیا۔ اور حطم بن برادر بنو قیس بن ثعلبہ خروج کر کے غطیف و ہجر کے درمیان قیام پذیر ہوا اور اس نے چند آدمیوں کو دارین کی طرف عبدالقیس کو اسلام سے پھیرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن عبدالقیس نے اس سے انکار کیا تو اس نے مغرور بن سوید کو جواثی کی جانب یہ کہہ کر روانہ کیا کہ اگر تو ان پر فتح یاب ہو گیا تو میں تجھ کو بحرین کا ویسا ہی بادشاہ بنا دوں گا، جیسا

ا......تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۹

کہ حیرہ کا نعمان ہے۔

پس اس نے جواثی میں پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں حضرت علاءؓ بن الحضرمی اہل ردت سے لڑنے کے لئے بحرین آ پہنچے اور جارود بن المعلیٰ سے کہلا بھیجا کہ عبدالقیس کو لے کر حطم اور اس کی قوم پر جو اس کے گرد ونواح میں ہے، حملہ کر دو۔ اس خبر کے سنتے ہی کل مسلمان حضرت علاءؓ کے پاس آ کر اور اہل دارین کے علاوہ جس قدر مشرکین تھے، آ کر جمع ہو گئے اور اپنے اردگرد چاروں طرف خندق کھود کر لڑائی شروع کر دی۔

ایک ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی۔ یہ نہ ان پر غالب ہوتے تھے اور نہ وہ ان سے لڑائی میں پیچھے ہٹتے تھے۔

حطم بن ربیعہ کا خاتمہ: اتفاق سے ایک روز شب کے وقت شور وغل کی آواز آنے لگی۔ حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے کان لگا کر سنا تو علاوہ شور وغل کے گانے بجانے، لڑنے، فضول بکنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں لیٹے ہوئے سنتے رہے۔ جب صبر نہ ہوا تو انہوں نے ایک مخبر کو بھیجا۔ اس نے وہاں سے آ کر اطلاع دی کہ کل فریق مخالف شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے اس خبر کے سنتے ہی اسی وقت اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ نبرد آزمایانِ اسلام خندق کو عبور کر کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتدین کے سر پر پہنچ گئے۔ مرتدین حالت نشہ میں نہ اپنے کو سنبھال سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ سکے۔ مسلمانوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کیا۔ جو باقی رہے، ان میں سے بعض قید کر لئے اور بعض کشتیوں میں سوار ہو کر دارین میں جا چھپے اور بعض اپنی قوم میں جا ملے۔

حطم بن ربیعہ (جو مرتدین کا سرگروہ تھا) اپنے کو کچھ سنبھال کر گھوڑے پر چڑھ رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے پہنچ کر اس پر ایسا وار کیا کہ کمر سے اس کا ایک پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ اتنے میں جابر بن بجیر آ گیا اور اس نے قیس پر حملہ کر دیا۔ قیس نے اس کا وار خالی دے کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن دوش سے جدا ہو کر علیحدہ جا پڑی۔ پھر قیس نے لپک کر حطم بن ربیعہ کا بھی کام تمام کر دیا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۱۹۹)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۸)......معرکہ دارین

صحابہؓ نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے: عفیف بن منذر نے مغرور بن سوید کو گرفتار کر لیا۔ تمام شب کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ صبح ہونے تک جب میدان مرتدین سے خالی ہو گیا تو علاء نے صبح کی نماز کے بعد مغرور کے قتل کا حکم دے کر مالِ غنیمت تقسیم کر دیا۔

بکر بن وائل میں ان لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم رہے تھے اور خصفہ تمیمی اور مثنیٰ بن حارث کو اہل ردت کے روکنے کو لکھا۔ لیکن اس خط

کے پہنچنے سے پہلے اہل ردت دارین میں پہنچ گئے۔ مسلمانانِ بکر بن وائل حضرت علاءؓ کو جب اس سے مطلع کر کے خود دارین کی طرف بڑھے تو حضرت علاءؓ بن الحضرمی بھی اس اطلاع پر اسلامی لشکر لئے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہوئے۔

دریا کے کنارے پہنچ کر کشتی نہ ملنے سے لشکر اسلام رُک گیا۔ حضرت علاءؓ بن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب دُعا کرنے لگے:

يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِ الْمَوْتٰى يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا رَبَّنَا

دُعا ختم کرنے کے بعد حضرت علاءؓ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ایڑ دیا اور اسلامی لشکر ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے دریا پایاب ہو گیا اور اسلامی لشکر نے اس کو عبور کر کے دشمنانِ خدا کے سر پر پہنچ کر قتل و غارت کرنا شروع کر دیا اور ایک شب و روز کی لڑائی کے بعد مرتدین کو شکست ہوئی۔ چھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادے ان کے مارے گئے۔ باقی جس قدر تھے، وہ سب گرفتار و قید کر لئے گئے۔

حضرت علاءؓ بن الحضرمی کا بحرین کی امارت پر تقرر: اس خدا داد کامیابی کے بعد حضرت علاءؓ بن الحضرمی بحرین واپس آئے اور حرانہ میں لشکر اسلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ لیکن فتنہ انگیزوں نے یہ غلط خبر مشہور کر دی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہ ابوشیبان و ثعلبہ و حر، شیبانوں کو ردت پر اُبھار کر ان کو مسلمانوں سے لڑائی کے لئے جمع کر رہے تھے۔ حالانکہ وہ حضرت علاءؓ کی امداد کے لئے جمع ہو رہے تھے۔

جس وقت حضرت علاءؓ ان فتنہ انگیزوں کے کہنے پر اعتماد کر کے ابوشیبان وغیرہ کے مقابل ہوئے، اس وقت حقیقت حال کا انکشاف ہوا اور وہ لوٹ کر اپنی قیام گاہ پر آئے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ایک خط لکھا۔ جس میں اہل خندق کی شکست اور حطم کے مارے جانے کی مفصل کیفیت درج کی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت علاءؓ کو حکومت بحرین پر مقرر کر دیا۔

اس کے بعد ثمامہ بن اثال ایک گروہ کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بن بکر بن وائل کے راستہ میں مل گیا۔ اس کے پاس حطم بن ربیعہ کی سیاہ چادر تھی۔ اہل قافلہ نے کہا: اسی نے حطم کو مارا ہے۔ قیس بن ثعلبہ نے ہر چند کہا کہ میں نے اس کو نہیں مارا۔ مجھ کو امیر نے دی ہے لیکن ان لوگوں نے ان کے کہنے پر مطلق توجہ نہ کی اور ان کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۲۰۰)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مہم (۲۶)......عمان ومہرہ کے مرتدین کی سرکوبی

اس سے پیشتر زمانہ جاہلیت میں عمان کی حکومت یقیط بن مالک ازوی کے خاندان میں تھی۔لیکن انقلاب زمانہ میں اس کے خاندان سے حکومت نکل کر جیفر وعبد پسران جلندی کے قبضہ میں آ گئی تھی۔

آنحضرتﷺ کے وصال کے بعد جس وقت اہل عمان ومہرہ مرتد ہو چکے تھے، اس وقت یقیط بن مالک نے موقع مناسب دیکھ کر نبوت کا دعویٰ کر کے عمان سے جیفر وعبد کو نکال دیا اور خود عمان پر حکومت کرنے لگا۔

جیفر نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حذیفہؓ بن محصن ضمیری کو عمان کی طرف اور حضرت عرفجہؓ بارتی کو مہرہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔روانگی کے وقت حضرت حذیفہؓ کو حکم دیا کہ مہم عمان سے فارغ ہو کر مہرہ میں عرفجہؓ کو مدد دینا اور دونوں آدمی جیفر کی رائے سے کام کرنا۔

اگرچہ اس سے پیشتر حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کو یمامہ کی طرف مسیلمہ سے لڑنے کو بھیجا تھا، لیکن حضرت عکرمہؓ کو بوجہ عجلت کامیابی نہ ہوئی تھی اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کو لکھ کر بھیجا کہ تم حذیفہؓ وعرفجہؓ کے ساتھ شریک ہو کر اہل عمان ومہرہ سے لڑنا اور جب مہم عمان ومہرہ سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا۔ (جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں) اس وجہ سے

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل حضرت حذیفہؓ وعرفجہؓ کے پہنچنے سے پہلے عمان پہنچ گئے۔اس کے بعد جب حضرت حذیفہؓ وعرفجہؓ بھی آ گئے تو انہوں نے جیفر وعبد کو اپنے آنے سے مطلع کیا۔جیفر وعبد فوراً اپنی موجودہ فوج لے کر اسلامی لشکر میں آ گئے اور صحرائے عمان میں خیمہ زن ہوئے۔

عُمّان کی فتح: یقیط نے یہ خبر پا کر اپنے لشکر کو جمع کیا اور کمال مردانگی سے شہر میں لا کر مقابلہ کی غرض سے ٹھہرایا۔

مقدمۃ الجیش میں حضرت عکرمہؓ تھے اور میمنہ پر حضرت حذیفہؓ اور میسرہ پر حضرت عرفجہؓ اور رؤسا عمان جو ہنوز اسلام پر ثابت قدم تھے، مع جیفر وعبد کے قلب میں تھے۔ادھر یقیط اور اس کے ہمراہی ایک کثیر تعداد میں صف بصف مقابلہ میں کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور لڑکے تھے۔

نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔فریقین نے جی توڑ کر لڑنا شروع کیا۔لڑائی کا آغاز نہایت خطرناک نظر آ رہا تھا۔مسلمانوں کا لشکر نشیب میں اور مرتدین کی یلغار بلندی پر تھی۔مگر بایں ہمہ مسلمان ہتھیلی پر سر رکھ کر برابر آگے بڑھتے جاتے تھے۔یقیط نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو للکار کر آگے بڑھایا اور خود ایک ہاتھ میں پرچم اور دوسرے میں نیزے لئے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کر کے مسلمانوں کی طرف حملہ آور ہوا۔

اسلامی لشکر پر اس اچانک اور مجموعی حملہ سے سخت دباؤ ہوا اور قریب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تھا کہ یقیط فتح یاب ہو جاتا، لیکن اتفاقاً بنی ناجیہ کا ایک گروہ جس میں حریث بن ارشد اور کچھ لوگ عبدالقیس کے شامل تھے (جس کا سردار سنجار بن صرصار تھا) ان کی مدد کو آ گیا۔ اسلامی لشکر کا دِل اس غیر متوقع امداد سے بڑھ گیا اور انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔

دشمنانِ دین شکست اُٹھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگے۔ دس ہزار کے قریب ان میں سے مارے گئے۔ قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے بعد جو خمس (پانچواں حصہ) حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس مدینہ بھیجا گیا تھا، اس میں آٹھ سو قیدی تھے (یعنی کل قیدی تقریباً چار ہزار تھے)۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حضرت خذیفہؓ تو عمان میں ٹھہرے رہے اور حضرت عکرمہؓ مہرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۲۰۱)

مہم (۲۷)......اہل مہرہ کی اطاعت اور فریق مخالف کو شکست

مہرہ میں کچھ لوگ عمان اور ازدو عبدالقیس و بنی سعید قبائل کے ہاں جا کر شریک ہو گئے اور یہ لوگ دو گروہ ہو کر حکومت و ریاست کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔

حضرت عکرمہؓ نے مہرہ میں پہنچ کر دونوں گروہوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک نے ان میں سے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے نے (جس کا

سردار مصیح تھا) اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عکرمہؓ نے گروہ اول کے ساتھ ہو کر حملہ کیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر ان کے

(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص۷۴)

سردار کو مار ڈالا۔ بہت سے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔

مسلمانوں کو اس واقعہ سے بہت مدد پہنچی۔ اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے نجد، روضہ وساطی و جزایر ومرولسان واہل جبرہ وظہور الشحر وفرات و ذات الخیم وفرہ بالاتفاق مسلمان ہو گئے۔ حضرت عکرمہؓ نے اس واقعہ کا ایک اطلاعی خط حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پاس بھیج دیا اور خود حسبِ ہدایت حضرت ابوبکرؓ براہِ یمن حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ کی طرف چلے گئے۔ (تاریخ ابن خلدون حصہ اول ص ۲۰۱)

عراق کی فتوحات

عبدالوحید الحنفی
حافظ خادم اہلسنّت

سرحد عراق کے ساتھ ساتھ عرب قبائل آباد تھے۔ وہ ایک لمبے عرصہ سے ایرانی حکومت کے ظلم کا شکار تھے۔ اب جب کہ ایرانی حکومت زوال پذیر ہو رہی تھی تو انہیں موقع ملا کہ وہ ایرانی حکومت سے انتقام لیں۔ چنانچہ بنوبکر کے سردار حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکرؓ صدیق سے امداد طلب کی۔ خلیفہ نے حضرت خالدؓ کو عراق کی مہم پر مامور کیا۔

مہم (۲۸)...... جنگ سلاسل یا جنگ کاظمہ (محرم ۱۲ھ)

حضرت خالدؓ دس ہزار فوج لے کر عراق کی طرف بڑھے۔ اہلہ کے

مقام پر حضرت مثنیٰؓ آٹھ ہزار فوج لے کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جنوبی عراق کے ایرانی گورنر کا نام ہرمز تھا۔ حضرت خالدؓ نے اس کے نام ذیل کا خط لکھا:

''اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ ورنہ تم کو ایک ایسی قوم سے لڑنا پڑے گا،
جو موت کی اتنی ہی آرزومند ہے، جتنی تم زندگی کی تمنا رکھتے ہو۔''

ہرمز اس خط کو دیکھ کر بہت گھبرایا اور وہ خط اس نے شاہِ ایران کو بھیج دیا۔ اور وہ خود فوج لے کر نکلا۔ جب دونوں فوجیں میدان میں آئیں تو ہرمز نے حضرت خالدؓ کو مقابلے کی دعوت دی۔ حضرت خالدؓ مقابلہ پر گئے اور ایک ہی وار میں ہرمز کا کام تمام کر دیا۔ ایرانی فوج بھاگ نکلی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

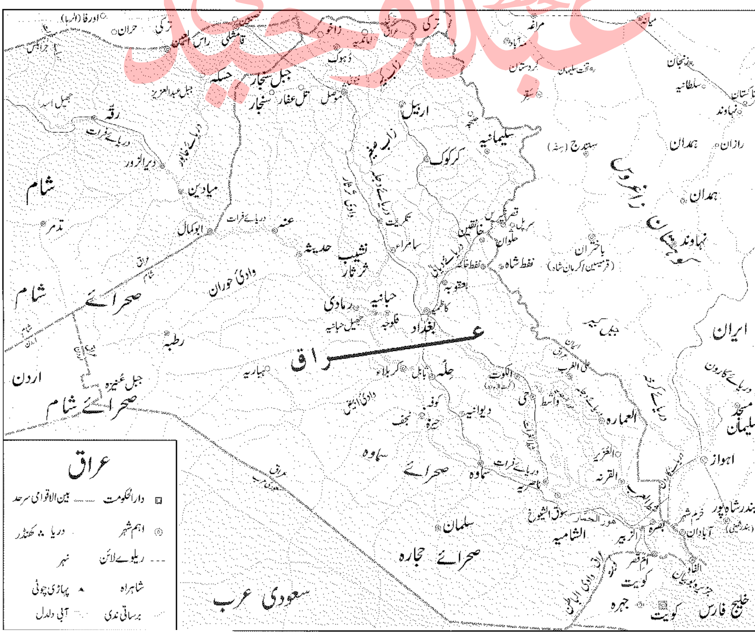

(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۷۲)

مسلمان فوج نے ان کا تعاقب کیا۔ اب اس مقام پر بصرہ آباد ہے۔ یہ جنگ مقام کاظمہ کے پاس ہوئی تھی، اس لیے اس کو جنگ کاظمہ کہتے ہیں۔ اس جنگ کو جنگ سلاسل یا زنجیروں والی جنگ بھی کہتے ہیں، کیوں کہ ایرانی سپاہیوں نے زنجیریں باندھ رکھی تھیں۔ تا کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نہ سکیں۔ (تاریخ طبری ج۲ص ۱۲۸)

مہم (۲۹)......جنگ مذار (صفر۱۲ھ)

حضرت مثنیٰؓ دشمن کے تعاقب میں مدائن تک جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ان کو معلوم ہوا کہ دشمن کا ایک بہت بڑا لشکر مقابلہ کے لئے مدائن کی طرف آ رہا ہے۔ حضرت مثنیٰؓ نے مذار کے مقام پر ڈیرے ڈال دیئے اور کمک کا انتظار کرنے لگے۔ مذار اس نہر پر واقع ہے جو دریائے دجلہ اور فرات کو ملاتی ہے۔ حضرت خالدؓ کو بھی دشمن کے ارادوں کا پتہ چل گیا۔ وہ تیزی سے مذار پہنچے۔ جب دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں تو مسلمانوں نے زبردست حملہ کیا۔ دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ بہت زیادہ مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ (تاریخ طبری ج۲)

مہم (۳۰)......جنگ دلجہ (صفر۱۲ھ)

جب ایران کے بادشاہ کو اس شکست کا حال معلوم ہوا تو اس نے سوچا

کہ عرب قبائل کی امداد حاصل کی جائے۔ عراق کی سرحد پر کئی قبائل آباد تھے۔ بادشاہ نے ان کی مدد سے ایک بہت بڑی فوج تیار کی اور مقام دلجہ کی طرف روانہ کر دی۔ اپنا ایک بہادر سپہ سالار بہمن ان کی امداد و نگرانی کے لئے بھیج دیا۔ حضرت خالدؓ کو جب اس کی فوج کی خبر ملی تو لشکر لے کر دلجہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے کو مٹانے کا عزم رکھتی تھیں۔ جنگ شروع ہو گئی۔ حضرت خالدؓ نے اپنے دو سالار دشمن کے پیچھے بھیج دیئے تھے، کہ دوران جنگ پیچھے سے حملہ کر کے دشمن کو پریشان کریں۔ اب سامنے سے حضرت خالدؓ کے لشکر نے دشمن پر حملہ کر دیا اور پیچھے سے مسلمان سپہ سالار نے۔ دشمن گھبرا کر بھاگ گیا۔ بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۳۱)......جنگ اُلیس، فتح امغیشیاء (صفر ۱۲ھ)

ساسانی فوج اُلیس کے مقام پر دوبارہ جمع ہوئی۔ اس مرتبہ عیسائی بھی ایرانی لشکر میں شامل تھے۔ جب حضرت خالدؓ یہاں پہنچے تو اس فوج نے مسلمانوں کا راستہ روکنے کی کوشش کی، مگر شکست کھائی۔ جنگ اُلیس میں ایرانی مقتولین کی تعداد ستر ہزار تھی جو سب کے سب امغیشیا کے تھے۔ اس فتح کے بعد مسلمان امغیشیا کی طرف بڑھے۔ ان کی آمد سے پہلے یہ شہر خالی ہو چکا تھا۔ امغیشیاء خود بخود فتح ہو گیا۔

امغیشیاء حیرہ کے برابر کا شہر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا: اے گروہِ قریش! تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کی گوہ میں گھس کر اس کو مغلوب کر دیا۔ عورتیں خالدؓ جیسا بہادر پیدا نہیں کرسکتیں۔ ذات سلاسل سے لے کر امغیشیاء کے واقع تک مسلمانوں کو اس قدر مالِ غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا جتنا امغیشیاء میں حاصل ہوا۔ (ایضاً تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۴۶)

مہم (۳۲)......حیرہ کی فتح (ربیع الاوّل ۱۲ھ)

ان فتوحات کے بعد حضرت خالدؓ حیرہ کی طرف بڑھے۔ حیرہ کے حاکم نے اپنے لڑکے آزادبہ کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اس نے دریائے فرات پر بند باندھ کر مسلمانوں کی پیش قدمی کو روکنا چاہا۔ مسلمانوں نے دریا کا بند توڑ دیا اور حیرہ کی طرف بڑھتے ہوئے محل پر قبضہ کرلیا۔ حاکم حیرہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اور حضرت خالدؓ نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اہل شہر نے آخر صلح کر لی، جس کی شرائط ذیل تھیں:

”یہ وہ معاہدہ ہے جو خالدؓ نے ابن عدی، عمرو بن عبدالمسیح اور ایلاس سے طے کیا۔ جس کو اہل حیرہ نے اس عہد نامہ کا اختیار دیا ہے۔ اہل حیرہ ہر سال ایک لاکھ نوے ہزار درہم خراج دیا کریں گے۔ یہ خراج پادریوں اور عام لوگوں پر یکساں طور پر عائد کیا جائے گا۔ صرف وہ

فقراء اس سے مستثنیٰ ہوں گے جو تارک الدنیا ہیں۔ مسلمان شہر کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے، ورنہ خراج کے حق دار نہ ہوں گے۔ اگر اہل حیرہ بدعہدی کریں تو مسلمان بری الذمہ ہوں گے۔'' المرقوم ماہِ ربیع الاوّل ۱۲ھ)

مسلمانوں نے اہل حیرہ سے بہت اچھا سلوک کیا اور اس کے نتیجہ میں گردونواح کے باشندوں نے انہی شرائط پر مسلمانوں سے صلح کر لی۔

(تاریخ طبری ج۲ص۱۴۹)

حضرت خالدؓ کی کرامات: حیرہ کی عظیم الشان فتح کے بعد اہل حیرہ کے سراروں میں سے ایک عمرو بن عبدالمسیح جب حضرت خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے خادم کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔

حضرت خالدؓ نے اس کے ہاتھ سے تھیلی لے کر زہر کو اپنے ہاتھ پر پھیلایا اور اس سے دریافت کیا کہ اس کو تم اپنے ہمراہ کیوں لائے ہو؟ عمرو بن عبدالمسیح نے جواب دیا کہ میں اس کو اپنے ہمراہ اس خیال سے لایا ہوں کہ اگر میں تم کو اپنے خیال کے خلاف پاؤں تو اس صورت میں مجھے موت زیادہ عزیز ہوگی، اس سے کہ میں اپنی قوم میں کوئی چیز بدل کر جاؤں۔

حضرت خالدؓ یہ کہہ کر کہ جب تک موت نہیں آتی اس وقت کوئی شخص مر نہیں سکتا، ''بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ'' پڑھ کر اس کو کھا گئے۔ تھوڑے عرصہ تک عالم بے ہوشی میں پڑے رہے۔ اس کے بعد

اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اچھی طرح باتیں کرنے لگے۔

عمرو بن عبدالمسیح نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا: واللہ! تم لوگ جو چاہو گے حاصل کر لو گے، جب تک تم میں ایسا شخص موجود رہے گا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار یا دولاکھ نوے ہزار اور کرامت بن عبدالمسیح کو دے کر صلح کر لی۔ صلح کے بعد کرامت شویل کو دے دی گئی اور کرامت نے ایک ہزار درہم اپنی قیمت دے کر آزاد کرا لیا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۱۲ھ کا ہے۔[1]

یہ ہیں مجسمۂ کرامت سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔

مہم (۳۳)......جنگ عین التمر / انبار، کلوازی کی فتح

اب حضرت خالدؓ نے شمالی ایران کا رُخ کیا۔ سب سے پہل انبار کے قلعہ پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد عین التمر کے مقام پر دشمن سے مقابلہ ہوا۔ یہاں ایران کی تازہ دم فوج موجود تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ایرانی شکست کھا گئے۔ اور مسلمانوں نے عین التمر پر قبضہ کر لیا۔[2]

مہم (۳۴)......دومتہ الجندل

آنحضرت ﷺ کے زمانے میں خالدؓ نے دومتہ الجندل کے ایک

---

[1]......تاریخ ابن خلدون، [2]......تاریخ طبری ج۲ص ۱۵۹

رئیس کیدر بن عبدالملک کو مطیع بنا لیا تھا۔ مگر اب دوبارہ اس علاقے میں سرکشی پھیل چکی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عیاضؓ بن غنم کو دومتہ الجندل روانہ کیا۔ حضرت عیاضؓ نے حضرت خالدؓ سے مدد مانگی۔ حضرت خالدؓ کی آمد کی خبر سن کر اکیدر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت عیاضؓ نے جبلہ اور جودی کو شکست دی اور دومتہ الجندل مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ (تاریخ طبری ج۲ ص۱۶۳)

مہم (۳۵)......جنگ فراض (۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ)

اب حضرت خالدؓ نے فراض کا رُخ کیا۔ فراض وہ مقام ہے جہاں عراق و شام اور جزیرہ کی سرحدیں ملتی ہیں۔ جب حضرت خالدؓ نے اس کا رُخ کیا تو ایرانیوں اور عیسائیوں کے ساتھ رومی بھی مل گئے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے متحد ہو گئے۔ مسلمانوں نے دریائے فرات کے کنارے ڈیرے ڈال دیئے۔ دشمن دریا پار کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ دشمن کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس جنگ میں دشمن کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ (تاریخ طبری ج۲ ص۱۶۸)

مہم (۳۶)......جنگ بابل (ربیع الثانی ۱۳ھ)

جنگ فراض کے بعد حضرت خالدؓ چپکے سے ۲۵ ذیقعدہ کو حج پر چلے

خادم الاسلام حافظ عبدالوحید الحنفی

گئے۔ جب وہ واپس آئے تو خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر نصف فوج حضرت مثنیٰؓ کے ماتحت عراق میں چھوڑی اور باقی فوج کو لے کر محاذ شام کا رُخ کیا۔ ادھر ایران کے بادشاہ نے ایک نیا لشکر تیار کر لیا، جس میں دس ہزار سپاہی تھے۔

حضرت مثنیٰؓ کے پاس فوج کم تھی، مگر پھر بھی انہوں نے دریائے فرات پار کیا۔ اور بابل کے قریب ڈیرے ڈال دیئے۔ دشمن کی فوج سے سخت مقابلہ ہوا اور دشمن میدان سے بھاگ نکلا۔

فتوحات شام.....مسلمانوں کی شام پر فوج کشی (۱۳ھ)

رومیوں کی جنگی تیاریوں کی وجہ سے مدینہ کو مستقل خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اس لیے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت خالدؓ بن سعید کو سرحد شام کی حفاظت کے لئے مامور کیا۔ انہوں نے وادئ تیما میں اپنا کیمپ لگایا۔ رومیوں نے یہ دیکھ کر سرحد کے قریب جمع ہونا شروع کر دیا۔

حضرت خالدؓ بن سعید نے خلیفہ سے لڑائی کی اجازت طلب کی۔ اور رومی فوج پر حملہ کر دیا۔ رومی طاقت میں زیادہ تھے، اس لئے مدینہ سے امداد طلب کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل اور حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو امداد کے لئے روانہ کیا۔

جب حضرت خالدؓ بن سعید کو امداد کی اطلاع ملی تو وہ دشمن پر ٹوٹ

پڑے۔ اور اس میں مسلمانوں کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ حضرت عکرمہؓ نے بروقت پہنچ کر تعاقب کرنے والی رومی فوج کو روک دیا اور حضرت خالدؓ بن سعید کی فوج وادی القریٰ میں جمع ہوگئی۔ (تاریخ طبری ج۲ص۱۷۱)

مہم (۳۷)......شام پر لشکر کشی

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے شام پر باقاعدہ فوج کشی کا عزم کیا۔ آپ نے تمام مسلمانوں کے نام ایک فرمان جاری کیا، جس میں ان سے لشکر اسلام میں شامل ہونے کی اپیل کی گئی۔ چنانچہ عرب کے مختلف حصوں سے مسلمان مدینہ میں جمع ہونے لگے۔

حضرت ابوبکرؓ نے شام کے مختلف حصوں میں علیحدہ علیحدہ فوجیں متعین کیں۔ ان فوجوں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ تھے۔ ان کی تعداد ستائیس ہزار (۲۷۰۰۰) تھی۔ ان میں دمشق کے لیے حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان، حمص کے لیے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، اردن کے لئے حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور فلسطین کے لیے حضرت عمروؓ بن العاص تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس لشکر اسلام کو پاپیادہ ساتھ جاکر رخصت کیا اور نصیحتیں کیں۔

اس زمانے میں قیصر روم شام آیا ہوا تھا۔ اس نے ایک بڑی فوج جمع کی اور ملک میں پھیلا دی۔ تاکہ مسلمان افواج ایک جگہ جمع نہ ہوسکیں۔ اس لیے جب مسلمان فوج شام میں داخل ہوئی تو جگہ جگہ اس کی جھڑپیں

ہوئیں۔ اس پریشانی کے پیش نظر حضرت ابوعبیدہؓ نے خلیفہ کو مزید امداد کے لیے لکھا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو لکھا کہ آدھی فوج لے کر شام چلے جائیں۔

مہم (۳۸)......بصریٰ کی فتح

حضرت خالدؓ تیزی سے شام کی طرف بڑھے۔ اور راستے میں ایک لق ودق صحرا کو عبور کیا۔ یہ پانچ دن میں پار ہوا۔ یہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اور حضرت خالدؓ نے بصریٰ کے غسانی حکمران جو رومیوں کا طرف دار تھا، پر حملہ کر دیا۔ غسانی ہار گئے اور اہل بصریٰ نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۳۹)......جنگ اجنادین (۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ)

فلسطین کی تسخیر کے لیے حضرت عمروؓ بن العاص مقرر کیے گئے تھے۔ ان کے مقابلے کے لئے رومیوں نے اجنادین کے مقام پر ایک عظیم لشکر تیار کیا۔ جب حضرت خالدؓ کو اس کی اطلاع ملی تو اجنادین کا رُخ کیا۔

اس دوران حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح، حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ بھی اجنادین پہنچ گئے۔

اب مسلمانوں نے قیصر روم کی فوج پر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔[1]

صدیقی فتوحات: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوالی لکھتے ہیں:

حضرت صدیق اکبرؓ نے جزیرۂ عرب کو کفر و ارتداد کے خطرناک فتنوں سے پاک کرنے کے بعد اس دور کی دوسری طاقتوں روم و ایران کی طرف فاتحانہ توجہ فرمائی۔

ایران کا مذہب مجوسیت تھا، وہ آگ کی پوجا کرتے تھے۔ اور روم کا مذہب عیسائیت تھا، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ (خدا کا بیٹا) کہتے تھے اور تثلیث کے قائل تھے۔ یعنی اللہ، عیسیٰ اور روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) تینوں معبود تھے۔ وہ اس عقیدہ تثلیث کو ایک میں تین اور تین میں ایک کے الفاظ سے تعبیر کرتے تھے۔ اور بعض تثلیث میں حضرت جبرائیلؑ کے بجائے حضرت مریمؑ کو تیسرا خدا (معبود) مانتے تھے۔ ان کے اس عقیدہ تثلیث کو قرآن مجید میں کفر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ کافر ہوں گے، جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ (المائدہ آیت ۷۳)

شام رومی حکومت میں اور عراق ایرانی حکومت میں شامل تھا۔ سب

---

[1]...... تاریخ طبری ج ۲ ص ۱۹۸

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے پہلے آپؓ بارشادِ نبوی ﷺ حضرت اُسامہؓ کی قیادت میں لشکر اسلام کو شام کی طرف روانہ کیا۔ اور یہ لشکر فتح و کامرانی کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد آپ نے عراق میں اپنا لشکر بھیجا۔[1]

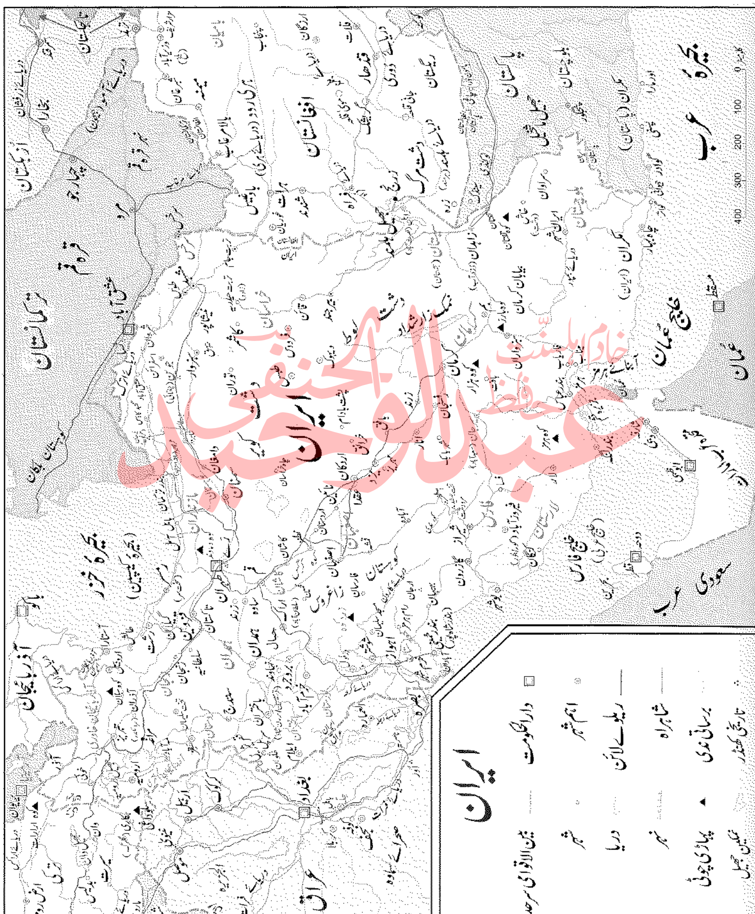

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۱۲۵) نقشہ 50

---

[1]...... ماہنامہ حق چاریارؓ جلد ۵ شمارہ نمبر ۱۱ مئی ۱۹۹۳ء از مولانا قاضی مظہر حسینؒ

عہد فاروقیؓ میں فتوحات

فتوحات عراق وایران

حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانہ میں ہی ایران و روم کے ساتھ تصادم شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ فاروق نے پہلے عراق کی طرف توجہ دی۔ اور حضرت ابوعبیدہؓ ثقفی کی قیادت میں حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ کو امدادی لشکر بھیجا۔ دوسری طرف ملکہ بوران دخت نے اپنے سالار رُستم کو مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ رُستم نے نرسی و جاپان کی قیادت میں ایک عظیم لشکر عراق روانہ کیا۔

عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۰)......نمارق کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

اسلامی لشکر جس کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ ثقفی تھے، کا پہلا مقابلہ جاپان کی فوج کے ساتھ نمارق کے مقام پر ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ دشمن کے بہت سے سردار مارے گئے، جاپان گرفتار ہوا۔ لیکن ایک مسلمان نے جو اسے پہچانتا نہ تھا، دو غلاموں کے بدلے رہا کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس کو پہچانا تو دوبارہ گرفتار کر لیا۔ مگر حضرت

ابوعبیدہؓ بن مسعود ثقفی نے اس کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ مسلمان بدعہدی نہیں کیا کرتے۔ (تاریخ طبری ج۲ص۲۲۰)

مہم (۴۱)......ستاطیہ کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

ایران کی دوسری فوج کا امیر نرسی تھا۔ اب حضرت ابوعبیدہؓ ثقفی نے اس کا رُخ کیا۔ اور ستاطیہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس مرتبہ بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور نرسی جان بچا کر بھاگ گیا۔ (تاریخ طبری ج۲)

مہم (۴۲)......جسر کی جنگ (رمضان ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

رُستم کو جب شکست کی خبر ملی تو اس نے ایک عظیم لشکر مروان شاہ کی قیادت میں روانہ کیا۔ اس لشکر نے دریائے فرات پر ڈیرے ڈال دیئے اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے پیغام بھیجا کہ عرب مرد میدان نہیں۔ اس پر حضرت ابوعبیدؓ ثقفی جوش میں آ گئے اور دریا پار کرلیا۔

وہاں صف بندی کے لئے مسلمانوں کو مناسب جگہ نہ مل سکی۔ دشمن کے ہاتھیوں نے فوج کو پریشان کیا اور ایک ہاتھی نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ دشمن کی فوج تعداد میں زیادہ تھی۔ مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی لیکن مسلمانوں نے ان کے چھ ہزار (۶۰۰۰) آدمیوں کو قتل کیا اور چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ (تاریخ طبری ج۲ص۲۲۷)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۳)......جنگ بویب (صفر ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

جسر کی جنگ میں مسلمانوں کے وقتی نقصان سے پورے عرب میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ لوگ خود بخود حضرت مثنیٰؓ کے پاس پہنچنے لگے۔ مدینہ میں رضا کاروں کا تانتا لگ گیا۔ اور ایک اسلامی لشکر تیار ہوا۔ ادھر ملکہ بوران نے مہران کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ جو بویب میں دریا عبور کر کے خیمہ زن ہوا۔

حضرت مثنیٰؓ نے اپنی فوج کو اچھی طرح منظّم کیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ اس مرتبہ اسلامی لشکر میں بنو تغلب کا ایک عیسائی غلام بھی شامل تھا۔ بنو تغلب کے اس غلام نے آگے بڑھ کر مہران کا خاتمہ کر ڈالا۔ اور ایرانی لشکر میدان سے بھاگ نکلا۔ جب اس شکست کی اطلاع دارالحکومت پہنچی تو ملکہ بوران کے خلاف بغاوت ہوگئی۔ اس کو ہٹا کر ایک نوجوان یزدگرد کو بادشاہ بنایا اور اس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۳۵)

مجاہدین کی جنگ بویب میں فتح: لڑائی ختم ہونے کے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ سو (۱۰۰) آدمی عساکرِ اسلامیہ کے شہید ہوئے۔ لیکن تقریباً ایک لاکھ آدمی اہلِ فارس کے مارے گئے۔ باقی جو کسی طرح بچ بچا کر بھاگ نکلے تھے، ان کی گرفتاری کے لئے حضرت مثنیٰ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا۔ جو ان کا تعاقب کرتا ہوا ساباط تک گیا۔ آخر اس لشکر کے

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

بھاگنے والوں کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس کے قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کرلیا۔

دو دن شب و روز لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا کُل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اور اہلِ فارس نے بہ مجبوری ماورِ دجلہ ان کے قبضہ میں رہنے دیا۔ (الفاروق شبلی نعمانی۔ ص ۲۹۶)

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

یہ ہیں قرونِ اولیٰ کے مجاہدین کے کارنامے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایرانیوں کی فوج کو شکست دی۔ اور ایک لاکھ دشمنانِ اسلام کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔

ہم یہ واقعات ماہنامہ حق چار یارؓ میں اس لئے لکھ رہے ہیں کہ نوجوانانِ اسلام اپنے شاندار ماضی کو دیکھیں۔ فرنگی مغربی تہذیب اور اس کے آثار کو مٹا کر اپنی جوانیاں تحفظِ اسلام اور دشمنانِ اسلام سے جہاد کی خاطر وقف کر دیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور جلد ۵ شمارہ ۱۲ جون ۱۹۹۴)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۴)......جنگ قادسیہ (محرم ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

جنگ قادسیہ تین روز جاری رہی۔ ایرانی لشکر کی قیادت رُستم کر رہا تھا۔ اسلامی لشکر کی قیادت حضرت خالدؓ بن عرطفہ کے سپرد تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص عرق النساء کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے اور ایک بالاخانے پر بیٹھ کر فوج کو ہدایت دینے لگے۔

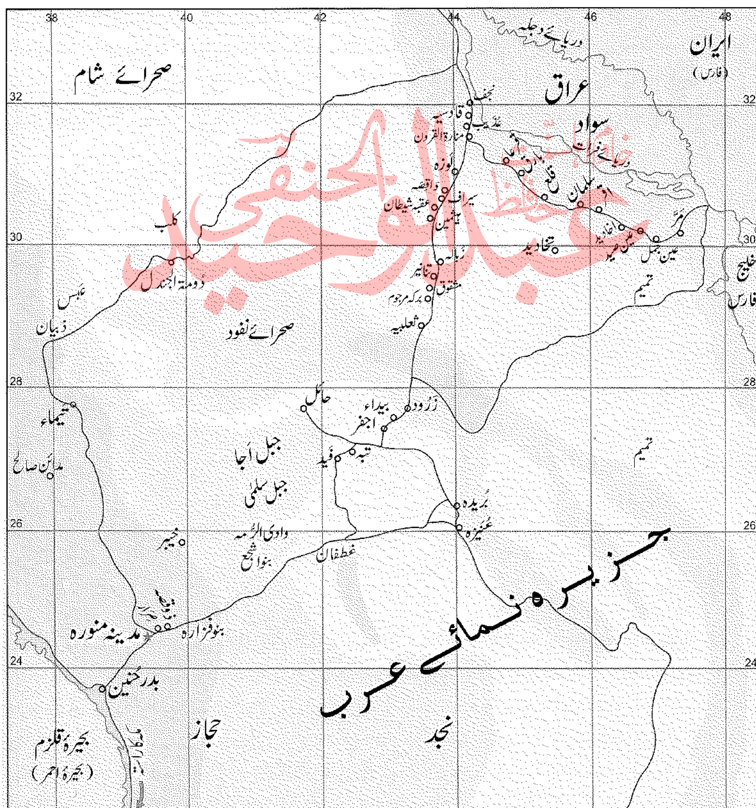

نقشہ 29 (اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۱۰۲) قادسیہ کو جانے والے راستے

عبدالوحید الحنفی

پہلے روز انفرادی مقابلے ہوئے۔ ایک ایرانی پہلوان سج دھج کر میدان میں آیا۔ عمرو بن مہدی نے اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک دو اور انفرادی مقابلے ہوئے۔ اس کے بعد ایرانیوں نے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ دشمن کے ہاتھی تھے، جن سے گھوڑے بدکتے تھے۔ ایک روز مسلمانوں نے ان سے نمٹنے میں دن گزارا۔

دوسرے روز جب جنگ کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کی امدادی فوج آ گئی۔ اس فوج میں قعقاع بن عمرو بھی تھے۔ پہنچتے ہی میدان میں نکلے اور پکارا: ہے کوئی! جو میرے مقابلہ پر آئے؟ دوسری طرف سے مروان شاہ نکلا۔ مسلمان اس کو دیکھ کر بولے: یہ بچ کر جانے نہ پائے۔ یہ ابوعبیدہؓ ثقفی کا قاتل ہے۔ اور حضرت قیقاعؓ نے اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

اس کے بعد کئی اور انفرادی مقابلے ہوئے، ان کو بھی مسلمانوں نے مار ڈالا۔ اب جنگ شروع ہوئی۔ اسلامی دستے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پہنچ رہے تھے اور مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے۔

اس روز حضرت قیقاعؓ نے ہاتھیوں کا جواب دینے کے لئے اپنے اونٹوں پر کالے کپڑے ڈال دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں کے گھوڑے بدکنے لگے۔ اسی دوران خلیفہ کی طرف سے جنگی گھوڑے اور تلواریں پہنچ گئیں۔

اس روز ایک واقعہ پیش آیا۔ ابومعجن ثقفی شراب پینے کے جرم میں پا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بہ زنجیر تھے۔ وہ دور سے جنگ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سے کہا کہ مجھے آزاد کر دیں تا کہ میں بھی جنگ میں حصہ لے سکوں۔ اگر زندہ رہا تو پھر آ کر زنجیریں پہن لوں گا۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ ابو محجن ثقفی نے دشمن کی صفیں اُلٹ دیں۔ اور شام کو آ کر پھر زنجیریں پہن لیں۔ حضرت سعدؓ نے اس کو رہا کر دیا۔ اور انہوں نے شراب سے توبہ کر لی۔ اس جنگ میں دو ہزار (۲۰۰۰) مسلمان شہید ہوئے۔

تیسرا دِن فیصلہ کن ثابت ہوا۔ سارا دِن مسلمانوں کے دستے آتے رہے۔ مسلمانوں کو شام کی فتح کی خبر مل گئی۔ اس روز حضرت قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے نیزوں سے ہاتھیوں کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بڑے ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی۔ وہ بھاگ نکلا، دوسرے ہاتھی اس کے پیچھے بھاگے۔ ایرانی فوج ہاتھیوں کے پیروں تلے روندی گئی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

شب بھر کشت و خون جاری رہا۔ صبح کو اسلامی لشکر از سر نو تشکیل دیا گیا۔ حضرت قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے رُستم کے حفاظتی دستہ پر حملہ کر دیا۔ ایرانی، مسلمانوں کے حملہ کو روک نہ سکے۔ (تاریخ طبری ج۲ص۲۵۱)

رُستم کا قتل: رُستم تخت پر بیٹھا فوج کو لڑا رہا تھا۔ اسلامی فوج کی اس پیش قدمی کو دیکھ کر وہ تخت سے کود پڑا اور دیر تک مردانہ وار لڑتا رہا۔ جب زخموں سے بالکل چور ہو گیا تو (رُستم) بھاگ نکلا۔

ہلالؒ نامی ایک مسلم سپاہی نے اس کا تعاقب کیا۔ آگے ایک نہر آ گئی،

رُستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ساتھ ہی ہلالؓ بھی کودے اور اس کی ٹانگیں پکڑ کر باہر کھینچ لائے۔ پھر تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور تخت پر چڑھ کر پکارے کہ رُستم کا میں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ ایرانیوں نے دیکھا کہ تخت سپہ سالار سے خالی ہے تو تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی مسلمانوں نے دور دور تک ایرانی فوج کا تعاقب کیا اور ہزاروں لاشیں میدان میں بچھا دیں۔

نامہ فتح: امیر فوج حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت امیر المؤمنین عمرؓ فاروق کو نامہ فتح لکھا اور دونوں طرف کی مقتولوں کی تفصیل لکھی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۴۵)......مدائن کی فتح (صفر المظفر ۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء)

قادسیہ میں شکست کھا کر ایرانی بابل کے تاریخی مقام پر بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ہی حملہ میں ان کو شکست دے دی۔ اب ایرانی کوثی کے مقام پر جمع ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بہرہ شیر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے اطاعت قبول کر لی۔

اب مسلمانوں کی دوسری منزل مدائن تھی۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دریائے دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے تمام پل توڑ دیئے۔ جب

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں نہ کوئی پل تھا اور نہ کوئی کشتی۔ انہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ ان کے ساتھ تمام فوج نے بھی گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈال دیئے، اور آن کی آن میں دریا پار کرلیا۔

ایرانی یہ نظارہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور چلا اُٹھے: ''دیواں آمدند! دیواں آمدند'' یعنی دیو آ گئے! دیو آ گئے۔ اور بھاگ نکلے۔ یزدگرد شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مدائن پر قبضہ: اہل فارس نے ناگہانی طور پر ایسا منظر دیکھا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ اس لئے جلدی سے وہ اپنا مال و دولت سمیٹ کر بھاگ گئے۔

مسلمان مدائن میں صفر ۱۶ھ میں داخل ہوئے، وہ کسریٰ (شاہ ایران) کے گھروں میں جو مال باقی رہ گیا تھا، اس پر قابض ہو گئے۔ جو تقریباً دس لاکھ اور تیرہ ہزار تھا۔ اس کے علاوہ مشیری (ایرانی بادشاہ) اور اس کے بعد کے (بادشاہوں کی) جمع کردہ مال و دولت بھی تھی۔ [۱]

سفید محل کا نظارہ: جب مسلمان آدھی رات کے وقت بہرسیر میں داخل ہوئے تو انھیں سفید عمارت نظر آئی۔ اس وقت ضرار بن الخطابؓ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے، جس کا اللہ اور اس کے

۱......تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۳۹۰

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رسول ﷺ نے وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد تمام مسلمان لگاتار نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ ۱

مال و دولت پر قبضہ: کسریٰ کے خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ باقی نصف مال خزانوں میں تھا۔ ۲

مہم (۴۶)......جنگ جلولا (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء)

مدائن کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد یزدگرد نے تمام ایرانی سپاہ کو جلولا کے مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا۔ ایرانی سالار خرزاد نے اس کے گرد خندق کھدوادی۔ اور راستوں میں کانٹے بچھوادیئے۔

حضرت عمرؓ نے ہاشمؓ بن عتبہ کو بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) فوج کے ساتھ جلولا روانہ کیا۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا، جو کئی مہینے جاری رہا۔ ایک روز مسلمانوں نے زوردار حملہ کیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ ایرانی کام آئے۔ شہر فتح ہوگیا اور تین کروڑ کا مال غنیمت ہاتھ لگا۔

(تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۳۷)

مہم (۴۷)......حلوان پر قبضہ

یزدگرد حلوان میں تھا، جب اس کو جلولا کے حالات کا علم ہوا۔ وہ

۱......ایضاً ص ۳۸۸، ۲......ایضاً تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۳۹۱

وہاں سے بھاگ نکلا۔ حضرت قعقاعؓ نے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا۔
اس طرح پورا عراق مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۴۸)......جزیرہ کی فتح (جمادی اولیٰ ۱۶ھ مطابق ۶۳۷ء)

عراق کی فتح کے بعد اہل جزیرہ نے مسلمانوں کے مقابلے میں ہتھیار سنبھالے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پانچ ہزار مسلم فوج روانہ کی گئی۔ مسلمانوں نے تکریت کا محاصرہ کر لیا، جو چالیس (۴۰) دِن کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد جزیرہ پر اسلامی قبضہ ہو گیا۔[۱]

مہم (۴۹)......خوزستان کی فتح (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء)

خوزستان کا علاقہ بھی سرحد عراق سے ملا ہوا تھا۔ حضرت ابوموسیٰؓ حاکم بصریٰ نے اس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ سب سے پہلے اہواز فتح ہوا۔ پھر مناذر اور سواس مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ ایک عجمی سردار ہرمزان نے یزدگرد کو لکھا کہ اگر اہواز اور فارس کا علاقہ میری حکومت کے حوالہ کر دیا جائے تو میں مسلمانوں کے سیلاب کو روک سکتا ہوں۔ اسی وقت یزدگرد نے فرمان جاری کر دیا اور فوج بھی دی۔

حضرت ابوموسیٰؓ اشعری نے دربارِ خلافت سے مدد مانگی اور خوزستان

۱......تاریخ طبری ج ۳ ص ۶۴

کے صدر مقام شوشتر کا رُخ کیا۔ ہرمزان مقابلہ پر آیا مگر شکست کھائی اور قلعہ بند ہو گیا۔ اب مسلمانوں نے خفیہ راستہ ڈھونڈ نکالا اور دو سو مجاہد شہر میں داخل ہو گئے۔ ہرمزان نے اس شرط پر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ مجھے مدینہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس کو مدینہ بھیج دیا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور وہیں آباد ہو گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۵۰)......معرکہ نہاوند (محرم ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

مسلمانوں کی مسلسل پیش قدمی سے ایران کے بادشاہ یزدگرد پر واضح ہو گیا کہ مسلمانوں سے بچنا مشکل ہے۔ اس نے تمام عجمیوں کو عربوں کے خلاف بھڑکایا اور ڈیڑھ لاکھ فوج اکٹھا کی۔ ایفروزان کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ لشکر نہاوند کی طرف روانہ ہوا۔

جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ آپ نے نعمانؓ بن مقرن کو اس مہم کا ذمہ دار بنایا۔ نعمانؓ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) فوج لے کر مقابلے پر پہنچے۔ پہلے مغیرہؓ بن شعبہ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن سفارت ناکام ہوئی۔ تو جنگی تیاریاں شروع ہوئیں۔

حضرت نعمانؓ نے حضرت قعقاعؓ کو تھوڑی فوج دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت قعقاعؓ نے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ ایرانی آگے آتے گئے۔ اب حضرت نعمانؓ نے باقی فوج کو حملہ کرنے کا حکم

دے دیا۔ ایرانی اس حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر ایرانی تیس ہزار (۳۰۰۰۰) لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حضرت شعبیؒ کی روایت ہے کہ (شکست کے بعد) آگ میں اَسی ہزار (۸۰۰۰۰) گر گئے تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جو لوگ تعاقب میں مارے گئے تھے، ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

نہاوند کا شہر ۱۹ھ کے شروع میں فتح ہوا تھا۔ اس وقت حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے سات سال ہو گئے تھے۔ ۱۸ھ ختم ہو چکا تھا۔[۱]

مہم (۵۱)……اصفہان کی فتح (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

نہاوند کی جنگ کے بعد حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ جب تک ایران مکمل طور پر فتح نہیں ہو جاتا، عراق میں امن رکھنا مشکل ہے۔ اس لیے آپ نے ہر طرف فوج کشی کا حکم دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ نے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ اصفہان کے باہر بہراز جاویہ مقابلہ پر آیا، لیکن عبداللہؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کی فوج نے صلح کر لی کہ جو شخص چاہے جزیہ دے کر شہر میں رہے۔ اور شہر میں

---

[۱]……تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۱۵۱

نہ رہنا چاہے، تو اُسے جانے کی اجازت ہو۔ (تاریخ طبری ج۳ص۱۵۸)

مہم (۵۲)......ہمدان، ویلم اور رے کی فتح

اسی وقت ہمدان نے بغاوت کر دی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت نعیمؓ بن مقرن کو روانہ کیا۔ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ حاکم شہر نے صلح کی درخواست کی اور شہر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔

ویلم کے لوگوں نے ایک بڑی فوج جمع کی۔ زبردست مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

اس کے بعد مسلمانوں نے رے کا رُخ کیا۔ رے پر بہرام چوبیں کا پوتا حکمران تھا۔ اس نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت نعیمؓ بن مقرن نے اس کے ایک مصاحب کو ملا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

مہم (۵۳)......آذربائیجان کی فتح (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء)

حضرت عمرؓ نے آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے حضرت عتبہؓ بن فرقد کو مامور کیا۔ انہوں نے اسفندیار اور اس کے بھائی بہرام کو شکست دے کر آذربائیجان کو اسلامی حکومت میں شامل کر لیا۔ (تاریخ طبری ج۳)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

مہم (۵۴)......طبرستان (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء)

حضرت نعیمؓ بن مقرن کے بھائی حضرت سویدؓ نے جرجان، دہستان اورطبرستان کا رُخ کیا۔تینوں علاقوں کے عوام نے جزیہ دینا قبول کرلیا۔ طبرستان کے رئیس نے پانچ لاکھ درہم سالانہ دینے کا وعدہ کرلیا۔

مہم (۵۵)......آرمینیہ کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

اسلامی فوجوں کے سالار آذر بائیجان سے آرمینیہ کی طرف بڑھے۔ آرمینیہ کے حاکم شہر نے اس شرط پر صلح کی کہ اس سے جزیہ وصول نہ کیا جائے بلکہ بوقت ضرورت وہ فوجی امداد مہیا کرے گا۔اس کی یہ شرط قبول کرلی گئی۔

(تاریخ طبری ج۳ص ۱۶۲)

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

مہم (۵۶)......فارس کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

معرکہ نہاوند کے بعد حضرت عثمانؓ بن العاص کو بحرین کا حاکم مقرر کیا گیا۔انہوں نے ۶۴۴ء میں فارس کے پورے علاقہ کو فتح کرلیا۔

(تاریخ طبری ج۳ص ۱۶۲)

مہم (۵۷)......کرمان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

کرمان کی فتح پر حضرت سہیلؓ بن عدی متعین تھے۔ انہوں نے

کرمان کے مرزبان کو شکست دے کر پورے علاقہ کو فتح کرلیا۔ا

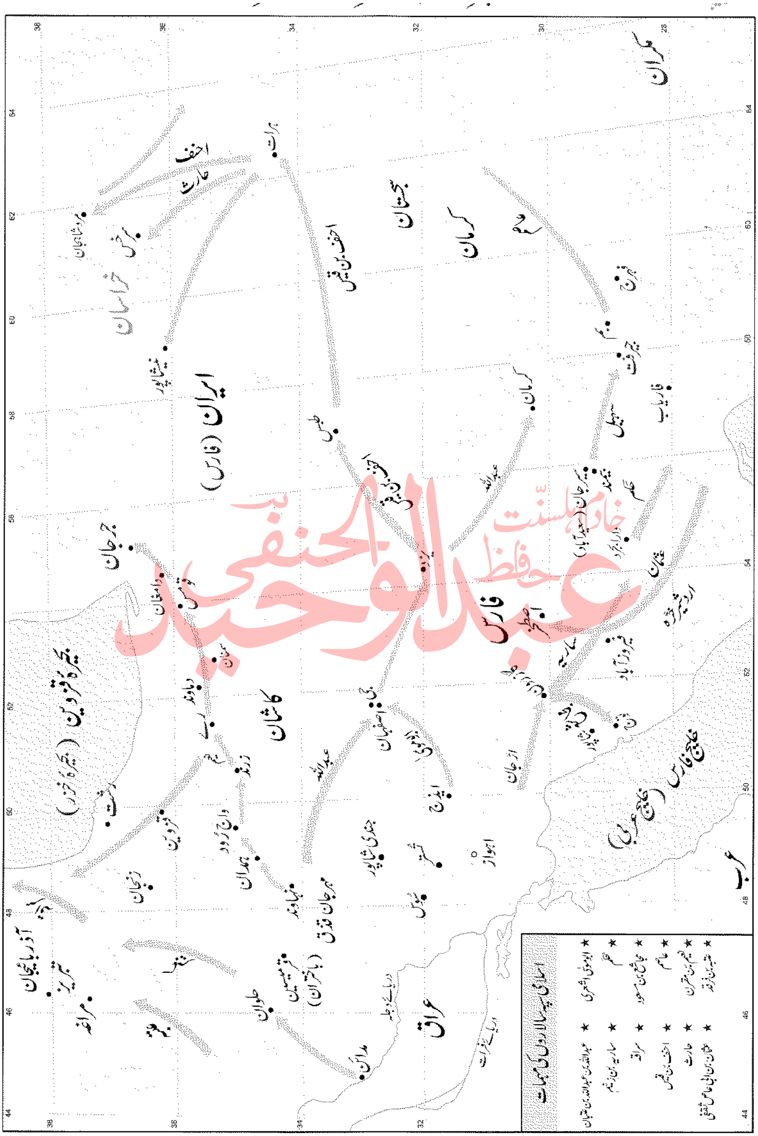

خادم اہلسنت
حافظ
عبدالوحید الحنفی

ا.....تاریخ طبری ج۳ ص۱۶۲

مہم (۵۸)......سیستان و مکران کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

حضرت عاصمؓ بن عمر نے سیستان کے لوگوں کو شکست دی اور حضرت حکمؓ بن عمرو نے مکران فتح کیا۔

فتح سجستان کا علاقہ: سجستان کو ایرانی سیستان کہتے ہیں۔ مشہور ایرانی پہلوان رستم اس علاقے کا باشندہ تھا۔ یہ کرمان کے شمال میں واقع ہے۔ اس کا پائے تخت شرنج تھا۔ قدیم زمانے میں یہ بہت بڑا علاقہ تھا۔ اس کی سرحدیں مکران اور بلوچستان سے ملی ہوئی تھیں۔

سجستان خراسان سے بڑا علاقہ تھا۔ اور اس کی سرحدیں دور دراز کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ لوگ قندھار، ترک اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ یہ علاقہ سندھ اور دریائے بلخ کے درمیان تھا۔ یہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں سب سے بڑا اور اہم علاقہ رہا۔ اس کی سرحدیں بہت دشوار گذار تھیں۔ اور اس کی آبادی سب سے زیادہ تھی اور لشکر سب سے بڑا تھا۔[1]

فتح مکران: آخر کار اللہ نے راسلی (شاہ مکران) کو شکست دی اور مسلمانوں نے اس کے لشکر کی کثیر تعداد کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے ان کا

---
[1]......طبری ج ۳ حصہ اول ص ۲۰۲

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

تعاقب کیا اور کئی دنوں تک ان کا قتل کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دریا تک پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے آ کر مکران میں مقیم ہو گئے۔[1]

آگے پیش قدمی سے حضرت عمرؓ نے روک دیا اور فرمایا: دریا سے درے کے علاقے میں محدود رہو۔[2]

مکران/ بلوچستان علاقہ پاکستان کی فتح (۲۱ھ تا ۲۳ھ): حضرت عمرؓ نے حضرت حکمؓ بن عمرو ثعلبی کو مکران کا لواء دیا۔ چنانچہ حکمؓ بن عمرو ثعلبی نے مکران کا رخ کیا نیز ان کی مدد کے لئے شہاب بن مخارق اور عبداللہ بن عتبان اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ آ پہنچے اور سب نے مل کر مکران پر حملہ

خادم اہلسنّت
عبدالوحید الحنفی

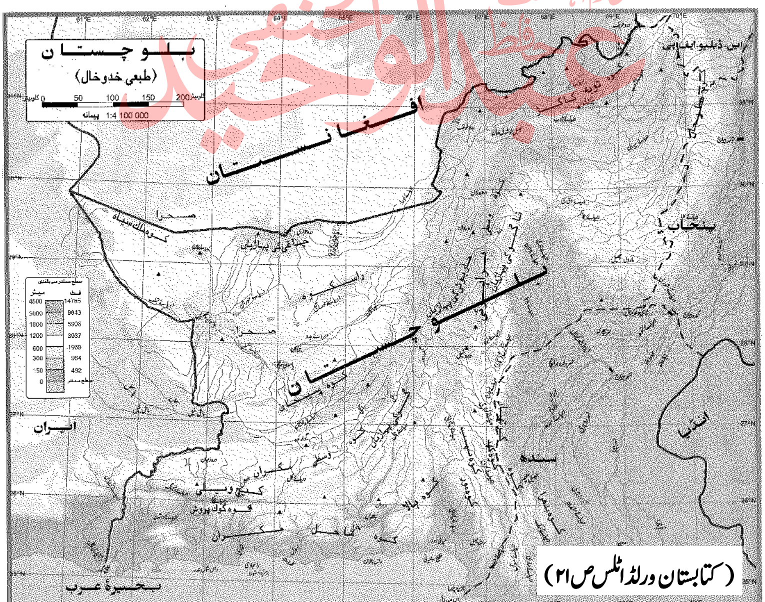

(کتابستان ورلڈ اٹلس ص ۲۱)

---

[1].....طبری ج ۳ حصہ اول ص ۲۰۳، [2].....طبری ج ۳ حصہ اول ص ۲۰۴

کیا۔ ادھر اہل سندھ نے مکرانیوں کی بھاری فوج سے مدد لی۔ مگر اسلامی حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ مکرانیوں اور سندھیوں نے شکست کھائی۔

مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ ان میں کتنے مارے گئے اور کتنے دریا پار بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے مکران واپس آ کر شہر پر قبضہ اور فتح کی خوش خبری اور مال غنیمت کا خمس حضرت صحار عبدی کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت عمرؓ نے صحار عبدی سے ہندوستان کے حالات دریافت کئے تو انھوں نے یہاں کی مشکلات بیان کیں جس سے آپؓ نے سہیل بن عبدی اور حکم بن عمرو ثغلبی کو لکھا کہ تمہاری فوج کا کوئی سپاہی مکران سے آگے نہ بڑھے۔[۱]

مکران بلوچستان کا حصہ ہے جو پاکستان کا صوبہ ہے۔ جس کو حضرت فاروق اعظم کی جہادی فوجوں نے ۲۱ھ یا ۲۳ھ میں فتح کر لیا تھا۔

یہ ہے نصرت الٰہی کا عظیم الشان ظہور۔

فاروقی فتوحات کی وسعت: آپ نے جو ممالک فتح کئے ان کا رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس (۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل ہے۔ یعنی مکہ معظّمہ سے جانب شمال ۱۰۳۲ مربع میل۔ جانب مشرق ۱۰۸۷ میل جانب جنوب ۴۸۳ میل کا علاقہ فتح کیا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ شمارہ ۴)

---

[۱] ...... بحوالہ ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں مؤلفہ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری ص ۲۷ و ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ شمارہ ۴

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۵۹)......خراسان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

یزدگرد خراسان میں مقیم تھا۔ اس مہم پر حضرت عمرؓ نے حضرت احنفؓ بن قیس کو مقرر کیا۔ حضرت احنفؓ نے یزدگرد کو بلخ کے مقام پر شکست دی۔ وہ چین بھاگ گیا۔ اور مدد لے کر واپس آیا۔ مگر جلد ہی خاقان چین واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ یزدگرد بھی چلا گیا۔ ایرانیوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس طرح عہد فاروقیؓ میں ایران کی عظیم سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۸۶)

مہم (۶۰)......فتح دمشق (رجب ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بلادِ شام میں سے اجنادین، بصریٰ اور چھوٹے چھوٹے شہر خلافت صدیقیؓ میں فتح ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمرؓ فاروق خلیفہ بنے تو دمشق کا محاصرہ جاری تھا۔ قیصر روم نے دمشق کی حفاظت کے لئے ایک بڑی فوج روانہ کی تھی۔ مگر مسلمانوں نے اس لشکر کو مار بھگایا۔ شہر کے سب ناکے بند کر دیئے تاکہ کہیں سے مدد نہ آ سکے۔ یہ محاصرہ ستر (۷۰) دِن تک جاری رہا۔ شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی۔

اسی اثناء میں اتفاق سے ایک واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے حق میں تائید غیبی کا کام دے گیا یعنی بطریق دمشق کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کی

تقریب میں ایک رات شہر میں جشن تھا۔ سب لوگ شراب پی کر مست تھے۔ حضرت خالدؓ نے چند جان بازوں کو ساتھ لیا۔ وہ کمند لگا کر شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر شہر کے اندر اُتر گئے۔ دروازے کھول دیئے گئے اور پہرہ دار قتل کر دیئے گئے۔ پھر قفل کھول دیئے۔ ادھر فوج پہلے سے تیار کھڑی تھی۔ دروازے کھلنے کے ساتھ ہی سیلاب کی طرح گھس آئی اور پہرہ کی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔

اہل شہر اس ناگہانی آفت سے گھبرا گئے اور سیدھے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو حالات کا علم نہ تھا۔ انہوں نے یہ درخواست قبول کر لی۔ اب ایک سمت سے حضرت خالدؓ فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے اور دوسری طرف سے حضرت ابوعبیدہؓ مصالحانہ طریقے سے۔ حضرت ابوعبیدہؓ چونکہ مصالحت قبول کر چکے تھے، اس لیے دمشق کی فتح کو مصالحانہ قرار دیا گیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

موقع جنگ فحل: سمجھنے کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ شام کا ملک چھ صوبوں پر منقسم ہے۔ جن میں (۱) دمشق، (۲) حمص، (۳) اردن، (۴) فلسطین مشہور صوبے ہیں۔ اور ان کا صدر مقام طبریہ ہے جو دمشق سے چار منزل ہے۔ طبریہ کے مشرقی جانب بارہ میل کی لمبی ایک جھیل ہے۔ جس کے قریب چند میل پر ایک چھوٹا سا شہر تھا، جس کا پرانا نام سلا اور نیا نام یعنی عربی فحل ہے۔ یہ لڑائی اس شہر کے نام سے مشہور ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیسان، طبریہ کی جنوبی طرف ۱۸ میل پر واقع ہے۔ غرض رومی فوجیں بیسان میں جمع ہوئیں اور مسلمانوں نے ان کے سامنے فحل میں پڑاؤ ڈالا۔ رومیوں نے اس ڈر سے کہ مسلمان دفعتاً نہ آپڑیں آس پاس جس قدر نہریں تھیں، سب کے بند توڑ دیئے اور فحل سے بیسان تک تمام عالم آب ہو گیا۔ کیچڑ اور پانی کی وجہ سے تمام راستے رُک گئے لیکن اسلام کا سیلاب کب رک سکتا تھا؟

مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابو عبیداللہ بن الجراحؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ کوئی شخص سفیر بن کر آئے۔

حضرت ابو عبیداللہ بن الجراحؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ رومیوں کے لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ خیمے میں دیبائے زریں کا فرش بچھا ہے۔ وہیں ٹھہر گئے۔ ایک عیسائی نے آ کر کہا کہ گھوڑا میں تھام لیتا ہوں، آپ دربار میں جا کر بیٹھیے۔

حضرت معاذؓ کی بزرگی اور تقدس کا عام چرچہ تھا اور عیسائی تک اس سے واقف تھے۔ اس لئے وہ واقعی ان کی عزت کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا باہر کھڑا رہنا، اُن کو گراں گزرتا تھا۔ حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اُس فرش پر جو غریبوں کا حق چھین کر تیار ہوا ہے، بیٹھنا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر زمین پر بیٹھ گئے۔

رومی ان کی بے پروائی اور آزادی پر حیرت زدہ تھے۔ رومیوں نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کہا: ہم کو یہ پوچھنا ہے کہ تم اس طرف کس غرض سے آئے؟ ہمارا بادشاہ سب سے بڑا ہے۔ تعداد میں ہم ستاروں کے برابر ہیں۔

حضرت معاذؓ نے کہا: سب سے پہلے ہماری یہ درخواست ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو۔ شراب پینا چھوڑ دو۔ سُور کا گوشت نہ کھاؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ہم بھائی ہیں۔ اگر اسلام لانا منظور نہیں تو جزیہ دو اور اس سے بھی انکار ہے تو ہم کو قلت اور کثرت کی پرواہ نہیں۔ ہمارے خدا نے کہا ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: کثرت سے بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آ گئی ہیں۔ (سورہ البقرہ آیت ۲۴۹)

تم کو اس پر ناز ہے کہ ایسے شہنشاہ کی رعایا ہے جن کو تمہارے جان و مال کا اختیار ہے۔ لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے، وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو درّے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں۔ وہ پردے میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر ترجیح نہیں۔

رومیوں نے کہا: اچھا! ہم تم کو بلقاء کا ضلع اور اُردن کا وہ حصہ جو تمہاری زمین سے متصل ہے، دیتے ہیں۔ تم یہ ملک چھوڑ کر فارس جاؤ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

حضرت معاذ بن جبلؓ نے انکار کیا اور اُٹھ کر چلے آئے۔

رومیوں نے براہِ راست حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح سے گفتگو کرنا چاہی۔ چنانچہ اس غرض سے ایک خاص قاصد بھیجا۔ جس وقت وہ پہنچا، حضرت ابوعبیدہؓ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں تیر تھے، جن کو اُلٹ پلٹ رہے تھے۔ قاصد نے خیال کیا تھا کہ سپہ سالار بڑا جاہ وحشم رکھتا ہوگا اور یہی اس کی شناخت کا ذریعہ ہوگا۔ لیکن وہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا، سب ایک رنگ میں ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے۔ آخر گھبرا کر پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟

لوگوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ حیران رہ گیا اور تعجب سے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا: کیا درحقیقت تم ہی سردار ہو؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا: ''ہاں''۔ قاصد نے کہا: ہم تمہاری فوج کو فی کس دو دو اشرفیاں دیں گے، تم یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے انکار کیا۔ قاصد برہم ہو کر اُٹھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کے تیور دیکھ کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیا اور تمام حالات حضرت عمرؓ کو لکھ کر بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے جواب مناسب لکھا اور حوصلہ دلایا کہ ثابت قدم رہو، اللہ تمہارا یار و مددگار ہے۔

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

قارئین اندازہ لگائیں کہ حضور خاتم النّبیین ﷺ کے فیض یافتہ صحابہ

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا شانِ عسکریت وعبدیت تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کس طرح ان کو اسلام کی دعوت دی، کس طرح فرش زمین پر بیٹھ گئے اور رومیوں کے فرش پر بیٹھنا قبول نہ کیا۔ اور کس طرح رومی شہنشاہ اور مسلمانوں کے خلیفۂ راشد حضرت عمر فاروقؓ کی حالت و معیشت کا موازنہ کیا۔

اور حضرت خالدؓ سیف اللہ کی جنگی تدبیر اور رومیوں کی صفیں کس طرح اُلٹ کر رکھ دیں اور پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے مفتوحین کو جو مراعات دیں، اس سے ان کے عدل اور دشمنوں کی خیر خواہی کس طرح ثابت ہوئی ہے۔ یہ حضرات انسانیت کے محسن ہیں۔ (ماہنامہ حق چاریار ج۶ ش۹ ص۱۱)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۶۱)......اُردن کی فتح

جنگ فحل (ذیقعدہ ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء): اب اسلامی فوج نے اُردن کے شہر فحل کا رُخ کیا۔ رومیوں نے راستے کے تمام پل توڑ دیئے اور راستے میں پانی چھوڑ دیا۔ مگر اسلامی لشکر بڑھتا گیا اور رومی فوج کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔

اب جنگ شروع ہوگئی۔ رومی فوج کی تعداد پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) تھی۔ حضرت خالدؓ نے رومی فوج کے سوار دستے کا صفایا کیا۔ قیس بن ہیرہ نے میسرہ کا خاتمہ کیا۔ ہاشمؓ بن عتبہ نے قلب پر حملہ کر کے رومیوں کو

میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور اُردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۶۲)......حمص کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء)

اب مسلمان حمص کی طرف بڑھے۔ حمص کے قریب جوسیہ کے مقام پر رومی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رومیوں کو شکست ہوئی، مگر وہ قلعہ بند ہو گئے۔ جب محاصرہ طویل ہوا تو اہل حمص نے صلح کر لی اور شہر فتح ہو گیا۔

مہم (۶۳)......لاذقیہ کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء)

حمص کے گرد و نواح کے تمام شہر فتح کر لیے گئے۔ صرف لاذقیہ میں

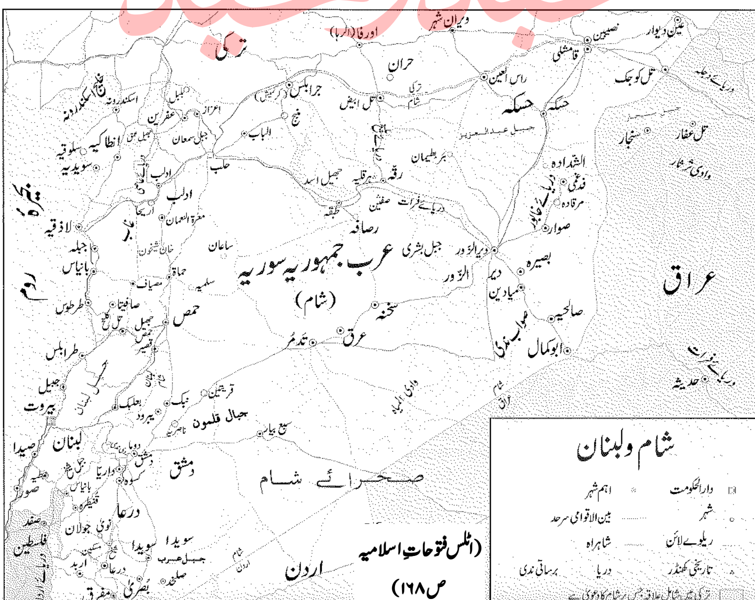

(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۱۶۸)

دِقت پیش آئی۔ یہاں اسلامی لشکر نے نئی چال چلی۔ شہر کے گرد کچھ غاریں بنالیں اور بظاہر محاصرہ اُٹھا کر حمص کی طرف چلے گئے۔ رات کو واپس آ کر اِن غاروں میں چھپ گئے۔ اہل شہر کو اطمینان ہو گیا کہ مسلمان واپس چلے گئے، انہوں نے دروازے کھول دیئے اور کاروبار شروع کر دیا۔ مسلمان غاروں سے نکلے اور شہر کو فتح کر لیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو نامہ فتح لکھا اور پوچھا کہ مفتوحین کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حضرت عمرؓ فاروق نے جواب میں لکھا کہ رعایا ذمی قرار دی جائے اور زمین بدستور زمینداروں کے قبضے میں چھوڑ دی جائے۔

اس معرکے کے بعد اُردن کے تمام شہر اور مقامات آسانی سے فتح ہو گئے اور ہر جگہ شرائط صلح میں لکھ دیا گیا کہ مفتوحین کی جان و مال، زمین، مکانات، گرجے، عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں گی۔ صرف مسجدوں کی تعمیر کے لئے کسی قدر زمین لے لی جائے گی۔

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ یہ مبارک فتح جو تمام بلادشامیہ کی فتح کا دیباچہ تھی رجب ۶ ھ بمطابق ۶۳۵ ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خالد بن ولیدؓ جن کو حضور ﷺ نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا آپ کی شجاعت اور جنگی تدبیر سے آن کی آن میں

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

دمشق فتح ہو گیا۔

موجودہ دور میں بھی بعض بدفہم اور بدنصیب، سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں۔

۲۔ یہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح جلیل القدر صحابہ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امینِ اُمت کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ کا عدل اور آپ کا حلم و بردباری یہاں تک کہ دشمن کی خواہش پر حضرت خالدؓ بن ولید نے مفتوحہ حصّے میں بھی دشمن سے مالِ غنیمت وصول نہیں کیا اور نہ ان کے قیدی غلام بنائے۔ کیا ان حالات و واقعات سے واقف ہونے کے بعد بھی کوئی مسلمان ان حضرات صحابہؓ سے بغض و عناد رکھ سکتا ہے۔ واللہ الھادی

۳۔ دمشق کے بطریق کے گھر لڑکا پیدا ہوا جو غازیانِ اسلام کی فتح کا سبب بن گیا۔ یہی وہ خاص نصرتِ خداوندی ہے، جس کا وعدہ صحابہ کرامؓ سے کیا گیا تھا۔ اور بطریق فوج کا وہ افسر ہوتا تھا، جس کے ماتحت دس ہزار (۱۰۰۰۰) فوج ہوتی تھی۔ (ماہنامہ حق چار یار لاہور جلد ٦۔ شمارہ ٦۔ دسمبر ۱۹۹۴)

مہم (٦۴)...... معرکہ یرموک (۱۵ھ مطابق ٦۳٦ء)

دمشق کی شکست کے بعد قیصر روم نے شام کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ اور دو لاکھ فوج انطاکیہ کے مقام پر جمع کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اپنے چھوٹے چھوٹے دستے جو شام کے مختلف علاقوں کو فتح کرنے کے لئے گئے تھے، واپس بلا لیے۔ اور دمشق، مخل، حمص اور دیگر شہروں کو خالی کر دیا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جن شہروں سے جزیہ لیا گیا ہے، واپس کر دیا جائے۔ اب ہم ان کی حفاظت سے قاصر ہیں۔

شام کے عیسائیوں نے یہ انصاف آج تک اپنے ہم مذہب رومیوں

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

نقشہ 66 (اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۱۶۹) اردن وفلسطین

میں نہیں دیکھا تھا۔ حمص کے لوگوں نے کہا: تمہاری عادلانہ حکومت ہمیں منظور ہے، ہم رومی فوجوں سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت ابوعبیدہؓ دمشق سے ہوتے ہوئے اُردن کی حدود میں یرموک کے مقام پر پہنچے۔ اور اس مقام کو فیصلہ کن جنگ کے لیے منتخب کیا۔ مسلمانوں کی متحدہ فوج تیس بتیس ہزار تھی اور رومیوں کی فوج دو لاکھ تھی اور بڑے جوش میں تھی۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے مدد کے لئے حضرت عمرؓ کو لکھا۔ لیکن وہ اتنی جلدی امداد نہ بھیج سکے اور کہا کہ خدا کی مدد طلب کرو۔ بدر کے غازی اس سے بھی قلیل تھے۔ اس لشکر میں ایک ہزار سے زائد صحابہؓ تھے، بعض وہ تھے جو غزوہ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے لشکر کو چھتیس (۳۶) دستوں میں تقسیم کیا اور آگے پیچھے صفیں ترتیب دیں۔ یرموک کا پہلا معرکہ بے نتیجہ رہا۔ دوسرا معرکہ پانچویں رجب ۱۵ھ کو پیش آیا۔

رومیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) آدمیوں نے پاؤں میں بیڑیاں پہن رکھی تھیں تاکہ بھاگنے کا خیال نہ آئے۔ ہزاروں پادریوں نے ہاتھوں میں صلیب پکڑی ہوئیں تھیں اور فوج کو جوش دِلا رہے تھے۔

اسلامی فوج کے پیچھے ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے عورتوں کو اس پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ خیموں کی چوبیں تھام لو اور پتھر سامنے ڈھیر

حافظ عبدالوحید الحنفی

کر لو۔ جو میدان سے منہ موڑے، اس کی خبر لو۔ حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل نے چار سو آدمیوں سے بیعت لی کہ وہ میدان سے بھاگیں گے نہیں۔ اور یہ سب کے سب شہید ہو گئے۔

گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر پلہ برابر رہا، پھر رومیوں کا زور بڑھ گیا۔ اور وہ مسلمانوں کو دھکیل کر ان کے خیموں تک لے آئے۔ مسلمان عورتیں ڈنڈے لے کر ان پر جھپٹیں اور ان کو غیرت دلائی۔ وہ مردوں کو پکار پکار کر جہاد کے لئے ابھارتی تھیں۔

حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی میدان میں موجود تھی اور رجز پڑھ رہی تھی۔ بعض خواتین شمشیر لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ حضرت ابوسفیانؓ اس معرکہ میں شامل تھے۔ وہ اسلامی لشکر کو جوش دلا رہے تھے۔ ان کی ایک آنکھ معرکہ طائف میں ضائع ہوئی تھی، دوسری اس معرکہ کی نظر ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔

اس جنگ کا انجام یہ ہوا کہ رومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ ان کا سپہ سالار مارا گیا اور دشمن ایک لاکھ لاشوں کو چھوڑ کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ اب قیصر روم نے شام کو الوداع کہا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر جنگ کے انتظار میں حضرت عمرؓ کی نیند اُڑ گئی۔ جب فتح کی خبر سُنی تو اسی وقت سجدے میں گر کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اسلامی

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

فوجیں سارے ملک میں پھیل گئیں اور سارے شام پر قبضہ کرلیا۔

(تاریخ طبری ج۲)

مہم (۶۵)......بیت المقدس کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۷ء)

ملک شام سے فارغ ہو کر حضرت ابوعبیدہؓ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فلسطین کے اکثر شہر فتح ہو چکے تھے۔ اور حضرت عمرو بن العاصؓ بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے پہنچنے پر اہل بیت المقدس کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ لیکن شرط یہ عائد کی کہ خود امیر المؤمنین حضرت عمرؓ فاروق اعظم تشریف لائیں۔ اور معاہدہ صلح ان کے ہاتھ سے لکھا جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بات منظور کرلی۔ اور حضرت علیؓ کو نائب مقرر کر کے خود بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

(تاریخ طبری ج۲)

حضرت عمرؓ جب جابیہ پہنچے تو سردارانِ لشکر اسلامی بھی یہیں ان سے ملے اور یہیں معاہدہ لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ کے لباس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ بعض سرداروں نے لباس کو بدلوانا چاہا، مگر آپؓ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عزت دی ہے، وہ اسلام کی عزت ہے اور یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ یہاں آپ نے مومنین میں جو خرابیاں دیکھیں، ان کی اصلاح فرمائی۔

(تاریخ طبری ج۲)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مہم (٦٦)......شام میں آخری معرکہ (١٦ھ مطابق ٦٣٦ء)

قیصر روم شام سے چلا آیا تھا، مگر مسلمانوں کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس کی ایماء پر جزیرہ سے تیس ہزار کا ایک لشکر حمص کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور حضرت عمرؓ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے ہر طرف سے امدادی فوجیں بھجوائیں۔ جب جزیرہ کے لوگوں کو احساس ہوا کہ اس میں ان کا اپنا نقصان ہے، تو وہ حمص سے جزیرہ کی طرف چل دیئے۔ تاہم ان کے شامی حامیوں نے محاصرہ جاری رکھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ (تاریخ طبری ج ٢)

مہم (٦٧)......قیساریہ کی فتح (١٦ھ مطابق ٦٣٦ء)

شام کی فتوحات میں آخری قیساریہ کی فتح ہوئی، جو ١٦ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھوں ہوئی۔

مصر کی فتح کی تفصیلات

ساتویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تو بیت المقدس اور شام کی طرح مصر بھی رومیوں کے قبضہ میں تھا۔ وہاں کے باشندے قبطی کہلاتے تھے۔ ان کا مذہب عیسائی تھا۔ قیصر

روم کی طرف سے ایک مصری نائب مقرر ہوتا تھا، جس کو مقوقش کہتے تھے۔

(تاریخ طبری ج ۳ حصہ اوّل)

مقوقس جزیہ دے کر صلح کرنا چاہتا تھا لیکن رومیوں کے ڈر کی وجہ سے نہیں کر سکتا تھا۔ تاہم یہ درخواست کی کہ ایک مدت معین کے لئے صلح ہو جائے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے انکار کیا۔

مقوقس نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے شہر کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر مسلمانوں کے آمنے سامنے صف میں کھڑے ہو جائیں۔ عورتیں بھی اس حکم میں داخل تھیں۔ اور اس غرض سے کہ پہچانی نہ جا سکیں، انہوں نے شہر کی طرف منہ کر لئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارا مطلب سمجھ گئے ہیں۔ لیکن تم کو معلوم نہیں کہ ہم نے جو ملک فتح کیے، کثرتِ فوج کے بل پر نہیں کیے۔ تمہارا بادشاہ ہرقل جس سر و سامان سے ہمارے مقابلے کو آیا، تم کو معلوم ہے اور جو نتیجہ ہوا وہ بھی مخفی نہیں۔ (فتوح البلدان ص ۲۲۵)

مقوقس نے کہا: سچ ہے۔ یہی عرب ہیں، جنہوں نے ہمارے بادشاہ کو قسطنطنیہ پہنچا کر چھوڑا۔

اس پر رومی سردار بہت غضب ناک ہوئے۔ مقوقس کو بہت برا بھلا کہا اور لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مقوقس کی مرضی چونکہ جنگ کی نہ تھی، اس لئے حضرت عمرو بن العاصؓ سے اقرار لے لیا تھا کہ چونکہ میں

رومیوں سے الگ ہوں، اس وجہ سے میری قوم (قبطی) کوتمہارے ہاتھ سے ضرر نہ پہنچنے پائے۔

قبطیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ معرکہ میں دونوں سے الگ رہے۔ بلکہ مسلمانوں کو بہت کچھ مدد دی۔ فسطاط سے اسکندریہ تک فوج سے آگے آگے پُلّوں کی مرمت کرتے اور سڑکیں بناتے گئے۔ خود اسکندریہ کے محاصرے میں بھی رسد وغیرہ کا انتظام انہی کی بدولت ہوسکا۔

رومی کبھی کبھی قلعہ سے باہر نکل کر لڑتے تھے۔ ایک دن نہایت سخت معرکہ ہوا۔ تیر و دھنگ سے گزر کر تلوار کی نوبت آئی۔ ایک رومی نے صف سے نکل کر کہا کہ جس کو دعویٰ ہو تنہا میرے مقابلے کو آئے۔

حضرت مسلمہؓ بن مخلّد نے گھوڑا بڑھایا۔ رومی نے اچانک ان کو زمین پر گرا دیا اور جھک کر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ ایک سوار نے اس کے وار کو روک دیا۔ اور اللہ نے حضرت مسلمہؓ بن مخلّد کو بچا لیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کو اس پر غصہ آیا اور کچھ کہا۔ حضرت مسلمہؓ کو نہایت ناگوار گزرا لیکن مصلحت کے لحاظ سے کچھ نہ کہا۔

لڑائی کا زور اسی طرح قائم تھا۔ آخر کار مسلمانوں نے اس طرح جان توڑ کر حملہ کیا کہ رومیوں کو دباتے ہوئے قلعے کے اندر گھس گئے۔ دیر تک قلعے کے صحن میں معرکہ رہا۔ آخر میں رُومیوں نے سنبھل کر ایک ساتھ حملہ کیا اور مسلمانوں کو قلعے سے باہر نکال کر دروازے بند کر دیئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

اتفاقاً حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مسلمہؓ اور مزید دو شخص اندر رہ گئے۔ رومیوں نے ان دونوں کو زندہ گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن جب ان لوگوں نے مردانہ وار جان دینا چاہی تو انہوں نے کہا کہ دونوں طرف سے ایک ایک آدمی مقابلے کو نکلے۔ اگر ہمارا آدمی مارا گیا تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے کہ قلعے سے نکل جاؤ اور اگر تمہارا آدمی مارا جائے تو تم سب ہتھیار ڈال دو۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور خود مقابلے کے لئے نکلنا چاہا۔ حضرت مسلمہؓ نے روکا کہ تم فوج کے سردار ہو۔ تم پر آنچ آئی تو انتظام میں خلل ہوگا۔ یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا دیا۔ رُومی بھی ہتھیار سنبھال چکا تھا۔ دیر تک وار ہوتے رہے۔ بالآخر حضرت مسلمہؓ نے ایک ہاتھ مارا کہ رُومی وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔

رومیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان میں کوئی سردار ہے۔ انھوں نے اقرار کے موافق قلعے کا دروازہ کھول دیا اور سب صحیح سلامت باہر نکل آئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت مسلمہؓ سے بے ادبی کی معافی مانگی اور انہوں نے نہایت صاف دِلی سے معاف کر دیا۔ (مقریزی ج ا ص ۱۶۴)

تبصرہ: مولانا قاضی مظہر حسین چکوالی لکھتے ہیں:

یہ ہے رسول اکرم ﷺ کے ان صحابیوں کی انتہائی شجاعت اور بسالت کا حیرت انگیز کارنامہ کہ دشمن کے قلعے میں محصور ہونے کے باوجود بالکل نہ گھبرائے اور غازیانہ تیور دِکھا کر دشمن کو مبارزہ کے لئے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

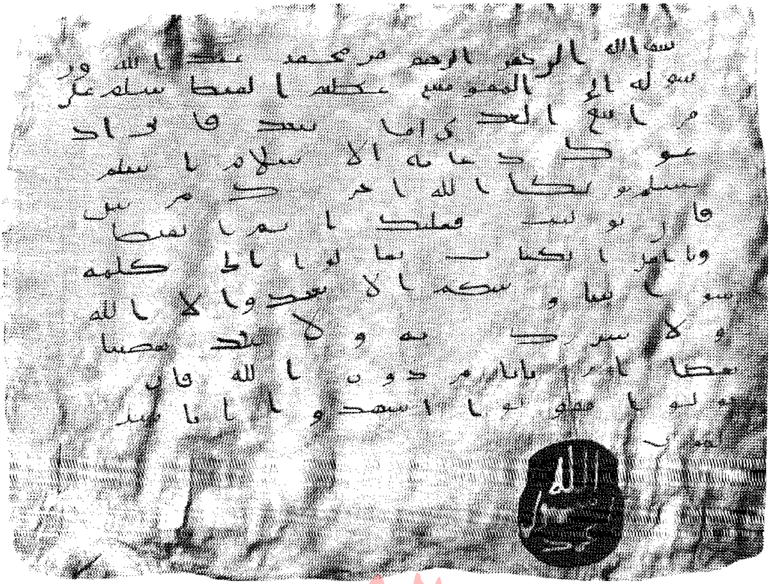

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

للکارا۔ رُومیوں نے بھی اس موقع پر مبارزت قبول کر کے بہادری کا ثبوت دیا۔ بالآخر حق تعالیٰ کی نصرت سے حضرت مسلمہؓ نے رُومی کو قتل کر کے حق کا پھریرا لہرا دیا۔ (ماہنامہ حق چار یار جلد ۷ شمارہ ۲۔ اگست ۱۹۹۴)

مکتوب نبوی ﷺ بنام مقوقس مصر: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی لکھتے ہیں:

جس مقوقس کے قلعے کو حضرت زبیرؓ نے فتح کیا تھا، اس مقوقس کے نام آنخضرت ﷺ نے ہدایت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ بارگاہ رسالت ﷺ سے مصر کی سفارت کے لئے حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ مامور ہوئے تھے۔ وہ مسافت طے کرتے ہوئے اسکندریہ پہنچے اور مقوقس (شاہِ مصر) کے سامنے مکتوب گرامی پیش کر دیا۔ اس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلَى الْمَقُوْقَس عَظِيْمِ الْقِبْط. سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْد فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِم تَسْلِم يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ. فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْم الْقِبْط. يٰٓاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (مہر...... محمد رسول اللہ)

عبد الوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے مقوقس حاکم مصر کے نام۔

اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔ بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجیے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قبطی قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہو گی۔

اے اہلِ کتاب! اختلاف نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلّم ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ

کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو ربّ بنائیں۔ اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم بہرحال اللہ کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مقوقس نامہ مبارک کو سُن کر بولا: بے شک! یہی وقت ہے کہ وہ نبی جس کا انتظار تھا، ظاہر ہوگیا۔ مگر میرا خیال تھا کہ وہ شام کے ملک میں پیدا ہوگا۔ ہمیں تورات وانجیل سے اس کی صفات معلوم ہیں کہ وہ صدقہ کا مال نہ کھائے گا، مگر ہدیہ قبول کرے گا۔ غریب اور مسکین لوگ اس کے ہم جلیس ہوں گے۔ اوراس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

یہ کہہ کر حکم دیا کہ مکتوبِ رسالت کو ہاتھی کے دانت کے ڈبے میں رکھ کر سرکاری خزانے میں محفوظ رکھا جائے۔

مقوقسِ مصر کا جواب: مقوقس مصر نے نامہ مبارک کا حسب ذیل جواب لکھ کر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے سپرد کیا۔

محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے نام، مقوقس کی طرف سے۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے، اُسے سمجھا۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ شام میں پیدا ہوں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کو عزت و احترام سے رکھا ہے۔ آپ کے لئے ہدیۃً دو لڑکیاں روانہ کر رہا ہوں۔ ہمارے یہاں یہ لڑکیاں نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتی

ہیں۔ نیز آپ کے لئے کپڑے اور سواری کے لئے دلدل بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرمائے۔

اس اعتراف اور احترام کے باوجود مقوقس اِسلام کی سعادت سے محروم رہا۔

مؤرخین نے ان لڑکیوں کے نام ماریہؓ اور سیرینؓ بتلائے ہیں۔ دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔

حضرت حاطبؓ ان تحائف کو لے کر بارگاہِ نبوت ﷺ میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے تحائف کو قبول فرما لیا۔ اور مقوقس کے جواب کو سن کر فرمایا: مقوقس کو سلطنت کے اقتدار نے اِسلام سے محروم رکھا۔

(ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ ش ۱ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ماریہ اور سیرین راستے میں ہی حضرت حاطبؓ کی تلقین و تعلیم سے مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں۔ حضرت ماریہؓ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔ اور سرور کائنات ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ ان ہی کے بطن سے تولد ہوئے۔ حضرت سیرینؓ حضرت حسانؓ کو عطا ہوئیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم شیخ ابوعبداللہ محمد بن علی بن احمد المقدسی نے مصباح المعنی کے نام سے مکتوبات نبوی ﷺ کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے دورِ اوّل کے مشہور مؤرخ واقدی کے حوالے سے لکھا ہے:

''مقوقس کے نام جو مکتوب نبوی ﷺ روانہ کیا گیا تھا، اس کو صدیق

اکبرؓ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس طرح خوش قسمتی سے حضرت صدیق اکبرؓ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی یہ تحریر ہم تک پہنچی۔

(ماخوذ از مکتوبات نبوی شائع کردہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

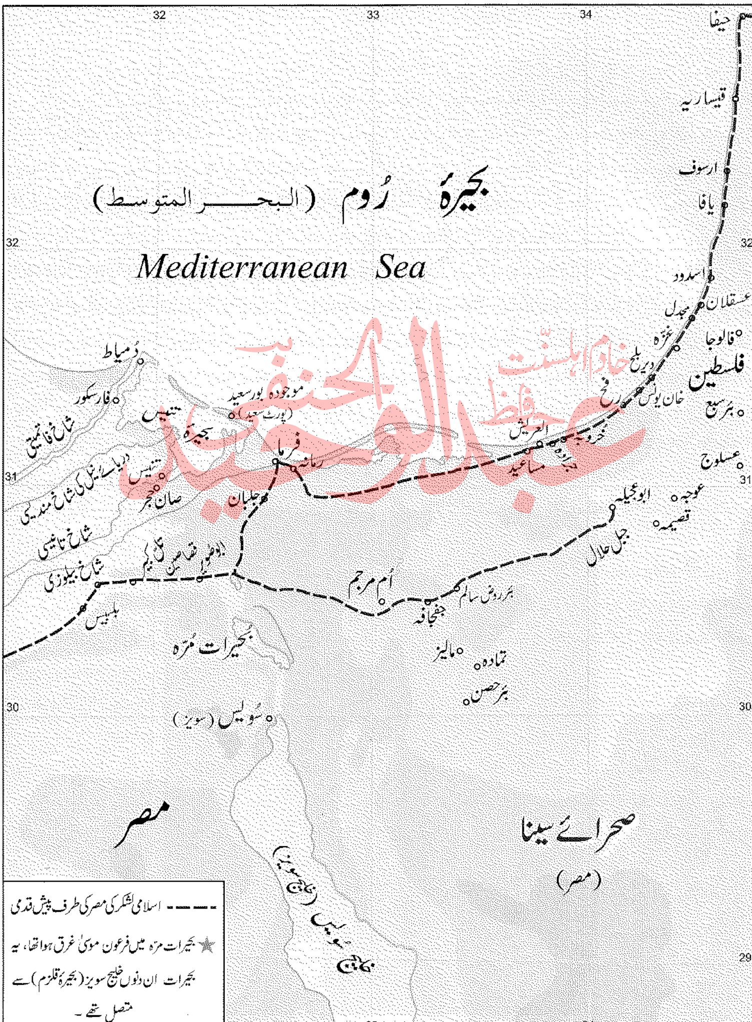

عبدالوحید الحنفی
حافظ
خادم اہلسنت

فلسطین سے مصر پر یلغار

(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ۲۲۲) نقشہ 97

مصر کی فتح (۲۰ھ مطابق ۶۴۱ء): مقوقس جو مصر کا فرماں روا اور قیصر کا باجگزار تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص سے پہلے قلعہ میں پہنچ چکا تھا۔ حضرت زبیر بن العوامؓ کا جو رتبہ تھا اس کے لحاظ سے حضرت عمرو بن

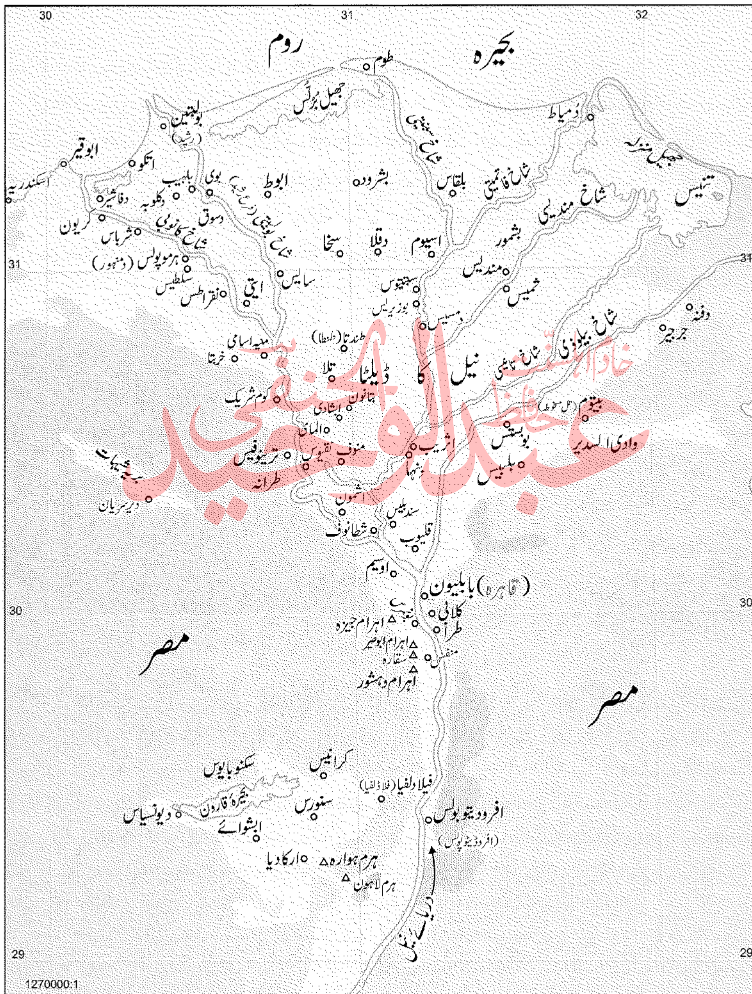

فتح اسلامی کے وقت نیل کا ڈیلٹا اور وسطی مصر

نقشہ 103 **(اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص۲۳۶)**

العاصؓ نے ان کو افسر بنایا۔ اور وہ محاصرہ وغیرہ کے انتظامات ان کے ہاتھ میں دیئے۔

انہوں نے ایک دن کہا کہ آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر ننگی تلوار ہاتھ میں لی اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ اور چند اصحابؓ نے ان کا ساتھ دیا۔ فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ ساتھ ہی تمام فوج نے نعرہ مارا کہ قلعہ کی زمین دہل اُٹھی۔ عیسائی یہ سمجھ کر کہ مسلمان اندر گھس آئے، بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور تمام فوج اندر گھس آئی۔ مقوقس نے یہ دیکھ کر صلح کی درخواست کی اور اسی وقت سب کو امان دے دی گئی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مقوقس نے اگرچہ تمام مصر کے لئے معاہدہ صلح لکھوایا تھا لیکن ہرقل کو جب خبر ہوئی تو اس نے نہایت ناراضگی ظاہر کی اور لکھ بھیجا کہ قبطی اگر عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کیا کم تھی۔ اسی وقت عظیم الشان فوج روانہ کی کہ اسکندریہ پہنچ کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔[1]

فتح مصر اور دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا خط: حافظ ابن کثیر محدث نے تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اس کے باشندے حج کے مہینوں میں سے بونہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ کے

[1]...... الفاروق مولفہ مولانا شبلی نعمانیؒ

پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے (اس دریائے) نیل کا ایک دستور ہے اور وہ اس کے مطابق چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ جب اس ماہ کی بارہ راتیں گذر جاتی ہیں تو ہم والدین کی ایک باکرہ (کنواری) لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور لڑکی کو بہترین زیور اور کپڑے پہنا دیے جاتے ہیں۔ پھر ہم اسے دریائے نیل میں پھینک دیتے ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے ان سے کہا کہ یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو اسلام میں نہیں ہوسکتی۔ اسلام پہلے کی رسموں کو مٹاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں اس کے متعلق لکھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے، ٹھیک کہا ہے۔ اور میں نے اپنے خط کے اندر ایک چٹ آپ کی طرف ارسال کی ہے، اسے دریائے نیل میں پھینک دینا۔

جب حضرت عمرؓ کا خط آیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے چٹ کو پکڑا، اس میں لکھا تھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰہ عُمَر اَمِیْر الْمُؤْمِنِیْن اِلٰی نِیْل اَھْلِ مِصْرِ. اَمَّا بَعْد فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قَبْلِکَ وَ مِنْ اَمْرِکَ فَلَا تَجر فَلَا حَاجَۃَ مِنا فِیْکَ. وَ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار وَ هُوَ الَّذِیْ یَجْرِیْکَ. فَسْأَلُ اللّٰہ تعالٰی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اَنْ یَجْرِیَکَ.

ترجمہ: اللہ کے بندے عمر امیرالمومنین کی طرف سے اہل مصر کے نیل کی طرف۔ اما بعد! اگر تو اپنی جانب سے اور حکم سے چلتا تھا تو آئندہ نہ چلنا، ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر تو اللہ واحد و قہار کے حکم سے چلتا ہے تو وہ تجھے رواں رکھے گا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں (جاری) رکھے۔

(البدایہ والنہایہ مترجم جلد ۷ ص ۲۱۱)

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال لکھتے ہیں:

منجملہ کرامات میں سے حضرت عمرؓ کی یہ بھی ایک عظیم الشان کرامت ہے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ فاروقِ اعظمؓ نے دریائے نیل کو یہ رقعہ کیوں لکھا تھا؟ دریا تو رقعہ پڑھ نہیں سکتا۔

اس کی حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے سمجھ لیا تھا کہ ہر سال دریائے نیل کا خشک ہونا اور اس کے لئے ایک بے قصور لڑکی کا اس کی بھینٹ چڑھانا، یہ ایک شیطانی اثر تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ایہِ یَا ابنَ الْخَطَّاب وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ

(بخاری، مسلم، مشکوۃ حدیث ۵۷۸)

حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! اور کوئی بات کرو۔ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تم راستہ پر چلتے ہو تو شیطان تم سے نہیں ملتا۔ بلکہ جس راہ پر تم چلتے ہو وہ اس کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلتا ہے''۔

اس ارشادِ رسالت ﷺ پر حضرت عمرؓ کو پورا یقین تھا۔ اس لئے آپ نے رقعہ ڈلوایا کہ آپ کے رقعے اور آپ کی دھمکی سے شیطان ڈر کر دریائے نیل سے اپنا تصرف ختم کردے گا۔ اور باذن اللہ دریائے نیل حسب سابق جاری ہو گیا۔ چنانچہ آج تک پھر نیل کسی شیطانی تصرّف کی وجہ سے کبھی خشک نہیں ہوا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ جلد ۷ شمارہ نمبر۱۔ جولائی ۱۹۹۴ء)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(ا) مصر پر حملہ کرنے کے اسباب

۱۔ ظہورِ اسلام سے پہلے حضرت عمروؓ بن العاص تجارت کے سلسلہ میں مصر آیا کرتے تھے۔ مصر کی شادابی اور زرخیزی ان کی نگاہ میں تھی۔

۲۔ مصر کی قبطی حکومت روم کے ماتحت تھی اور وہ آسانی سے شام میں شورش بپا کرسکتا تھا۔ اس لیے شام کی حفاظت کے لیے مصر پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عمرؓ فاروق سے اجازت حملہ طلب کی۔ آپ نے انکار کردیا، لیکن اصرار کرنے پر اجازت مل گئی۔

۳۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ رومی سردار اطربان فلسطین سے بھاگ کر مصر چلا گیا تھا اور وہاں اپنی طاقت بڑھا رہا تھا۔

۴۔ قیصر روم مصر کے راستے شام پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

۵۔ مصر پر روم کا قبضہ غاصبانہ تھا۔

۶۔ حضرت عمروؓ بن العاص کو یہ اُمید تھی کہ مصر کے لوگ رومیوں سے تنگ ہیں اور وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۶۹)......فسطاط کی فتح

حضرت عمروؓ بن العاص نے چار ہزار فوج لے کر مصر پر حملہ کیا اور عریش کے راستے فرما تک پہنچے۔ یہاں مسلمانوں کو رومی فوجوں نے روکا۔ مگر مسلمانوں نے ان کو شکست دے دی۔ اور آگے کئی مقامات کو فتح کرتے ہوئے فسطاط پہنچے۔ یہ غیر آباد علاقہ تھا، مگر یہاں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اور یہاں مصری فوج تھی۔ مصریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عمرؓ فاروق کو امداد کے لئے لکھا۔ آپ نے امداد کے لئے دس ہزار فوج بھیج دی۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ سات ماہ تک جاری رہا۔ آخر ایک دِن حضرت زبیرؓ چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور نعرۂ تکبیر بلند

کیا۔ عیسائی یہ سمجھے کہ مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں تو وہ بھاگ نکلے۔ حضرت زبیرؓ نے قلعہ میں گھس کر پھاٹک کھول دیا۔ اسلامی فوج اندر داخل ہوگئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر مقوقس نے صلح کر لی۔

(تاریخ طبری ج۳ ص۱۱۵)

فسطاط کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے چند روز یہاں قیام کیا اور یہیں سے حضرت عمرؓ فاروق کو خط لکھا کہ فسطاط فتح ہو چکا ہے۔ اجازت ہو تو اسکندریہ پر فوجیں بڑھائی جائیں۔ وہاں سے منظوری آئی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کوچ کا حکم دیا۔

اتفاق سے حضرت عمرو بن العاصؓ کے خیمہ میں کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔ خیمہ اکھاڑا جانے لگا تو حضرت عمرو بن العاصؓ کی نگاہ پڑی حکم دیا کہ اس کو یہیں رہنے دو کہ ہمارے مہمان (کبوتر) کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ چونکہ عربی میں خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے واپس آ کر اسی خیمہ کے قریب شہر بسایا، اس لئے خود شہر فسطاط کے نام سے مشہور ہو گیا۔[۱]

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اللہ! اللہ! یہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کوئی عام فاتح نہیں تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ رحمت

۱......الفاروق از مولانا شبلی نعمانیؒ

للعالمین ﷺ کی رحمت خاصہ کے پرتو سے آپ کا قلب بھی گویا مجسمۂ رحمت بن گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اپنے خیمہ سے ایک کبوتر کا گھونسلہ برباد کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔

جس صحابیؓ کی رحمت کا یہ حال ہے، اس کے متعلق کیا کوئی سوچ سکتا

مسلمانوں کی اسکندریہ کی طرف پیش قدمی اور ڈیلٹا کی فتح

نقشہ 104 (اٹلس فتوحاتِ اسلامیہ ص ۲۳۷)

ہے کہ وہ انسانوں پر کتنا رحم کرتے ہوں گے۔ ان کا جہاد اور ان کی فتوحات کا مقصد دنیوی جاہ واقتدار کا حصول نہ تھا، بلکہ وہ ستم زدہ مخلوق کو ظلم وستم سے نجات دلانے کے لئے میدانِ جہاد میں اُترے تھے۔

یہی ہے رسولِ رحمت ﷺ کی رحمت عامہ جس سے ہر قسم کی مخلوق نے حسب حال حصّہ پایا۔ اس قسم کے رحم دلانا واقعات کے بعد بھی کوئی ذی شعور انسان، اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کو مطعون کر سکتا ہے کہ انہوں نے خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ الزہراء پر ظلم کیا اور دروازہ گرایا کہ آپؓ کی پسلیاں (نعوذ باللہ) توڑ دیں اور آپ کے بطن مبارک میں جو بچہ تھا، وہ شہید ہو گیا، جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے محسن رکھا تھا۔ جیسا کہ شیعہ رئیس المحد ثین علامہ باقر مجلسی نے بھی اپنی تصنیف جلاء العیون حصہ اوّل میں اس قسم کی بے بنیاد روایات نقل کی ہیں۔ العیاذ باللہ۔

(ماہنامہ حق چار یارؓ جلد ۷ شمارہ نمبر ا اگست ۱۹۹۴)

مہم (۷۰)......اسکندریہ کی فتح

اس شہر کو سکندر اعظم نے بسایا تھا۔ یہ عیسائیوں کا مرکز تھا۔ قیصر روم خود یہاں آنا چاہتا تھا، مگر وہ اچانک مر گیا۔ اسکندریہ تک مسلمان آسانی سے پہنچ گئے۔ مگر اس کے مضافات میں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں نے بڑھ کر اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ایک عرصہ تک

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جاری رہا۔ محاصرہ کی طوالت دیکھ کر حضرت عمرؓ فاروق کو تشویش ہوئی اور انہوں نے حضرت عمروؓ بن العاص کو خط لکھا:

"یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے قیام سے تم لوگ عیسائیوں کی طرح عیش پرست ہو گئے ہو، ورنہ فتح میں اتنی دیر نہ ہوتی۔ میرا یہ خط پہنچتے ہی حملہ کر دو۔"

اس خط کے آتے ہی حضرت عمروؓ بن العاص نے فوج کے سامنے جہاد کے فضائل بیان کیے۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کو فوج کا سپہ سالار بنا کر اتنے زور سے جمعہ کے روز حملہ کیا کہ اسکندریہ فتح ہو گیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت فاروقؓ اعظم کو اس فتح کی اطلاع دے دی۔ باقی مصر پر آسانی سے قبضہ ہو گیا۔

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

مہم (۱۷)......فتح طرابلس (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

اس کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے برقہ اور طرابلس پر حملہ کیا اور طرابلس تک کا ساحلی علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔

(تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۱۱۷)

حضرت عمرؓ فاروق کا نظامِ حکومت

حضرت عمرؓ فاروق کے زمانہ میں اسلامی سلطنت میں شام و مصر اور

عراق و ایران بھی شامل ہو گئے تھے اور یہ دُنیا کی سب سے بڑی متمدن حکومت بن گئی تھی۔ اس وسیع سلطنت کو چلانے کے لئے حضرت عمرؓ فاروق نے ایک تفصیلی نظام مدون کیا، جس کا ایک خاکہ مندرجہ ذیل ہے:

(ا) مرکزی حکومت

(الف) خلیفہ: خلیفہ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا جانشین تھا۔ خلافت موروثی نہ تھی۔ خلیفہ کا انتخاب عوام کی مرضی سے ہوا تھا۔ مسلمان عوام آپ پر تنقید کر سکتے تھے۔ عوام اور مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی پابندی خلیفہ پر ضروری تھی۔ بیت المال خلیفہ کا ذاتی مال نہ تھا۔ آپ نے اپنے لئے امیر المؤمنین کا لقب پسند کیا۔

(ب) شوریٰ: حضرت عمرؓ نے حکومت کے کام کاج میں مشورہ لینے کے لیے صحابہؓ کرام کی مجلس بنا رکھی تھی۔ اس مجلس شوریٰ میں بنو اوس، بنو خزرج اور مہاجرین کی نمائندگی ہوتی تھی۔ اس میں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت زیدؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابیؓ بن کعب شامل تھے۔ زیادہ اہم مسائل پر مہاجرین و انصار کو مسجد نبویؐ میں جمع کیا جاتا تھا اور ان سے رائے لی جاتی تھی۔

(ج) کاتب: خطوط کا جواب دینے اور اسی قسم کے دوسرے کاموں کے لیے آپ نے کاتب رکھا ہوا تھا۔ یہ کام حضرت عبداللہؓ بن ارقم کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بہت پائے کے صحابی تھے۔ ان کی تحریر رسول اللہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ﷺ کو بہت پسند تھی۔

(۲) صوبائی نظام

(الف) صوبائی تقسیم: حضرت عمرؓ فاروق نے اسلامی سلطنت کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا۔ جن میں مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، فلسطین اور مصر کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ مصر کے گورنر جنرل عمروؓ بن العاص تھے۔ اور مصر کے دونوں صوبوں میں الگ الگ سٹیٹ گورنر تھے۔ ان کے علاوہ ایران کے قدیم صوبے بحال رکھے گئے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں: خراسان، آذربائیجان اور فارس۔ ان صوبوں کو چھوٹے چھوٹے اضلاع اور پرگنوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

(ب) صوبائی حکام: صوبہ میں بڑے بڑے حکام یہ تھے:

۱۔ والی (گورنر)
۲۔ کاتب (چیف سیکرٹری)
۳۔ کاتب دیوان (دفتر فوج کا سیکرٹری)
۴۔ صاحب الخراج (کلکٹر)
۵۔ صاحب احداث (پولیس افسر)
۶۔ صاحب بیت المال (افسر خزانہ)
۷۔ قاضی (جج)
۸۔ فوجی افسر

ان کے علاوہ اضلاع میں بھی عامل، افسر خزانہ اور قاضی وغیرہ ہوتے تھے۔

(ج) عامل کا تقرر: صوبہ کا حاکم یا عامل وہاں کے عوام کی مرضی سے

مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے کوفہ، بصرہ اور شام کے عامل کا تقرر کرنے کے لئے وہاں کے عوام سے کہلا بھیجا کہ وہ سب سے اہل اور دیانت دار آدمی کا انتخاب کر کے بھیجیں۔ اور ان ہی کی رائے کے مطابق عامل مقرر کر دیئے۔ عامل کی تقرری کے لئے مجلس شوریٰ سے بھی منظوری لی جاتی تھی۔ اگر کسی علاقے کے لوگ عامل کے خلاف شکایت کرتے تو اس کو معزول کر دیا جاتا تھا۔

تمام عہدیداروں کو باقاعدہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ تقرری کے وقت انہیں جو فرمان عطا ہوتا تھا، اس میں ان کے اختیارات و فرائض کا ذکر ہوتا تھا۔ تقرر کے وقت ان کے مال و اسباب کی فہرست تیار کر کے رکھی جاتی تھی۔ حج کے موقع پر تمام عہدہ دار جمع ہوتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ ان کے خلاف شکایات سُنا کرتے تھے۔

شکایات کی تحقیق کے لیے ایک خاص عہدہ قائم تھا۔ یہ عہدہ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری کے سپرد تھا۔ وہ اکثر موقع پر جا کر تحقیق کیا کرتے تھے اور حکام کو سزا دیتے تھے۔

(۳) معاشی نظام

(الف) بیت المال کا قیام: حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں بیت المال چھوٹا تھا۔ جو مال آتا تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ بیت المال پر تالا ہوتا لیکن کوئی پہرہ دار نہ تھا۔ حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کی تجویز پر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

با قاعدہ بیت المال قائم کیا۔ اس مقصد کے لیے ایک مضبوط عمارت تعمیر کی گئی اور اس میں مال جمع رہنے لگا۔ بیت المال کی حفاظت کے لیے اس پر پہرہ بھی بٹھا دیا گیا۔ ہر صوبہ میں بھی ایک بیت المال قائم کیا گیا۔

(ب) ذرائع آمدنی:

۱۔ خمس غنائم: مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوتا تھا۔

۲۔ زکوٰۃ: صاحب حیثیت مسلمانوں کے مال پر ڈھائی (۲ ۱/۲) فیصد سالانہ زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے تجارتی مال اور مویشیوں پر بھی زکوٰۃ عائد کی۔

۳۔ عشر: مسلمانوں کی زمین کی پیداوار میں اسلامی حکومت کا حصہ عشر کہلاتا ہے۔ جو زمین کنوؤں سے سیراب ہوتی تھی، وہاں شرح پیداوار کا پانچ فیصد اور بارانی زمین کی صورت میں یہ دس فیصد تھا۔

۴۔ خراج: جن مفتوحہ علاقوں کی زمین مفتوحہ قوموں کے پاس رکھی جاتی تھی، ان سے خراج وصول کیا جاتا تھا۔ جس کی شرط معاہدہ میں طے کی جاتی تھی۔ عام طور پر یہ ۱/۲ یا ۱/۴ ہوتی تھی۔

۵۔ عشور: عشور ایک تجارتی ٹیکس تھا۔ جو مسلمان تاجر غیر مسلم حکومتوں سے تجارت کرتے تھے، ان سے دس فیصد ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ یہ ٹیکس سال میں ایک مرتبہ لیا جاتا تھا۔ عام طور پر ان کی شرح دشمن قوموں کے افراد سے دس فیصد، ذمیوں سے ۵ فیصد اور مسلمانوں سے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ڈھائی فیصد تھی۔ دوسو درہم سے کم کے مال پر ٹیکس نہ تھا۔

٦۔ خالصہ زمینیں: حضرت عمرؓ فاروق نے بہت سی زمینوں کو خالصہ زمین قرار دیا، جس کی آمدنی بیت المال میں جاتی تھی۔ اس کے علاوہ مفتوحہ علاقوں میں شاہی خاندان کی جاگیریں، آتشکدوں کے اوقاف، لاوارث جائیدادیں، نیز باغیوں اور مفروروں کی ضبط شدہ املاک بھی بیت المال کی ملکیت قرار دی گئی۔

(۴) عدالتی نظام

(الف) قانون کی حکمرانی: حضرت عمرؓ فاروق کے عہد میں قانون کی حکمرانی تھی۔ قانون کی نظر میں امیر وغریب، حاکم ومحکوم سب برابر تھے۔ تمام قاضیوں کا تقرر امیر المؤمنین کرتے تھے، مگر وہ خود بوقت ضرورت قاضی کی عدالت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابیؓ بن کعب کا کچھ نزاع ہو گیا۔ مقدمہ عدالت میں گیا۔ حضرت زیدؓ قاضی تھے۔ انہوں نے تعظیم کی، تو آپ نے فرمایا: زید! یہ پہلی ناانصافی ہے، جو تم نے کی ہے۔ اور حضرت ابیؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ قانون کی حکمرانی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ عدالت کے دروازے ہر شخص کے لیے کھلے ہوں۔ عہد فاروقی میں انصاف عام تھا۔ قاضی مسجدوں میں بیٹھتے تھے۔ کوئی فیس نہ تھی۔

(ب) عدلیہ وانتظامیہ کی علیحدگی: قاضیوں کا تقرر خود خلیفہ کرتا تھا، مگر

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وہ آزاد تھے۔کوئی گورنران کو علیحدہ نہ کرسکتا تھا۔قاضیوں پر انتظامیہ کا کوئی اثر یا دباؤ نہ تھا۔خلیفہ بھی بغیر کسی شرعی وجہ کے قاضی کو علیحدہ نہ کرسکتا تھا۔

(ج) شخصی قانون اور پنچائتی نظام: ذمیوں کو شخصی قانون کی سہولت حاصل تھی۔ وہ اپنے معاملات کا فیصلہ اپنے شخصی قانون کے تحت کرتے تھے۔ وہ اپنے مقدمات اپنی پنچائتوں میں ہی لے جاتے تھے۔ انہیں قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہ تھی۔

(د) مفتیوں کا تقرر: عوام کو قانون کی واقفیت کرانے کے لیے جگہ جگہ مفتی مقرر تھے، جو اسلامی قانون کے ماہر ہوتے تھے۔کوئی شخص کسی وقت بھی مفتی کی طرف رجوع کر کے قانونی مشورہ حاصل کرسکتا تھا۔اس کی کوئی فیس نہ تھی۔مفتی کا تقرر بھی خود خلیفہ کرتا تھا۔

تمام اضلاع میں عدالتیں قائم تھیں۔

(ھ) عدالتوں کے رہنما اصول: تمام عدالتوں کی رہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل اصول تھے:

۱۔ قاضی کو تمام لوگوں سے یکساں سلوک کرنا چاہیے۔

۲۔ ثبوت کی ذمہ داری مدعی پر ہے۔

۳۔ مدعا علیہ اگر کوئی ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے۔

۴۔ فریقین صلح کر سکتے ہیں۔لیکن خلاف قانون امر میں صلح نہیں ہو

سکتی۔

۵۔ قاضی اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔

۶۔ مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ مقرر ہونی چاہیے۔

۷۔ مقررہ تاریخ پر اگر مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو فیصلہ یک طرفہ ہوگا۔

۸۔ جو شخص سزا یافتہ ہو یا جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو جائے، وہ قابل شہادت نہیں۔

قاضی کو ہدایت تھی کہ وہ فیصلہ قرآن، سنت، اجماع یا ذاتی اجتہاد کی روشنی میں کریں۔ حضرت عمرؓ نے یہ عہدے صرف اُن کو دیئے جو عالم، بارُعب اور معزز تھے۔ اور ان کو اعلیٰ تنخواہیں دیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاذؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابیؓ بن کعب اور حضرت ابوہریرہؓ اسی عہدہ پر فائز تھے۔

(۵) فوجی نظام

(الف) شعبہ فوج کا قیام: حضرت عمرؓ سے پہلے فوج کا کوئی شعبہ نہ تھا۔ جنگ کی صورت میں تمام مسلمان جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سلطنت بہت وسیع ہو گئی اور کچھ لوگ جنگ میں مصروف رہتے تھے۔ اس لیے ۱۵ھ میں فوج کا باقاعدہ شعبہ قائم کیا گیا۔ یہ شعبہ فوج کا مکمل ریکارڈ رکھتا تھا۔ فوجیوں کی تنخواہوں، رسد اور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

ان کے بچوں کے وظائف کا انتظام اس شعبہ کے سپرد تھا۔

(ب) باقاعدہ اور رضا کار فوج: اسلامی فوج دو قسم کے مجاہدین پر مشتمل تھی۔ ایک وہ جو ہمیشہ جنگی مہمات میں مشغول رہتے تھے۔ ان کو باقاعدہ فوج کی حیثیت حاصل تھی۔ دوم وہ مجاہدین جو صرف بوقت ضرورت جنگ میں حصہ لیتے تھے۔ اور جنگ کے خاتمہ پر اپنے دیگر کام کاج میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ یہ رضا کار فوج تھی۔ دونوں فوجوں کا الگ الگ اندراج ہوتا تھا اور دونوں کو تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

(ج) میدانِ جنگ میں فوج کی ترتیب: میدان جنگ میں فوج کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا، جو ذیل ہے:

۱۔ مقدمہ (ہراول دستہ): یہ دستہ فوج میں سب سے آگے ہوتا تھا۔

۲۔ میمنہ (دایاں بازو): یہ دستہ دائیں جانب ہوتا تھا۔

۳۔ میسرہ (بایاں بازو): یہ دستہ بائیں طرف ہوتا تھا۔

۴۔ قلب (مرکز): یہ فوج درمیان میں ہوتی تھی۔

۵۔ ساقہ: یہ فوج سب سے پیچھے ہوتی تھی۔

۶۔ گشتی دستہ: اسلامی فوج میں گشتی دستہ بھی ہوتا تھا۔

۷۔ تیر انداز دستہ: ایک دستہ الگ ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ فوج تین قسم کی ہوتی تھی: شتر سوار، گھوڑا سوار اور پیادہ۔

عبد الوحید حنفی

فوج کے مندرجہ ذیل افسر تھے:

۱۔ امیر العشرہ: دس (۱۰) سپاہیوں کا امیر ہوتا تھا۔

۲۔ قائد: دس (۱۰) امیر العشرہ یا سو (۱۰۰) سپاہیوں کا امیر تھا۔

۳۔ امیر: دس (۱۰) قائد یا ہزار (۱۰۰۰) سپاہیوں کا امیر ہوتا تھا۔

۴۔ کمانڈر: کئی امیر ایک کمانڈر کے ماتحت ہوتے تھے۔

۵۔ خلیفہ: فوج کا سب سے بڑا افسر خلیفہ خود تھا۔

(د) فوجی چھاؤنیاں: حضرت عمرؓ فاروق نے فوجوں کے مستقل قیام کے لیے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ ایسی چھاؤنیاں مدینہ، کوفہ، بصرہ، موصلم فسطاط، دمشق، حمص، اردن اور فلسطین میں قائم تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی چھاؤنیاں تھیں، جن کی تعداد سینکڑوں تھی۔ ان مراکز میں چراگاہیں بھی قائم تھیں۔ فوج کے لئے رسد اور اسلحہ بھی ان ہی چھاؤنیوں میں رکھا جاتا تھا۔ ہر مرکز میں چار ہزار گھوڑے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

(ر) تنخواہ و وظائف: فوج کو باقاعدہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ تنخواہ کی شرح کم از کم دوسو (۲۰۰) درہم اور زیادہ سے زیادہ سات ہزار (۷۰۰۰) درہم تھے۔ بعد میں اس کو بڑھا کر کم از کم تین سو (۳۰۰) درہم اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم کر دی گئی تھی۔ فوجیوں کے بیوی بچوں کو وظائف دیئے جاتے تھے۔ شہداء کے بیوی بچوں کو بھی وظائف ملتے تھے۔

(س) رسد: رسد کا محکمہ الگ تھا۔ ہر فوجی کو ایک ماہ کی رسد مل جاتی

تھی۔ گھوڑے کا خرچ بھی ملتا تھا۔ اس کے علاوہ وردی بھی ملتی تھی۔ بعض اوقات فوجیوں کو پکا پکایا کھانا دیا جاتا تھا۔

(ص) رخصت: ہر فوجی کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کی چھٹی دی جاتی تھی۔ جمعہ کے دن عام چھٹی ہوتی تھی۔

(ط) شعبہ جاسوسی: دشمن کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے لیے اسلامی فوج میں ایک خبر رسانی کا شعبہ بھی ہوتا تھا۔ اور عام طور پر اس میں مفتوحہ قوموں کے لوگ ہی شامل ہوتے تھے۔

(ع) ہتھیار: ہتھیاروں میں تلوار، تیر کمان، ڈھال، نیزے، زرہ بکتر وغیرہ عام تھے۔ اس کے علاوہ سنگ باری کرنے کے لئے منجنیق استعمال ہوتی تھی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(٦) زرعی نظام

حضرت عمرؓ فاروق نے زراعت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی اور اس شعبہ میں مندرجہ ذیل اصلاحات کیں:

(الف) جاگیرداری خاتمہ: شام اور عراق میں جاگیردارانہ نظام قائم تھا۔ فوجی افسر جاگیروں کے مالک تھے۔ کاشتکاروں کی حیثیت مزارعین کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے یہ نظام ختم کر دیا اور کاشتکار زمین کے مالک بن گئے۔

(ب) آب پاشی: حضرت عمرؓ نے آب پاشی کی طرف توجہ دی۔ نہریں کھدوائیں۔ تالاب بنوائے۔ پانی کی تقسیم کا انتظام فرمایا۔

(ج) مسلمانوں کو زمین خریدنے کی ممانعت: حضرت عمرؓ فاروق نے قریشی سرداروں کو مفتوحہ علاقوں میں زمین خریدنے سے منع فرمایا، تا کہ ان کی حیثیت زمینداروں یا شہزادوں جیسی نہ ہو جائے۔

(د) پیمائش زمین: حضرت عمرؓ نے عراق میں زمین کی از سر نو پیمائش کروائی۔ اور تمام قابل کاشت رقبہ تین کروڑ سات لاکھ جریب نکلا۔ اور فصل کے لیے فی جریب معاملہ مقرر ہوا۔

(ر) افتادہ زمین کی آباد کاری: جو زمین بے کار پڑی تھی، اس کے متعلق اعلان ہوا کہ جو شخص اس کو زیر کاشت لائے گا، وہ زمین اسی کی ملکیت تصور کی جائے گی۔ اس طرح تمام زمین زیر کاشت آ گئی اور پیداوار میں اضافہ ہوا۔

(۷) پولیس کا محکمہ

قیام امن اور احتساب کے لیے پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا۔ اس محکمہ کا نام احداث تھا۔ پولیس افسر کو صاحب احداث کہتے تھے۔ جیل خانوں کی تعمیر بھی سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے کی۔ ہر ضلع میں جیل خانے بنوائے گئے اور عادی مجرموں کو قید کی سزا دی جاتی تھی۔

(۸) ذمیوں سے سلوک

(الف) جان و مال کی حفاظت: جب کوئی شہر فتح ہوتا تھا تو اس کے باشندوں کو جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری جزیہ ادا کرنے کی شرط پر دی جاتی تھی۔ جزیہ اس حفاظت کا عوضانہ تھا، جو مسلمانوں کی طرف سے غیر مسلموں کو حاصل تھی۔ اس لیے ان کو ذمی کہتے تھے۔

(ب) مذہبی آزادی: ذمیوں کو پوری طرح مذہبی آزادی تھی۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ دین میں کسی کا جبر نہیں۔ وہ اپنے معاملات اپنے شخصی قانون کے تحت طے کرتے تھے۔ مفتوحہ علاقے کے گرجے گرائے نہیں جاتے تھے۔ ان کو صلیب نکالنے کی آزادی تھی۔ ان کی مذہب میں کوئی مداخلت نہ کی جاتی تھی۔

(ج) مساوات: فاتح اور مفتوح کبھی برابر نہیں سمجھے جاتے۔ حضرت عمرؓ فاروق نے سماجی لحاظ سے مسلمان اور ذمی کو برابر خیال کیا۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرتا تھا تو اس کے بدلے میں وہ بھی قتل کر دیا جاتا تھا۔

(د) زمین و خراج میں رواداری: حضرت عمرؓ نے ذمیوں کی زمینیں چھیننے کے بجائے انہیں زمین کا مالک بنا دیا۔ اور خراج کی رقم اس وقت تک بیت المال میں جمع نہ کی جاتی تھی، جب تک معززین علاقہ قسم کھا کر یہ تصدیق نہ کرتے کہ خراج اکٹھا کرنے میں ظلم نہیں کیا گیا ہے۔ ذمیوں سے ان کے علاقے کے مسائل حل کرنے میں مشورہ لیا جاتا تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

(ر) ایفائے عہد: حضرت عمرؓ نے گورنروں کو ہدایت کی تھی کہ ذمیوں کے ساتھ جو وعدہ کیا جائے، اس کو پورا کریں۔ حالانکہ فاتح اقوام مفتوحہ قوموں سے کئے گئے وعدے پورے نہیں کرتیں۔

(س) بیت المال پر ذمیوں کا حق: حضرت عمرؓ نے بیت المال سے ذمیوں کی امداد بھی کی۔ آپ نے فرمایا: یہ کیوں کر ہوسکتا ہے کہ اُن کی جوانی سے تو ہم فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں ان کو چھوڑ دیں۔ آپ نے یہ اصول بنا دیا کہ جس طرح بیت المال پر مسلمانوں کا حق ہے، اسی طرح ذمیوں کا بھی حق ہے۔

(۹) محکمہ ڈاک

حضرت عمرؓ نے سرکاری خطوط، فوجی مراسلات اور مال غنیمت کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچانے کے لئے محکمہ ڈاک قائم کیا۔ تیز رفتار اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعہ ڈاک بھیجنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس محکمہ کی بدولت حضرت عمرؓ مدینہ میں بیٹھ کر عراق، شام، فلسطین اور مصر میں اپنی فوجوں کو ہدایت بھیجا کرتے تھے۔ اوران کے حالات سے باخبر رہتے تھے۔

(۱۰) ٹکسال

عہد فاروقی سے پہلے عرب میں غیر ملکی سونے اور چاندی کے سکے رائج تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں چاندی کے سکے بنائے

اوران میں عربی حروف میں عبارت کندہ کرائی۔ان کو درہم کہتے تھے۔

(۱۱) سن ہجری کا آغاز

عرب میں تاریخ شمار کرنے کا کوئی باقاعدہ نظام رائج نہ تھا۔حضرت عمرؓ کے عہد میں حکومت کا کاروبار بہت وسیع ہو گیا۔ اور سرکاری خطوط وغیرہ کے لئے باقاعدہ تاریخ کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے مشورہ سے سن ہجری کا آغاز ہوا۔اسلامی کیلنڈر کی ابتداء رسول پاک ﷺ کے ہجرت والے سال سے ہوئی۔ اور اس کی نسبت سے یہ سن ہجری کہلاتا ہے۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

حضرت عمرؓ فاروق کی سیرت

حضرت عمرؓ کو فاروق اعظم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔تاریخ اسلام میں آپ کو بلند مقام حاصل ہے۔آپ کا دورِ خلافت تاریخ اسلام کا زریں باب ہے۔آپ کے عہد خلافت میں فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔آپ نے ایران و روم کی سلطنتوں کو نیست و نابود کر دیا۔آپ نے اسلامی سلطنت کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کیا۔آپ نے ایک ایسا عادلانہ نظام حکومت قائم کیا،جس کی مثال نہیں ملتی۔ مذہبی رواداری کی جو مثال آپ نے قائم کی، وہ سلطنت اسلامیہ کا امتیازی نشان تھی۔ آپ زبردست ہیرو اورعدل وانصاف، زہد وتقویٰ، جرأت وجلالت،حق گوئی

اور بے باکی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ان کی سیرت کے چند پہلو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) خوفِ خدا: حضرت عمرؓ کو ہر وقت خوفِ خدا رہتا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے: کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی۔ میں پیدا ہی نہ ہوتا، تاکہ آخرت میں میرا مواخذاہ نہ ہوتا۔ آپ نے اپنا جان و مال دین پر نثار کر دیا۔ تمام عمر دین کی خدمت میں مشغول رہے۔ پھر بھی خوفِ خدا سے کانپتے رہتے تھے۔ نماز میں ان آیات کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، جن میں قیامت کا ذکر ہوتا تھا۔ آپ نے ایک دفعہ فرمایا: بس میں تو یہ چاہتا ہوں کہ موخذہ کے بغیر چھوٹ جاؤں۔

(۲) حبِّ رسول ﷺ: حضرت عمرؓ کو رسول پاک ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ رسول پاک ﷺ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہ کرتے تھے۔ پروانہ کی طرح ہر وقت خدمت رسول ﷺ میں موجود رہتے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کو یقین نہ آتا تھا اور پکار اُٹھے: جس کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں، اس کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔ رسول اللہ کے بعد آپ ان کی سنت کی پابندی اپنے لیے لازم خیال کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلقین کا خیال رکھتے تھے۔ وظائف کی تقسیم میں ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا کرتے تھے۔ آپ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ کیوں کہ آنحضرت ﷺ

خادم اہلسنت عبد الوحید الحنفی

نے سادہ زندگی بسر کی تھی۔ آپ کو ہر اس چیز اور کام سے نفرت تھی، جو رسول اللہ ﷺ کو پسند نہ تھا۔

(۳) سخت گیری: آپ کے مزاج میں بہت سختی تھی۔ کفار آپ سے ڈرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے اعلانیہ نماز ادا کی۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ مقابلہ پر آ سکے۔ خلیفہ بننے کے بعد یہ سختی کم ہو گئی۔ اور یہ سخت گیری کا نتیجہ تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ فاروق کی موجودگی میں انتشار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اتنی بڑی سلطنت کو مدینہ میں بیٹھ کر کنٹرول کرنا، اسی مزاج کی وجہ سے ممکن ہوا۔ آپ کسی غلط کام کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ آپ اسلامی احکامات کو اپنے اور اپنے خاندان پر پوری طرح نافذ کرتے تھے۔

(۴) سادگی: حضرت عمرؓ فاروق کی زندگی بہت سادہ تھی۔ ایک طرف جاہ وجلال کا یہ عالم تھا کہ حضرت خالدؓ بن ولید جیسے فاتح آپ کے سامنے کانپتے تھے۔ اور دوسری طرف سادگی کا یہ عالم تھا کہ پیوند لگا ہوا کرتہ، پھٹی ہوئی پگڑی اور ٹوٹی ہوئی جوتی ہوتی تھی۔ آپ بیوہ عورتوں کا پانی بھر کر لا دیتے تھے۔ آپ اکثر مسجد میں ہی سو جایا کرتے تھے۔

(۵) ذاتی صلاحیتیں: آپ انتہائی ذہین اور سلیم الطبع تھے۔ آپ فصاحت، بلاغت اور خطابت میں ممتاز لوگوں میں سے تھے۔ فنون سپہ گری اور بہادری میں بچپن ہی سے ممتاز تھے۔ آپ تمام زندگی حضور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اقدس ﷺ کی خدمت میں رہے۔ فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔

(۶) مؤرّخین کی رائے:

۱۔ سید امیر علی: وہ سخت مگر منصف مزاج تھے۔ اپنے عوام کے کردار کے مکمل طور پر جاننے والے تھے۔ اور عربوں کی قیادت کی صلاحیت کے مالک تھے۔ انہوں نے حکومت عنان سختی سے تھامے رکھی اور غیر اخلاقی حرکات کو سختی سے دبا دیا۔

۲۔ ولیم میور: حضرت عمرؓ اسلامی سلطنت میں آنحضرت ﷺ کے بعد عظیم ترین تھے۔ آپ کی عقل مندی، صبر اور قوت سے شام، مصر اور ایران فتح ہوئے۔

تاریخ دان کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں ایک عمرؓ اور ہوتا تو دُنیا میں اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب موجود نہ ہوتا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اوّلیات فاروقی

مورخین نے فاروق اعظمؓ کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو یکجا کر کے لکھا اور ان کو اولیات حضرت عمرؓ سے تعبیر کیا۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا۔

(۲) بیت المال قائم کیا۔

(۳) عدالتیں قائم کیں۔

(۴) قاضی مقرر کیئے۔

(۵) ممالک مفتوحہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔

(۶) شہر آباد کیئے۔

(۷) شہروں میں مہمان خانے بنوائے۔

(۸) نہریں کھدوائیں۔

(۹) زمین کی پیمائش کرائی۔

(۱۰) تاریخ وسن ایجاد کیا۔

(۱۱) عشور نافذ کیا۔

(۱۲) تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔

(۱۳) شراب کی حد اسی (۸۰) کوڑے مقرر کی۔

(۱۴) اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

(۱۵) مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کیا۔

(۱۶) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر مسلمانوں کو اکٹھا کیا۔

(۱۷) نماز تراویح باجماعت کا حکم دیا۔

(۱۸) راتوں کو گشت کیا۔

(۱۹) حربی تاجروں کو اسلامی ممالک سے تجارت کی اجازت دی۔

(۲۰) اشعار میں عورتوں کے ذکر سے منع کیا۔

بہ خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

عہد عثمانیؓ میں فتوحات

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے عہد کے آغاز میں مختلف صوبوں میں بغاوتیں ہوئیں۔ مفتوحہ ممالک میں اب بھی ایسے عناصر موجود تھے، جو اسلامی حکومت کے خلاف سازش میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی سخت گیری کی وجہ سے اُن کو سر اُٹھانے کا موقع نہ مل سکا۔ لیکن آپؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے سرکشی اختیار کر لی۔ حضرت عثمانؓ نے کامیابی سے ان کو ختم کر ڈالا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مصر وافریقہ کی فتوحات

مہم (۷۴)......اسکندریہ کی بغاوت (۲۴ھ مطابق ۶۴۵ء)

اسکندریہ میں رومیوں کی کافی تعداد تھی۔ قیصر روم نے ان کو بغاوت پر اکسایا۔ اور ایک جنگی بیڑا ان کی امداد کے لیے روانہ کر دیا۔ لیکن حضرت عمروؓ بن العاص نے موقع پر پہنچ کر رومیوں کو شکست دی۔

اس جنگ میں قبطیوں نے رومیوں کا ساتھ نہ دیا۔ اس لیے انہوں نے بھاگتے وقت ان کو لوٹا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے بیت المال سے

ان کے نقصان کی تلافی کی۔

مہم (۷۵)......آذربائیجان اور آرمینیہ کی بغاوت

یہ علاقے حضرت عمرؓ کے عہد میں باقاعدہ فتح نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان علاقوں نے جزیہ دے کر اطاعت قبول کر لی تھی۔ ۲۸ھ میں ان علاقوں میں بغاوت ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت ولیدؓ بن عقبہ کو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے مامور کیا۔ انہوں نے حملہ کر کے دونوں علاقوں کو مطیع بنالیا۔ (تاریخ طبری ج۳)

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

مہم (۷۶)......ایشیائے کوچک کی فتوحات

ابھی اسلامی فوجیں آرمینیہ اور آذربائیجان کی بغاوت کچلنے میں مشغول تھیں کہ ایشیائے کوچک کے بطریق اعظم نے اسی ہزار (۸۰۰۰۰) فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دی۔ حضرت حبیبؓ بن مسلمہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا۔ حضرت ولیدؓ بن عقبہ نے بھی امداد کے لئے دس ہزار (۱۰۰۰۰) فوج بھیجی۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ایشیائے کوچک کے باقی علاقے بھی فتح کر لئے۔ (تاریخ طبری ج۳)

مہم (۷۷)......شمالی افریقہ کی فتوحات

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص کی بجائے حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ تو انہوں نے شمالی افریقہ کی مہمات کا از سر نو آغاز کیا۔ سب سے پہلے طرابلس کو فتح کیا۔ اس کے بعد تیونس، مراکش اور الجزائر کے علاقے فتح کیے گئے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۷۸)......قیصر قسطنطنیہ کو شکست

افریقہ چھن جانے سے قیصر قسطنطین بہت برہم ہوا۔ اس نے فوراً سکندریہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خود بھی بحری بیڑہ لے کر سکندریہ پہنچا۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوجوں نے اس کو شکست دی۔ وہ زخمی ہو گیا اور سسلی چلا گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۷۹)......قبرص کی فتح

قبرص کا جزیرہ ساحل شام کے قریب بحیرہ روم میں واقع ہے۔ اس پر رومیوں کا قبضہ تھا۔ جب تک یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہ آ جاتا، رومیوں کے حملہ کا خدشہ لاحق رہتا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی حضرت امیر معاویہؓ نے قبرص فتح کرنے کی اجازت مانگی تھی، مگر اس وقت آپ نے اجازت نہ دی تھی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

حضرت عثمانؓ کے دور میں حضرت امیر معاویہؓ نے پھر اصرار کیا تو آپ نے اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں نے مل کر قبرص پر حملہ کیا۔ اہل قبرص نے سات ہزار (۷۰۰۰) دینار سالانہ پر صلح کر لی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ رومیوں کے مقابلہ میں ان کا ساتھ دیں گے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مشرقی فتوحات

مہم (۸۰)......فارس پر دوبارہ قبضہ (۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء)

یزدگرد سابق کسریٰ ترکستان میں بیٹھا، ایران پر دوبارہ قبضہ کرنے کی سوچ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ فاروق کے انتقال سے اس کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور یزدگرد کے اکسانے پر ایران میں بغاوت ہو گئی۔ یہ بغاوت فارس و کرمان سے لے کر حراسان تک پھیل گئی۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عبیداللہؓ بن معمر کو اس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے معمور کیا۔ لیکن وہ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عامر حاکم بصرہ کو اس مہم کے لیے مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے فارس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

مہم (۸۱)......طبرستان کی فتح (۳۰ھ)

طبرستان کی مہم میں بہت سے صحابہؓ شامل تھے، جن میں حضرت امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے۔ طبرستان سے پہلے جرجان پر قبضہ ضروری تھا۔ اسلامی لشکر جرجان پہنچا تو وہاں کے لوگوں کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ اور انہوں نے صلح کر لی۔

(تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۰۴)

مہم (۸۲)......خراسان کی فتح (۳۱ھ)

خادم حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عبداللہؓ بن عامر طبرستان سے فارغ ہو کر خراسان کی طرف متوجہ ہوا۔ یزدگرد خراسان میں موجود تھا۔ ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد اس صوبہ کا اہم شہر نیشاپور فتح ہوا۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول)

مہم (۸۳)......طخارستان کی فتح (۳۲ھ مطابق ۶۵۱ء)

حضرت عبداللہؓ بن عامر نے احنف بن قیس کو طخارستان کے علاقے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ جس نے اپنی فوج کو دستوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول)

مہم (۸۴)......کرمان اور سجستان (۳۲ھ)

اس کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عامر نے مجاشع کو کرمان کی مہم پر روانہ کیا، جس نے پورا علاقہ فتح کر لیا۔ ربیع بن زیاد نے سجستان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ایک سال بعد ان کی واپسی پر لوگوں نے بغاوت کر دی۔ اس مرتبہ حضرت عبدالرحمانؓ بن سمرہ کو بھیجا گیا۔ جنہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور آخر ان لوگوں کو صلح کرنی پڑی۔

مہم (۸۵)......دوار، غزنی اور کابل کی فتح (۳۳ھ مطابق ۶۵۲ء)

اس کے بعد حضرت عبدالرحمان دوار کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ یہاں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بت تھا۔ جو سونے کا تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے اس بت کے ہاتھ کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔ اس کے بعد غزنی اور کابل کو فتح کیا گیا۔

(تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۸۶)......فتح سندھ۔ مکران

حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دورِ خلافتِ راشدہ میں اسلامی فتوحات نے عرب و عجم کو مغلوب کیا اور غازیانِ اسلام بر و بحر کو پامال کرتے ہوئے سندھ (پاکستان کے علاقے) میں پہنچ گئے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

چنانچہ صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری نے اپنی کتاب خلفائے راشدینؓ کے عہد میں سندھ پر حملہ کرنے والے عرب قائدین کی جو فہرست پیش کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جرنیل عبیدن بن معمر التمیمی نے ۲۹ھ میں مکران کو دوبارہ فتح کیا اور حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافتِ راشدہ میں مکران پہلی دفعہ فتح ہوا تھا۔

چنانچہ دورِ حاضر کے محقق و مؤرخ قاضی اطہر صاحب مبارک پوری (متوفی ۱۵ جولائی ۱۹۹۶) لکھتے ہیں:

ایرانیوں سے مسلمانوں کی چھیڑ چھاڑ خلافتِ صدیقیؓ میں شروع ہو چکی تھی۔ جب حضرت عمرؓ کا دور آیا تو اس میں مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے بلاد فارس پر باقائدہ منظّم اور بیک وقت متعدد مقامات پر حملہ کی اجازت چاہی تاکہ ایرانی فوجیں جم کر مقابلہ کرنے سے مجبور ہو جائیں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ امیر بصرہ کو حکم دیا کہ بلاد فارس پر اس طرح حملہ آور ہوں کہ مختلف فوجیں اپنے امیر و علم کے ساتھ مختلف علاقوں پر حملہ کریں۔ اس کے لئے سات لوأ (جھنڈے) اور سات امیر مقرر کئے گئے۔ سب کا افسر حضرت سہیلؓ بن عدی کو بنایا گیا۔

اصخر کا لواء حضرت عثمان ابو العاص ثقفی کو، کرمان کا لواء حضرت سہیلؓ بن عدی کو اور مکران کا لواء حضرت حکمؓ بن عمرو ثغلبی کو دیا گیا۔ مگر ایران پر حملہ کی باری ۲۱ھ یا ۲۳ھ میں آئی۔ اور ہر امیر نے اپنی فوج کے ساتھ

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

مقررہ علاقے پر حملہ کیا۔

چنانچہ حکم بن عمر ثعلبی نے مکران کا رُخ کیا۔ مکرانیوں اور سندھیوں نے شکست کھائی۔ مسلمانوں نے مکران کو فتح کر لیا۔ اور ہندوستان میں تھانہ اور بھڑوچ کی مہم بھی کامیابی رہی۔

سندھ میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں اسلامی مہمات کا سلسلہ جاری رہا۔ ۳۹ھ میں تیسری بار حضرت علیؓ کے دورِ خلافت راشدہ میں مکران فتح ہوا۔ (عربوں کی حکومتیں ص ۲۷)

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

(۱) ...... جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے اور شہادت عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اُسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابوایوبؓ انصاری، محمدؓ بن مسلمہ، زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحابؓ رسول اللہ ﷺ وغیرہم نے جو مدینے میں تھے، بیعت کر لی۔

مدینہ سے عراق روانگی: حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ دونوں عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہو گئے اور وہیں حضرت عائشہؓ تھیں جو حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں۔ پھر وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص

کے لئے مکہ سے بصرہ روانہ ہوئے۔ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ ربیع الثانی ۳۶ھ کے آخر میں مدینہ سے بصرہ کے لئے نکلے۔ مدینہ پر حضرت سہل بن حنیفؓ انصاری کو خلیفہ بنا گئے۔

بصرہ روانگی: حضرت علیؓ نے بصرہ روانگی کے بعد حضرت سہیل بن حنیفؓ کو لکھا کہ اُن کے پاس آ جائیں اور مدینے پر حضرت ابو الحسنؓ المازنی انصاری کو والی بنا دیا۔ وہ ذاقاء میں اُترے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر اور حضرت حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر اُن سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی۔ وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرہ لے گئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

واقعہ جمل سے قبل فریقین میں مصالحت کی گفتگو: بصرہ میں ایک بزرگ صحابی حضرت قعقاعؓ بن عمرو التیمی نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

فَقَالَ (الْقَعْقَاعُ) اَیُ اُمَّہٗ مَا اَشْخَصَکِ وَ مَا اَقْدَمَکِ هٰذِهِ الْبُلْدَةِ؟ قَالَتْ اَیُ بَنِیُ! اِصْلَاحَ بَیْنَ النَّاسِ

(الفتنہ وواقعہ الجمل ص ۲۵، سیرت علیؓ المرتضیٰ مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۵۰)

(یعنی) حضرت قعقاعؓ کہنے لگے: اے اُمّ المومنین! اس شہر میں آپ کا تشریف لانا اور اقدام کرنا کس مقصد کے لئے ہے؟ تو اُم المومنین نے فرمایا کہ اے بیٹے! لوگوں کے درمیان (جو فتنہ کھڑا ہو

گیا ہے، اس میں) اصلاح کی کوئی صورت پیدا کرنے کے لئے۔

(۲) حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کا مقصد بھی اصلاح تھا: پھر حضرت قعقاعؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ اسی مقصد پر کلام کی۔ تو انہوں نے بھی حضرت صدیقہؓ کے جواب کی تائید کی اور اپنا مقصد بھی اصلاح بین الناس بیان فرمایا۔

حضرت قعقاعؓ نے فرمایا کہ ان حالات میں آپ حضرات کا حضرت علیؓ سے بیعت کر لینا خیر کی علامت ہے اور رحمت کی بشارت ہے۔ اس طریقہ سے شہادت عثمانؓ کا بدلہ لینا آسان ہو سکے گا۔ اور اُمت کے لئے سلامتی اور عافیت اسی میں ہوگی۔

عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت حافظ

افہام و تفہیم کے اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ نے ارشاد فرمایا:

اَصَبْتَ وَ اَحْسَنْتَ فَارْجِعْ

یعنی آپ نے درست فرمایا اور بہتر چیز بیان کی۔ (ہم لوگ اس پر آمادہ ہیں) پس میں واپس جاتی ہوں۔ (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر ج ۷)

حضرت قعقاعؓ کی حضرت علیؓ المرتضٰی سے ملاقات:

فَرَجَعَ اِلٰی عَلِيٍّ فَاَخْبَرَهٗ فَاَعَجَّهٗ ذٰلِکَ وَ اَشْرَفَ الْقَوْمُ عَلَى الصُّلْحِ كُرِهَ ذٰلِکَ مَنْ كُرِهَهٗ وَ رَضِيَهٗ مَنْ رَضِيَهٗ وَ أَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰی عَلِيٍّ تُعَلِّمُهٗ اَنَّهَا اِنَّمَا جَائَتْ لِلصُّلْحِ

فَفَرِحَ هٰؤُلَآءَ وَ هٰؤُلَآءِ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ تحت واقعہ ہذا)

یعنی (اس گفتگو کے بعد حضرت قعقاعؓ) حضرت علیؓ کی طرف واپس تشریف لائے اور اس مکالمہ کی اطلاع کی۔ تو حضرت علیؓ نے اس چیز کو بہت پسند فرمایا اور باقی لوگ بھی صلح پر متوجہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو یہ چیز ناگوار گزری اور بعض کو یہ چیز پسند آئی۔

شہادت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث افراد: حضرت علیؓ المرتضٰی کی جماعت میں وہ لوگ از خود آکر شامل ہوئے جو شہادت حضرت عثمانؓ کے سانحہ میں ملوث تھے۔ اور بنیادی طور پر یہ فتنہ کھڑا کرنے والے تھے۔

جناب القعقاعؓ بن عمرو کی مصالحانہ گفتگو کے بعد حضرت علیؓ المرتضٰی نے اس موقع پر ایک عظیم خطبہ دیا۔ حضرت علیؓ المرتضٰی نے فرمایا:

اَلَا وَ اِنِّیْ رَاحِلٌ غَدًا فَارْتَحِلُوْا اَلَا وَ لَا یَرْتَحِلَنَّ غَدًا اَحَدٌ اَعَانَ عَلٰی عُثْمَانَ بِشَیْءٍ فِیْ شَیْءٍ مِنْ اُمُوْرِ النَّاسِ

...... الخ

ہم کل یہاں سے آگے پیش قدمی کرنے والے ہیں۔ خبردار! جس شخص نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں اعانت بھی کی ہو، وہ بھی ہم سے جدا ہو جائے اور ہمارے ساتھ نہ رہے۔ ...... الخ

(تاریخ طبری ج ۵ تحت نزولی ذاقار، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد تحت احوال الجمل)

مفسدین کی ایک مذموم کوشش: جس وقت امیر المومنین کی طرف سے

یہ اعلان ہوا تو اس وقت فتنہ انگیز پارٹی کے سربرآوردہ لوگ شریح بن (اوفیٰ) علیاء بن الہیثم، مسلم بن ثعلبہ العبسی، عبداللہ بن سبا (ابن سوداء)، خالد بن ملجم وغیرہم، جن میں ایک بھی صحابیؓ نہ تھا، سخت پریشان ہوئے۔ اور انہیں اپنا انجام نظر آنے لگا۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ لَيْسَ فِيهِمْ صِحَابِيٌّ وَ لِلّٰهِ الْحَمْد (البدایہ ابن کثیر ج ۷)

یعنی ان میں ایک صحابی بھی نہیں اور یہ اللہ کا شکر ہے۔

حضرت علیؓ کو قتل کرنے کی سازش:

فَاِنَّ بَعْضُهُمْ كَانَ عَزَمَ عَلَى الْخُرُوْجِ عَلَى الْاِمَامِ عَلِيٍّ وَ عَلٰى قَتْلِهِ لَمَّا نَادٰى يَوْمَ الْجَمَلِ بِاَنْ يَّخْرُجَ عَنْهُ قَتْلَةَ عُثْمَانِ ...... الخ (کتاب الیواقیت والجواہر ج ۲ تالیف ۹۴۲ھ)

یعنی حضرت علیؓ نے جب جمل کے موقع پر اعلان فرمایا کہ قاتلین عثمانؓ (ہماری جماعت سے) نکل جائیں تو ان بعض (مفسدین و اشرار) نے خود حضرت علیؓ کے خلاف خروج کر کے ان کے قتل کرنے پر عزم کر لیا تھا۔...... الخ (کتاب الیواقیت الجواہر مولفہ امام شعرانی)

جانبین کی صلح پر آمادگی: حضرت قعقاعؓ اور فریقین کے درمیان مذکورہ گفتگو کی روشنی میں دونوں جماعتوں کے درمیان صلح اور اصلاح میں کوئی شک نہ رہا۔ یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہم حضرت علیؓ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔

دوسری جانب حضرت علیؓ المرتضیٰ قاتلین عثمانؓ کو شرعی سزا دینے پر رضامند ہو گئے۔ اس صورت حال کو مؤرخ طبری نے اپنے انداز میں تاریخ طبری جلد خامس آخر عنوان نزول علی الزاویہ من البصر ہ میں درج کیا ہے:

سانحہ قتل عثمانؓ میں ملوث افراد کی سازش: مفسدین اور قاتلین عثمان کے شر اور فساد نے آخر کار تاریکی میں دفعتہً قتال کھڑا کر دینے پر اتفاق کر لیا۔ یہ ان اشرار کی طرف سے تیسرا ''الفتنۃ الکبریٰ'' تھا۔ ایک شہادت عثمانؓ کا سانحہ، دوسرا حضرت علیؓ المرتضیٰ کے قتل کی تدبیر اور تیسرا قتال بین المسلمین کر دینا۔

ان لوگوں کا طریق کار یہ طے پایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے ہم نواؤں کی قیام گاہ پر اور دوسرا گروہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی جماعت پر دفعتہً و ناگہاں رات کی تاریکی میں دوسرے فریق کی جانب حملہ کر دے۔ اور ہر ایک فریق بلند آواز میں پکارے کہ فریق مخالف نے بدعہدی کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے۔

چنانچہ اس تدبیر کے موافق صبح صادق سے قبل ان مفسدین کے دو گروہوں نے تقسیم ہو کر جانبین کی قیام گاہوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہر ایک فریق نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہم پر مخالف فریق نے بدعہدی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرتے ہوئے حملہ کر دیا ہے، پوری شدت سے جنگ کی۔ لیکن ہر ایک فریق کا مقصد اپنا اپنا دفاع کرنا تھا۔ قتال میں ابتدا کرنا ہرگز پیش نظر نہ تھا۔[1]

بصرہ میں جنگ جمل

حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے، یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی۔ اُس روز حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ وغیرہما شہید کر دیئے گئے۔ مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) تک پہنچ گئی۔ علیؓ بصرہ میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۴)

جنگ جمل کا اختتام: جنگ جمل میں حضرت علیؓ المرتضٰی کی جماعت سے پانچ ہزار (۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور وہ غالب آ گئے اور دوسرے فریق کے اکابر (حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ) اور تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) افراد شہید ہو گئے۔ (ماخوذ تاریخ مسعودی ج ۲ ص ۲۸۹)

حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ صدیقہ کے حق میں حضرت علیؓ المرتضٰی کی

---

[1] ...... ماخوذ: تفسیر القرطبی ج ۱۶ تحت سورۃ الحجرات تحت مسئلۃ الرابعہ لابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المتوفی ۶۷۱ء (۲) المنتقی للذہبی ص ۴۰۴ المتوفی ۷۴۸ھ)، سیرت حضرت علیؓ المرتضٰی مولفہ مولانا محمد نافع ص ۲۶۰

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

جانب سے پورا اکرام کیا گیا۔ اور کامل اکرام کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف واپسی ہوئی۔ اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضٰی نے دونوں طرف کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی۔

شہداء پر دُعائے مغفرت: (۱) حضرت علیؓ مقتولین پر گزرے تو فرمایا:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ مَرَّ عَلِیٌّ عَلٰی قَتْلٰی مِنْ اَھْلِ الْبَصْرَۃِ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ (المصنف لابن ابی شیبہ ج۵ مطبوعہ کراچی)

اے اللہ! ان کی مغفرت فرما اور ان کو بخش دے۔

قاتلین عثمانؓ پر بددُعا: (۲) حضرت علیؓ المرتضٰی کے فرزند محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ المرتضٰی قاتلین عثمانؓ کے بارے میں بددُعا کرتے تھے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ الْحَنْفِیَّۃَ وَ کَانَ صَاحِبُ لَوَاءِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْجَمَلِ قَالَ عَلِیٌّ: اَللّٰھُمَّ اَکْبِبْ قَتَلَۃَ عُثْمَانٍ لِمَنَاخِرِھِمُ الْغَدَاۃَ

(التاریخ الکبیر لامام بخاری ج۴ ص۳۴۳)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ کو قیامت کے روز چہرہ کے بل اوندھا کر کے سزا دینا۔

(۳) فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اَحْلِلْ بِقَتَلَۃِ عُثْمَانَ خِزْیًا

(المصنف لابن ابی شیبہ ج۵ روایت ۱۹۶۵۶)

اے اللہ! قاتلین عثمانؓ پر ذلت اتار اور رسوائی نازل کر دے۔

جناب علیؓ المرتضٰی کا ان لوگوں کے حق میں بددُعا کرنا بالکل بجا ہے۔ کیوں کہ انہوں نے ہی اہل اسلام کے درمیان شرانگیز اور ہلاکت خیز حالات پیدا کر دیئے اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔

کوفہ کی طرف روانگی: حضرت علیؓ المرتضٰی واقعہ جمل کے بعد ۱۵ دن بصرہ میں رہے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ بروز پیر ۱۲ رجب ۳۶ھ آپ کوفہ میں داخل ہوئے۔ (البدائیہ والنہایہ ج ۷ تحت صفین)

کوفہ کو دارالخلافہ بنایا: حضرت علیؓ المرتضٰی نے کوفہ کو مدینہ منورہ کے بجائے دارالخلافہ قرار دیا اور مستقل اقامت اختیار فرمائی۔

صفین کی طرف اقدام: حضرت علیؓ المرتضٰی شام کی طرف تشریف لے جانے کے لئے عزم کر کے کوفہ سے نکلے اور نخیلہ کے مقام پر قیام کیا۔ اور وہاں جیوش عساکر کے متعلقہ انتظامات درست کئے۔ کوفہ پر اپنا قائم مقام حضرت ابومسعود (عقبہ بن عامرؓ) الانصاری کو متعین کیا۔ اور شام کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے قریب ذوالحجہ ۳۶ھ میں قیام کیا۔

صفین کا محل وقوع: جب حضرت امیر معاویہؓ کو حضرت علیؓ المرتضٰی اور اُن کے عساکر کے متعلق خبر پہنچی تو وہ بھی اپنے جیوش کے ہمراہ ملک شام کی مشرقی سرحد کے قریب آ پہنچے۔ بلاد شام کی مشرقی جانب صفین کے

خادم اہلسنت عبدالوحید حفظہ

ایک مقام پر فریقین کی جماعتوں کا اجتماع ہوا۔ یہ محرم ۳۷ھ کا موقعہ ہے۔

صفین میں فریقین کا موقف: (۱) حضرت علیؓ المرتضیٰ کی رائے یہ تھی کہ بیشتر مہاجرین و انصار نے میری بیعت کر لی ہے۔ فلہٰذا اہل شام کو بھی میری بیعت میں داخل ہونا چاہیے اور اطاعت قبول کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ یہ صورت اختیار نہ کریں تو پھر قتال ہوگا۔[۱]

(۲) حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کی رائے یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ ظلماً شہید کیے گئے ہیں اور ان کے قاتلین علوی جیش میں موجود ہیں۔ فلہٰذا ان سے قصاص لیا جائے۔ اور ہمارا مطالبہ صرف قصاص دم عثمانؓ کے متعلق ہے، خلافت کے بارے میں ہمارا نزاع نہیں ہے۔

(فتح الباری ج ۱۳ تحت کتاب الاعتصام (۲) المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۱)

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

جنگ صفین

(۱)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو کوفہ میں اُن کے ساتھ تھے، ان لوگوں کے ساتھ نکلے۔ حضرت معاویہؓ کو جب معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے، روانہ ہوئے۔ صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین طرفین برابر ۱۱۰ روز تک قتال کرتے رہے۔

لشکر شام سے پینتالیس ہزار (۴۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے اور لشکر

---

[۱]...... البدائیہ والنہایہ ج ۸ تحت ترجمہ معاویہ ص ۱۲۷

عراق سے پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) افراد شہید ہوئے۔[1] حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت خزیمہؓ بن ثابت اور حضرت ابوعمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے، شہید ہوئے۔

(۱) تحکیم کی تجویز ...... تاریخ علامہ ابن خلدون: علامہ ابن خلدون (المتوفیٰ ۸۰۸ھ) اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

اب لڑائی بند ہو چکی تھی، چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ اتنے میں اشعثؓ بن قیس نے بڑھ کر عرض کیا: "امیر المومنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے ہیں جس کی طرف بلائے گئے تھے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا)۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں (حضرت) معاویہؓ کے پاس جاؤں اور ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں"۔

حضرت علیؓ نے اجازت دے دی۔ اشعث بن قیسؓ (حضرت) معاویہؓ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا: تم نے کس غرض سے قرآن مجید کو اُٹھایا؟ (حضرت) معاویہؓ نے جواب دیا: تا کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرتے ہیں۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے۔ بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں۔

---

[1] ...... تاریخ مسعودی ج۲ ص ۲۸۹

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اشعثؓ بن قیس (حضرت) معاویہؓ کے پاس سے اُٹھے اور امیر المومنین (حضرت) علیؓ کی خدمت میں آئے اور (حضرت) معاویہؓ کا پیغام پہنچایا۔

حکم کے انتخاب میں حضرت علیؓ کی مشاورت: حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور فیصلے کو قبول کرتے ہیں اہل شام نے اپنی طرف سے (حضرت) عمرو بن العاصؓ کو منتخب کیا۔

اشعثؓ بن قیس، یزید بن الحصین، مسلمہ بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے: ہم تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا انتخاب کرتے ہیں۔ دوسرے کو اپنی طرف سے حکم نہ بنائیں گے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: میں عبداللہ بن عباسؓ کو اپنی طرف سے منتخب کرسکتا ہوں؟ اشعثؓ بن قیس اور اس کے ہمراہی کہنے لگے: ابن عباسؓ آپ کے عزیز ہیں، ان کو حکم نہ بنائیں۔ ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہیے جس کا تعلق آپ کے اور (حضرت) معاویہؓ کے ساتھ یکساں ہو۔

امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا: اچھا! تو اشتر میرا عزیز نہیں ہے، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ (کیوں کہ بعض نے اشتر کو مقرر کرنے کی رائے دی تھی۔)

حضرت اشعثؓ بن قیس اور ان کے ہمراہی کہنے لگے: نہیں! حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے (یعنی وہ صحابی

ہیں) اور اشتر اس سے محروم رہا (یعنی وہ صحابی نہیں ہے)۔

حضرت علیؓ المرتضٰی کی جانب سے حکم کا انتخاب: امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا: اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو۔ الغرض حاضرین نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بلوایا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا۔ لوگوں نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی ہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا: الحمد للہ! پھر کہا گیا کہ آپ حکم مقرر کیے گئے ہیں۔ اس پر حضرت ابو موسیٰؓ نے پڑھا: ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن'' اور پھر لشکر کی طرف آئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

احنف بن قیسؓ نے امیر المومنینؓ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ ''حکم'' بنائیے لیکن لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔

تحکیم کا عہد نامہ: علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش تھا کہ حضرت عمروؓ بن العاص امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔

کاتب نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے بعد لکھا:

هٰذا ما تقضٰى عليه امير المؤمنين

حضرت عمروؓ بن العاص نے جھٹ قلم پکڑ لیا۔ کہنے لگے: یہ ہمارے

امیر نہیں ہیں، تمہارے امیر ہوں تو ہوں۔

احنف بن قیس نے کہا: اس لفظ کو محو (مٹانا) نہ کرو۔ مجھے اس کے محو کرنے سے بدفالی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

حضرت اشعثؓ بن قیس نے کہا: امیر المؤمنین کا لفظ محو کرو۔

امیر المؤمنین علیؓ المرتضیٰ کے فرمانے پر کاتب نے لکھنا شروع کیا:

هٰذَا مَا تَقَاضِی عَلِیّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبْ وَ مُعَاوِیَةَ بِنْ اَبِی سُفْیَان قَاضی عَلِیّ عَلٰی اَهْلِ الْکُوْفَةَ وَ مَنْ مَّعَهُمْ وَ مُعَاوِیَةَ عَلٰی شَام وَ مَنْ مَّعَهُمْ اِنَّا تنزل عِنْدَ حُکْم اللّٰه وَ کِتَابه وَ اِنْ لَا یَجْمع بَیْنَنَا غَیْرَه وَ اِنْ کِتَابُ اللّٰهِ بَیْنَنَا مِنْ فَاتِحه اِلٰی خَاتِمَة تحی فَا اَحْیَاء وَ نَمِیْت مَا اَمَاتَ مَا فَمَا وَاحِدا لحُکْمَان فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَ هُمَا اَبُوْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰه قَیْس وَ عَمْرو بِنْ الْعَاص عَمَلَا بِه وَ مَا لَمْ یَجِدَاه فِیْ کِتَاب اللّٰه فَالسُّنَّة العَاد العَادلَة الْجَامِعَة غَیْر الْمَعْرفَة

ترجمہ: یہ وہ تحریر ہے جس کو علیؓ بن ابی طالب اور معاویہؓ بن ابی سفیانؓ نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علیؓ نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ تھے، حکم مقرر کیا ہے اور معاویہؓ

نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں، حکم مقرر کیا۔ بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہوگا۔ اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ کریں گے، اس کو جس کو اُس نے زندہ کیا ہے اور ماریں گے اُس کو جس کو اُس نے مارا ہے۔ پس جو کچھ حکمتیں کتاب اللہ میں پائیں گے، اس پر عمل کریں گے اور حکم ابو موسیٰ، عبداللہ بن قیسؓ اور عمروؓ بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں گے تو سنت عادلہ جامعہ غیر مختلف فیہا پر عمل کریں گے۔[1]

ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سربرآوردہ لوگوں نے دستخط کیے۔ لیکن اشتر نخعی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت اشعثؓ بن قیس مُصر ہوئے۔ اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا۔ دونوں میں سخت وسست گفتگو ہونے لگی۔[2]

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

---

[1]...... تلخیص "تاریخ ابن خلدون" ج ۱ رسول اور خلفائے رسول ص ۴۲۱ مولفہ رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ھ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی، [2]...... ابن خلدون نے یہ روایت تاریخ طبری سے لی ہے اور تاریخ طبری کی روایت ابو مخنف راوی سے نقل کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ ابو مخنف راوی سبائی گروپ سے تعلق رکھتا ہے اور اشتر نخعی سب کو معلوم ہے کہ وہ بلوائی تھا۔ جس گروپ نے حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو مدینہ منورہ میں شہید کیا، اُس کے ایک گروپ ⇦

(۲) جنگ بندی ربیع الاول ۳۸ھ اور حکمین کا فیصلہ رمضان ۳۸ھ

شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح المتوفی ۲۸۴ھ تاریخ یعقوبی میں اپنے نظریہ کے تحت یہ واقعہ اس طرح لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ ایک تدبیر باقی رہ گئی ہے کہ مصاحف کو بلند کیا جائے اور ان میں جو کچھ ہے اس کی طرف انہیں دعوت دیں۔ اس طرح آپ ان کو روک دیں گے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے کہا: یہ آپ کا کام ہے۔ پس انہوں نے مصاحف بلند کیے اور انہیں اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی دعوت دی اور کہنے لگے: ''ہم آپ کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

حضرت اشعثؓ بن قیس[۱] نے حضرت علیؓ المرتضٰی کو کہا: اللہ کی قسم! آپ کو ضرور انہیں اس بات کا جواب دینا ہوگا جس کی طرف انہوں نے

⇦ کا یہ سردار تھا۔ صحابہؓ دشمنی میں بلوائی اور سبائی بعض مقامات پر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہاں سبائی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجبوراً حضرت علیؓ نے جنگ بندی کی اور بلوائی حضرت علیؓ کے اس جنگ بندی کے معاہدہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے اشتر نخعی نے دستخط نہیں کئے۔ بلوائی اور سبائی نہیں چاہتے تھے کہ صلح ہو اور قتل وقتال کا خاتمہ ہو۔

[۱]...... جب حضرت عثمانؓ ذوالنورین شہید ہوئے تو اس وقت حضرت اشعثؓ بن قیس جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں، آذر بائیجان میں اُن کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ بعد میں حضرت علیؓ المرتضٰی کی بیعت کرلی۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۴۸۰)

دعوت دی ہے۔ جنگ بندی اور حکم مقرر کرنے میں اشتر نخعی[1] نے حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس سے بہت جھگڑا کیا۔ حتیٰ کہ ان کے درمیان جنگ ہونے کو تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ کو بھی خوف پیدا ہو گیا کہ آپ کے اصحاب آپ سے الگ ہو جائیں گے۔

جب آپ نے اس اختلاف کو دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میری رائے ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجوں۔'' حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ[2] کو بھیجیں۔ انہوں نے جنگ میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور انہوں نے قضیہ کی دو تحریریں لکھیں۔ ایک تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عبداللہ بن ابی رافع کے خط میں تھی۔ دوسری تحریر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے جو آپ کے کاتب عمیر بن عباد الکنبانی کے خط میں تھی۔

---

[1]...... مالک اشتر نخعی، جو کہ صحابی نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جو بلوائی حملہ آور ہوئے، ان کے ایک گروہ کے سردار تھے (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۴۲)۔ بعد میں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ کے لشکر میں خود بخود آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت پریشان کیا۔

[2]...... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق کے دورِ خلافت میں گورنر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں کوفہ کے گورنر رہے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے کاتب کو لکھنے کا حکم دیا اور انہوں نے لکھا:

''علیؓ بن ابی طالب کی طرف سے''۔

آپ نے قضیہ کی تحریر فریقین پر واجب کی کہ وہ اس بات پر راضی ہیں جو کتاب اللہ نے واجب کی ہے۔ اور دونوں حکمین پر دونوں تحریروں میں شرط لگائی گئی کہ وہ فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک جو کچھ بھی کتاب اللہ میں ہے، اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اس سے تجاوز نہ کریں گے اور نہ اس سے ہٹ کر خواہش کی طرف آئیں گے اور نہ مداہنت کریں گے۔ اور آپ نے ان دونوں سے سخت عہد لئے اور اگر وہ فیصلے میں کتاب اللہ سے فاتحہ سے لے کر خاتمہ تک تجاوز کریں گے تو ان دونوں کا کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنے چار سو (۴۰۰) اصحاب کے ساتھ بھیجا اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے چار سو اصحاب کو بھیجا اور وہ ماہ ربیع الاول ۳۸ھ میں دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ (ماخوذ تاریخ یعقوبی ج۲ص۳۰۹)

حکمین کا فیصلہ: مؤرخ یعقوبی لکھتے ہیں:

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کی بابت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ذکر کیا اور کہا: وہ حضرت عثمانؓ کے بدلے کے ذمہ دار ہیں اور انہیں قریش میں خاندانی شرافت حاصل ہے اور وہ اپنے پاس اپنی پسند

کی بات نہیں پاتے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا: میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو معزول کرتا ہوں اور مسلمان (اپنے خلیفہ کا) انتخاب کرلیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو منبر کے آگے کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ منبر پر چڑھے اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کو معزول کر دیا۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ منبر پر چڑھے اور کہا: میں نے حضرت معاویہؓ کو ایسے ہی قائم کیا ہے جیسے یہ میری انگوٹھی میرے ہاتھ میں قائم ہے۔

حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ منتشر ہو گئے اور خوارج نے آواز دی: دونوں حکمین نے کفر کیا ہے۔ فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلے دونوں حکمین کے اکٹھے ہونے سے قبل یہ نعرہ عروۃ بن ادیہ تمیمی نے لگایا اور فیصلہ ماہِ رمضان ۳۸ھ میں ہوا۔

(تلخیص تاریخ الیعقوبی ج۲ ص۳۱۰)

(۳) دومتہ الجندل میں حکمین کے فیصلے کا اعلان: ماہِ ربیع الاوّل ۳۸ھ میں دونوں طرف سے چار چار سو افراد دومتہ الجندل میں جمع ہوئے۔

علامہ ابن کثیرؒ (المولود ۷۰۱ھ المتوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

جب حکمین نے ملاقات کی تو انہوں نے مسلمانوں کی مصلحت پر آپس میں مناظرہ کیا اور امور کا اندازہ لگانے میں غور وفکر کیا۔

پھر ان دونوں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ امارت کا فیصلہ لوگوں کے مشورے سے ہو، تاکہ وہ ان دونوں میں سے بہتر آدمی یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور آدمی پر متفق ہو جائیں۔......تاکہ وہ متفقہ طور پر اپنے لئے امیر کو منتخب کر لیں۔

پھر وہ دونوں لوگوں کے مجمع کے پاس آئے۔ اور حضرت عمروؓ بن العاص حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے سامنے کسی بات میں سبقت نہ کرتے تھے۔ بلکہ تمام امور میں ادب و تعظیم کی وجہ سے انہیں مقدم کرتے تھے۔ آپ نے انہیں کہا: اے ابو موسیٰ! کھڑے ہو کر لوگوں کو وہ بات بتایئے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے۔

پس حضرت ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا:

> ''اے لوگو! ہم نے اس اُمَّت کے معاملے میں غور و فکر کیا ہے اور جس امر پر میں نے اور عمروؓ بن عاص نے اتفاق کیا ہے ہم نے اس امت کی بہتری کے لئے اور اس کی پراگندگی کو دور کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی امر نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ ہم حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو معزول کرتے ہیں اور امارت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ

دیتے ہیں اور اس امر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور وہ جسے چاہیں اپنا امیر مقرر کر لیں۔ اور میں نے حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو معزول کر دیا ہے''۔

پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے۔

حضرت عمروؓ بن العاص آئے اور ان کی جگہ کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے جو بات کہی ہے تم نے سُن لی ہے۔ انہوں نے اپنے آقا کو معزول کر دیا ہے اور میں نے بھی انہیں اُن کی طرح معزول کر دیا ہے۔

(۲) اور میں حضرت معاویہؓ کو قائم کرتا ہوں۔ بلا شبہ وہ حضرت عثمانؓ کے مددگار اور اُن کے خون کے بدلہ کے طالب ہیں۔ اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر ان کی جگہ کھڑے ہونے کے حق دار ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص[۱] نے دیکھا کہ اگر لوگوں کو اس حالت میں بلا

---

[۱]......حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مہاجرین صحابہؓ میں سے ہیں اور دونوں نے اپنے اجتہاد سے فیصلہ کیا۔ قرآن میں ہمیں مہاجرین صحابہؓ کی پیروی میں رضامندی کی سند دی گئی ہے۔ اس لئے دونوں نے اپنے اجتہاد سے ایک مشترکہ فیصلہ کیا اور حضرت عمروؓ بن العاص نے ساتھ ہی دوسری اضافی رائے کے تحت اجتہادی فیصلہ حضرت امیر معاویہؓ کی تقرری کا بھی سنا دیا تا کہ اُمت ایک لمحہ بھی بغیر امام کے نہ رہے۔ اس طرح پوری اُمت کو اب دو اماموں تک کو اپنے فیصلہ ⇦

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

امام چھوڑ دیا گیا تو وہ اس سے بھی زیادہ طویل وعریض اختلافات میں پڑ جائیں گے۔ پس انہوں نے اس مصلحت کو دیکھ کر حضرت معاویہؓ کو قائم کر دیا۔ اور اجتہاد صحیح اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ص۵۵۷)

دومۃ الجندل سے لوگوں کی اپنے شہروں کو روانگی: حکمین کے فیصلہ کے بعد لوگ اپنے شہروں کو جانے کے لئے ہر طرف بکھر گئے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کے ساتھی حضرت امیر معاویہؓ کے پاس گئے اور انہیں سلام خلافت کہا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فیصلہ سنانے کے بعد مکہ کی طرف چلے گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ اور شریح بن ہانی نے واپس آ کر حضرت علیؓ کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کے فیصلہ کی اطلاع دی۔ (البدایہ والنہایہ ج۷ص۵۵۷)

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

(۱) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی معزولی پر اتفاق

⇦ سے محدود کر دیا تا کہ جب تک اُمت کی شوریٰ مشترکہ فیصلہ نہیں کرتی، اُمت میں انتشار نہ ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ المرتضٰی نے بھی اس فیصلہ کی روشنی میں بعد میں حضرت امیر معاویہؓ سے آئندہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ اور پھر حضرت علیؓ المرتضٰی کے جانشین حضرت امام حسنؓ نے مکمل صلح کر کے پوری اُمت کو ایک امیر کے تحت کر دیا۔ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ سمیت سب اہل سنت نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی۔

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

کرنے کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ ان کی حکومت موقع کے مطابق واقع ہوئی ہے اور ان کے خیال کے مطابق ان کی اطاعت واجب ہوگئی ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۶۲۵، ۳۹ھ کے واقعات)

(۲) امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے حالات ناخوش گوار ہو گئے اور آپ کی فوج آپ کے خلاف متحرک ہو گئی اور اہل عراق نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے ساتھ قیام کرنے سے رُک گئے اور اہل شام کا معاملہ سنگین ہو گیا۔ اور انہوں نے اس خیال کے پیش نظر دائیں بائیں گشت کی اور حملے کیے کہ حکمین کے فیصلے کے مطابق امارت حضرت معاویہؓ کے لئے ہے۔ کیوں کہ ان دونوں نے حضرت علیؓ کو معزول کیا ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے ایک سے امارت چھٹنے پر حضرت معاویہؓ کو حاکم مقرر کر دیا ہے۔ اور اہل شام، تحکیم کے بعد حضرت معاویہؓ کو امیر کہتے تھے۔ جوں جوں اہل شام کی قوت میں اضافہ ہوا، توں توں اہل عراق کا دِل کمزور ہوتا گیا۔

اہل عراق کے امیر حضرت علیؓ بن ابی طالب اس زمانہ میں اہل ارض کے بہترین آدمی تھے اور ان سے بڑے عبادت گزار، بڑے زاہد، بڑے عالم اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپ

نے زندگی کو ناپسند کیا اور موت کی تمنا کی۔ اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۶۳۴)

(۴) اعلان تحکیم...... حکمین جنگ صفین: (پہلا اجلاس ربیع الاول ۳۸ھ، دوسرا اجلاس رمضان ۳۸ھ) شہرہ آفاق عربی کتاب تاریخ المسعودی کے شیعہ مصنف ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفیٰ ۳۴۶ھ) لکھتے ہیں:

جنگ صفین کے موقع پر جنگ بندی کے بعد حکمین حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے جو فیصلہ قلم بند کرایا، اُس کے الفاظ یہ تھے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد ﷺ اس کے نبی ہیں اور اللہ نے اُنہیں دُنیا میں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔

(۲) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق (رضی اللہ عنہ) خلیفۂ رسول ﷺ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے۔ اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن و خوبی ادا کیا۔

(۳) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق (رضی اللہ عنہ) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر اپنے آخری وقت تک عمل کرتے رہے اور انہوں نے اس ذمہ داری کا حق جو ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے عائد تھا، بحسن وخوبی ادا کیا۔

(۴) حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی مجلس شوریٰ اور اُمت مسلمہ کی متفقہ رائے سے امور خلافت سرانجام دینے کے لئے منتخب ہوئے اور تمام مسلمانوں نے فرداً فرداً ان کی بیعت کی۔ وہ بھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہما) کی طرح مومن تھے۔......

حکمین کی مشاورت: حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اے بھائی! صرف اتنا بتائیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے تھے یا نہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جواب دیا: ہاں! وہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گے تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: اچھا! اب بتائیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص لینے کے لئے ان کا کوئی ولی تقاضا کرے تو وہ حق پر ہوگا یا نہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً حق پر ہوگا۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے فرمایا: تو آپ کاتب سے کہیے کہ وہ لکھے جو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر خود ہی کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت مظلوم شہید کیے گئے اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ولی کو ان کے حقوق کا قصاص طلب کرنے کا حق ہے۔

جب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا اشارہ پا کر کاتب یہ لکھ چکا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے کہا: میرے نزدیک حضرت عثمانؓ کے بہترین ولی اور ان کے خون کے قصاص کے طالب (حضرت) معاویہؓ سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے؟ یہ کہہ کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے پوچھا: یہ بتائیں کہ کوئی شخص کسی کو قتل کر دے اور کوئی شخص اسے قتل کرنے کی کوشش کرے لیکن قتل نہ کر پائے تو دونوں کو قاتل سمجھا جائے گا یا نہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: یقیناً سمجھا جائے گا۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے کاتب سے یہ لکھنے کے لئے کہا:

(۶) ہم دونوں کے خیال میں مبینہ طور پر جس ...... نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے ...... حضرت معاویہؓ ان کے خون کا قصاص لینے میں حق بجانب ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے جو کچھ کاتب سے لکھنے کو کہا تھا، وہ لکھنے والا تھا تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اُسے روک کر حضرت عمروؓ بن العاص سے فرمایا: اسلام میں مبینہ باتوں پر فیصلہ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ مسلمانوں میں امن و

سلامتی قائم کرنے کا باعث بنیں۔ اور امر خلافت کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کریں۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اہل عراق حضرت معاویہؓ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بحیثیت امیر المؤمنین انہیں قبول نہیں کریں گے۔ اسی طرح اہل شام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے وہ بھی انہیں بحیثیت خلیفہ قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: پھر اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کے حق خلافت کے دعویٰ کو نا قابل قبول قرار دیتے ہوئے امور خلافت کی ذمہ داری کسی اور کے سپرد کی جائے۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے پوچھا: آپ کے خیال میں ایسا کون شخص ہوسکتا ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ وہ اور اس کا باپ دونوں صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میرے نزدیک ان سے بہتر کوئی دوسرا شخص خلافت کے لئے موزوں نہیں ہے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے دریافت کیا: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے اس کے بعد کئی اور نام لیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ہر نام پر ''نہیں'' کہتے رہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے نام پر اصرار کرتے رہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت عمروؓ بن العاص نے یہ دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے فرمایا: اب آپ کی جو رائے ہے، اس کے بارے میں حاضرین مجلس کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کر دیجیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: بہتر ہے کہ آپ ہی اعلان کر دیں۔

یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص نے حاضرین کو یوں مخاطب کیا:

مسلمانو! اہل اسلام میں امن وسکون کی خاطر حضرت علی (رضی اللہ عنہٗ کو خلافت کے لئے نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ وہ (حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں لیکن اہل شام انہیں بھی قبول نہیں کریں گے۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے کسی قدر ٹھہر کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے پوچھا: کیا آپ اہل شام سے لڑیں گے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فرمایا: نہیں۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ بن العاص حاضرین سے دوبارہ یوں مخاطب ہوئے:

میرے خیال میں حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بہتر ہیں۔ لہٰذا انہیں کیوں نہ خلیفہ بنایا جائے۔ جب کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ پہلے ہی حضرت علیؓ کو خلافت کے لئے نا مناسب قرار دے چکے ہیں۔

مجمع کے ایک گوشہ سے بار بار آوازیں آئیں: حضرت معاویہؓ بہتر

خادم اہل السنۃ حافظ عبدالوحید الحنفی

ہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا: میں نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ اس لئے میرے خیال میں......۔ ابھی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اپنی بات پوری نہیں کرنے پائے تھے کہ مجلس درہم برہم ہوگئی۔

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ دونوں کو اہل اسلام میں امن و سکون کی خاطر اور انہیں آئندہ جنگ و جدل سے بچانے کے لئے ناقابل قبول قرار دے کر فیصلہ مجلس شوریٰ پر چھوڑ دیا تھا۔

ہم نے تحکیم کے بارے میں یہاں مصدقہ باتیں لکھ دیں ہیں۔[1]

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ایثار: حضرت علیؓ المرتضیٰ نے تحکیم کی تجویز قبول کر کے یہ ثابت کیا کہ آپ تفریق نہیں چاہتے تھے۔ آپ خلوص وللّٰہیت کا پیکر تھے۔ اور خلیفہ موعود کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لیکن جہاں تک آپ لچک قبول کر سکتے تھے، آپ نے کی۔ مگر جب ثالث حضرات نے ان کے مقابلہ میں حضرت معاویہؓ کو بھی اپنے دائرہ میں منصب خلافت پر فائز کر دیا تو آپ نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۲)

---

[1]...... ماخوذ از تاریخ المسعودی اردو ترجمہ شہرہ آفاق عربی کتاب فروج الذہب و معاون الجواہر مؤلفہ شیعہ مؤرخ ابوالحسن بن حسین بن علی المسعودی (المتوفی ۳۴۵ھ) ج ۲ ص ۳۳۷ ناشر نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی سال اشاعت ۱۹۸۵ء

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

قرآنی فیصلہ کیا ہے؟ مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

(قرآن میں) خلافت کا وعدہ صرف مہاجرین صحابہؓ سے تھا اور حضرت معاویہؓ مہاجر صحابی نہ تھے۔ اور وعدہ خداوندی کا مصداق اپنے اپنے دور میں خلفائے اربعہؓ میں سے ایک ہی خلیفہ تھا۔

(خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

(۲) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ کی صلح کے بعد حضرت امیر معاویہؓ امام برحق ہیں۔ اور یہ صلح رسول پاک ﷺ کی اس عظیم پیش گوئی کے نتیجہ میں نصیب ہوئی ہے:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہ اَنْ یُصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْن (صحیح بخاری)

ترجمہ: یہ میرا بیٹا (حضرت حسنؓ) سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

اس سے حضرت حسنؓ کی بھی خصوصی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور امام حسنؓ کا یہ بڑا ایثار ہے۔ ورنہ اگر حضرت حسنؓ صلح کر کے اپنی خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد نہ کرتے اور مقابلے میں قائم رہتے تو حضرت امیر معاویہؓ کو وہ کامیابیاں نصیب نہ ہو سکتی تھیں جو صلح کے بعد حاصل ہوئیں۔

(خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۸۹)

حضرت امیر معاویہؓ کا مقام: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب

عبدالوحید الحنفی

لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ چونکہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک مجتہد ہیں۔ انہوں نے یہ اختلاف کسی نفسانی خواہش کی بنا پر نہیں کیا تھا۔ البتہ اس بارے میں ان سے اجتہادی غلطی ہوگئی ہے۔ جس میں وہ معذور تھے اور اس پر بھی ان کو ایک اجر ملے گا۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۵۹۰)

حضرت علیؓ المرتضٰی کا مقام: (۲) چونکہ حضرت علیؓ کا انتخاب آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق بالکل صحیح تھا۔ (اسی بنا پر دورِ صحابہؓ کے بعد ہر سُنّی حضرت علیؓ کے انتخاب کو بالکل صحیح مانتا ہے۔) اس لئے حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی تجویز قبول نہ فرمائی۔ (خارجی فتنہ حصہ اوّل ص ۴۶۴)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد: حضرت مجدد الف ثانیؒ امام ابن حزمؒ (المتوفیٰ ۴۵۶ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

اَلصَّحَابَہ کُلُّھُمْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃ قَطْعًا (رسالہ ردالروافض ص ۱۴)

ترجمہ: تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں۔ (بحوالہ الفصل فی الملل والنحل ج ۴ ص ۱۴۸)

بہرحال جو شخص حضرت امیر معاویہؓ کو صحابی مانتا ہے۔

آیت: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ بِاَیْمَانِھِمْ (سورۃ التحریم آیت ۸)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اس آیت کے ترجمہ و تشریح میں لکھتے ہیں:

خادم اہلسنت عبدالوحید حنفی

یعنی قیامت کے دن نہیں رسوا کرے گا اللہ نبی ﷺ اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، ان کے ساتھ ان کا نور ہوگا کہ دوڑے گا سامنے اُن کے اور داہنے اُن کے۔

یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ ان کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہوگا۔ اور بعد وفات پیغمبر ﷺ کے نور ان کا نہ مٹے گا، نہ زائل ہوگا۔ اور اگر نور حبط (ضائع) ہو جائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیوں کر ان کے کام آئے۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم ج۲ ص۲۰۳)

اس آیت کے تحت اس کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ حضرت امیر معاویہؓ بھی سیدھے جنت میں جائیں گے۔ اور دوزخ کی آگ ان کو چھو بھی نہیں سکتی۔ (دفاع حضرت معاویہؓ ص۱۵۱ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں گروہ مومن تھے: حضرت علیؓ المرتضٰی سے جنگ کرنے والا گروہ بھی مومن ہے، نہ کہ کافر۔ اور خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو مومنین قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَهُمَا

ترجمہ: اور اگر دو فریق مومنوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح (ملاپ) کرا دو۔ (پ۲۶ سورۃ الحجرات رکوع اوّل)

اصل اختلاف مطالبہ قصاص عثمانؓ تھا: حضرت معاویہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ ان حالات میں معذور تھے۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ حضرت

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

معاویہؓ کی طرف سے اصل اختلاف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا قصاص لینے یا نہ لینے پر مبنی تھا۔ چنانچہ امام غزالیؒ اور دوسرے محققین نے یہی فرمایا ہے۔ (خارجی فتنہ حصہ اول ص ۵۸۳ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

مظلوم مقتول کے ولی کا غلبہ: امام فخرالدین رازیؒ آیت:

مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا

ترجمہ: اور جو کوئی مارا جائے مظلوم، پس تحقیق کیا ہے ہم نے واسطے والی اس کے غلبہ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۳، ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ لِعَلِیِّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَ ایم اللّٰه لِيُظْهرن عَلَيْكُمْ ابنِ اَبِیْ سُفیَان لان اللّٰه تَعَالٰی یَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا

فَقَالَ الحَسَن وَ اللّٰه مَا نصر معَاوِيَة عَلٰى عَلِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ اَلَّا بِقَوْلِ اللّٰه تعَالٰی مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ (تفسیر کبیر ج ص ۳۹۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہا: اللہ کی قسم! (معاویہؓ) ابن ابی سفیانؓ آپ پر ضرور غالب آ جائیں گے۔ کیوں کہ اللہ نے فرمایا

ہے: جو شخص مظلوم قتل ہو جائے، ہم نے اس کے ولی کے لئے غلبہ بنا دیا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس آیت کی وجہ سے حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

(تفسیر مواہب الرحمٰن)

حضرت علیؓ کے بعد خلافت معاویہؓ مستقر ہو گی: امام ابن کثیرؒ نے یہاں ایک لطیف استنباط نقل کیا ہے۔ یعنی قولہ تعالیٰ: **مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا** میں لکھا ہے کہ امام عبداللہ ابن عباسؓ نے اس آیت کے عموم سے نکالا کہ سلطنت حضرت معاویہؓ کی ہو جائے گی۔ اس وجہ سے کہ حضرت عثمانؓ کے ولی وہی تھے۔ اور حضرت عثمانؓ مظلوم قتل ہوئے تھے۔ اور حضرت معاویہؓ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے قاتلانِ حضرت عثمانؓ کا مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلوں کو میرے سپرد کیجیے تا کہ میں ان سے قصاص لوں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ مہلت چاہتے تھے کہ امر خلافت میں جو فتنہ پھیل گیا ہے، وہ فرو ہو جائے اور بات جم جائے تو ایسا کیا جائے گا۔

اور حضرت علیؓ المرتضٰی حضرت امیر معاویہؓ سے یہ چاہتے تھے کہ شام کا ملک سپرد کرو۔ پس حضرت معاویہؓ نے اس سے انکار کیا، یہاں تک کہ قاتلانِ حضرت عثمانؓ کو سپرد کریں۔ اور حضرت علیؓ کی بیعت سے بھی انکار

عبدالوحید الحنفی

کیا۔ اور تمام شام کے اہل اسلام ان کے ساتھ ہو گئے۔

پھر انجام کو جس طرح ابنِ عباسؓ نے استنباط کیا تھا، وہی ہوا۔ سلطنت حضرت معاویہؓ پر مستقر ہوگئی۔ اور یہ عجیب بات اور عجیب استنباط ہے۔ ...... الخ (تفسیر مواہب الرحمٰن ج ۱۵ ص ۹۰ مطبوعہ لاہور)

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ سے خلافت میں نزاع نہیں کیا: مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت امیر معاویہؓ کی استنباطی خلافت کا تعلق بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت کے بعد کے دور سے ہے۔ کیوں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دور خلافت میں اور کوئی خلافت کا مستحق نہیں تھا۔ اور خود حضرت معاویہؓ نے بھی حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت سے کوئی نزاع نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کا اور دوسرے صحابہؓ کرام کا مطالبہ صرف حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے قاتلین سے قصاص لینے کا تھا۔

البتہ حکمین کے فیصلہ کے بعد آپ نے اپنی خلافت کا اعلان کیا۔ لیکن اس میں حکمین سے بھی اجتہادی خطا کا صدور ہوا تھا۔ جیسا کہ اس کی مفصل بحث (کتاب) خارجی فتنہ حصہ اوّل میں کر دی گئی ہے۔

(دفاع حضرت معاویہؓ ص ۱۱۵ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد: صحابہ کرامؓ کے درمیان جو جنگیں واقع ہوئی ہیں، ان کو نیک نیتی پر محمول کرنا اور خواہش نفسانی اور تعصب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سے دور رکھنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ مخالفتیں اجتہاد اور (شرعی) تاویل پر مبنی تھیں، نہ کہ خواہش و ہوس نفسانی پر۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔

(مکتوبات ج ا مکتوب ۲۵۱ مجدد الف ثانیؒ)

وہ اختلاف اجتہاد اور اعلاء حق پر مبنی تھا: (۲) اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا ہے، وہ خواہش نفسانی کی وجہ سے نہ تھا۔ کیوں کہ ان کے شریف نفسوں کا تزکیہ ہو چکا تھا اور وہ امارہ سے مطمئنہ ہو گئے تھے۔

ان کی خواہش شریعت کے تابع ہو چکی تھی۔ بلکہ وہ اختلاف اجتہاد اور اعلائے حق پر مبنی تھا۔ ان میں سے جس سے اجتہادی خطا صادر ہوئی ہے، وہ بھی ایک درجہ ثواب رکھتا ہے۔ اور جس کا اجتہاد صحیح ہوگا، اس کے لئے دو درجہ ثواب ہے۔

پس زبان کو ان کے گلہ سے روکنا چاہیے اور سب کا ذکر نیکی سے کرنا چاہیے۔

(مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ا مکتوب ۸۰)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان مصالحت: جنگ صفین کے بعد تحکیم میں ناکامی کی صورت میں اہل شام نے حضرت امیر معاویہؓ کو اپنا امیر بنا لیا۔

اس چیز کے بعد حضرت علیؓ المرتضٰی کے ماتحت بعض علاقوں میں شورشیں ہوتی رہیں۔

عبد الوحید الحنفی

دونوں حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ میں باہم صلح کے لئے مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخرکار ۴۰ھ میں ان دونوں حضرات کے درمیان درج ذیل نکات پر صلح ہوگئی، جس کو معاہدہ جنگ بندی کہا جاسکتا ہے۔

اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ

(۱) ملک عراق اور اس کے ملحقات حضرت علیؓ المرتضٰی کے تحت الحکم ہوں گے۔

(۲) ملک شام اور اس کے ملحقات حضرت امیر معاویہؓ کے ماتحت ہو گے۔

(۳) کوئی فریق دوسرے فریق کے علاقہ پر فوج کشی اور غارت گری نہیں کرے گا۔

(۴) ہر دو فریق ایک دوسرے کے خلاف قتال کرنے سے گریز کریں گے۔

فریقین کے درمیان اس معاملہ پر پختہ عہد ہوگیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس مصالحت کے شاہد تھے۔ جیسا کہ ابنِ جریر الطبری نے مصالحت ہذا کو نقل کیا ہے۔ (تاریخ ابن جریر طبری ج ۳ تحت ۴۰ھ والبدائیہ لابن کثیر)

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ المرتضٰی کو تحریر کیا: اگر آپ چاہیں تو ایسا کرلیں کہ عراق کی حکومت آپ کے حصہ میں ہو اور شام کی میرے حصہ میں تاکہ اس اُمت سے تلوار رُک جائے اور مسلمانوں کے خون نہ بہیں۔ اس پر حضرت علیؓ راضی ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ کے لشکر شام اور

اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علیؓ ملک عراق اور اس کے گرد و نواح کا انتظام کرتے۔ (تاریخ طبری ج ۳ باب ۲۳ ص ۳۴۶)

جنگ نہروان......خوارج کی ابتداء

(۴) ......حضرت علیؓ پر اُن کے لشکر میں سے خارجیوں نے خروج کیا۔ انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حَکَم نہیں اور حرورا میں لشکر جمع کیا۔ اسی وجہ سے وہ ''الحروریہ'' کہلائے۔

بعض مورخین نے کہا یہ جماعت بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) کے قریب تھی۔ حضرت علیؓ نے اُن کے پاس حضرت عبداللہؓ بن عباس وغیرہ کو بھیجا۔ انہوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو خارجیوں میں سے ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ خارجی لوگ نہروان چلے گئے۔ انہوں نے راستہ روک دیا۔ اور حضرت عبداللہؓ بن خباب بن اَرت کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے اور نہروان میں خوارج سے جنگ کی۔

خوارج کی علیحدگی اور حضرت علیؓ المرتضیٰ سے جنگ: اور خوارج حروراء بستی کی جانب چلے گئے۔ اس کے اور کوفہ کے درمیان نصف فرسخ کا فاصلہ ہے اور اس کی وجہ سے انہیں حروریہ کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے سردار (۱) عبداللہ بن وہب راسبی، (۲) ابن الکواء اور (۳) ثبت بن

ربعی تھے۔

وہ کہنے لگے: ''فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔'' جب حضرت علیؓ المرتضیٰ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''بات تو سچ ہے مگر اس سے باطل مراد لیا گیا ہے۔''

خوارج کی تعداد بارہ ہزار (۱۲۰۰۰): پھر وہ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) کے ساتھ اور بعض کا قول ہے کہ بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے۔ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا اور آپ نے ان سے گفتگو کی۔

انہوں نے آپ کے خلاف دلیل پکڑی تو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تم مجھ پر جہل کی شہادت دیتے ہو؟ خارجی کہنے لگے: نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تم میرے احکام کو نافذ کرتے ہو؟ خارجی نے کہا: جی ہاں۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا: اپنے کوفہ کی طرف واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہم بحث کر لیں تو وہ سب کے سب واپس آ گئے۔ پھر وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: فیصلہ صرف اللہ ہی کا ہے۔ اور حضرت علیؓ کہنے لگے: میں تمہارے بارے میں الٰہی فیصلے کا منتظر ہوں اور وہ کوفہ چلے گئے۔

خوارج سے جنگ: معرکہ نہروان ۳۹ھ میں ہوا۔ خوارج چار ہزار (۴۰۰۰) ٹھہرے رہے اور زوال کے ساتھ ان کے درمیان گھمسان کی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید العتیقی

جنگ ہوئی۔ دن کے دو گھنٹہ جنگ جاری رہی اور سب کے سب مارے گئے۔ ان لوگوں میں سے دس سے بھی کم آدمی بچے اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے دس سے بھی کم آدمی مارے گئے۔

(ماخوذ تاریخ یعقوبی ج۲ص۳۱۵)

خارجیوں سے قتال کے متعلق پیش گوئی:

حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الضَّحَّابِ الْمَشْرِقِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَدِيْثٍ ذَكَرَهُ قَوْم يَخْرُجُوْنَ عَلٰى فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ اِلَى الْحَقِّ

(مسند احمد بن حنبل ج۵ حدیث ۱۱۸۰۱، صحیح مسلم ۱۰۶۴، حدیث ۱۱۲۱۴، حدیث ۱۱۲۹۵، حدیث ۱۱۴۳۶، حدیث ۱۱۴۶۸، حدیث ۱۱۶۳۵، حدیث ۱۱۷۷۴، حدیث ۱۱۹۴۳)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت دو فرقوں میں بٹ جائے گی اور ان دونوں کے درمیان سے ایک گروہ نکلے گا جسے ان دو فرقوں میں سے حق کے زیادہ قریب فرقہ قتل کرے گا۔

خارجی کون ہیں؟ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

عدم محبت اہل بیت خروج است وتبریٰ از اصحاب رفض ومحبت اہل

بیت باتعظیم وتوقیر جمیع اصحاب کرام تسنن۔

ترجمہ: اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خارجیت ہے۔ اور اصحاب سے بیزاری اور مخالفت رفض وشیعیت ہے۔ اور محبت اہل بیت باوجود تمام اصحاب کی تعظیم وتوقیر سنیت ہے۔

(۲) نیز مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

پس محبت حضرت امیر شرط تسنن آورد آنکہ ایں محبت ندارد اہل سنت خارج گشت وخارجی نام یافت

ترجمہ: اہل سنت ہونے کے لئے حضرت امیر یعنی علی المرتضٰی کی محبت شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہل سنت سے خارج ہو گیا اور ''خارجی'' نام پایا۔ (مکتوب باب مجدد الف ثانی جلد دوم)

نہروان سے کوفہ واپسی: (۵)...... جنگ میں کامیابی کے بعد حضرت علیؓ المرتضٰی کوفہ واپس ہوئے۔ اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رضی اللہ عنہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

بدبخت ترین قاتل: (۱)......عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے علیؓ سے فرمایا:

اے علیؓ! اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ فرمایا: اگلوں کا سب سے بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا۔ اور

پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمہیں نیزہ مارے گا۔ اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا، جہاں وہ نیزہ مارے گا۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رَدّ کرنا:

ابو طفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا۔ اُس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا۔ وہ اُن کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا۔ یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔

محمد بن سعد (مؤلف طبقات ابن سعد) نے کہا کہ ابونعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ ''واللہ یہ نبی امی ﷺ کی مجھے وصیت ہے''۔

حضرت علیؓ کو قتل کی سازش کی اطلاع: (۱)......ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا، جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے۔ کیوں کہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں، جو اس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں، جو مقدر نہیں ہیں۔ جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔ (طبقات ابن سعد ج۳)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

تین خارجیوں میں عہد و پیمان: لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیئے گئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا۔ اس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا۔ جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا۔ البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے۔ انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے۔ علیؓ بن ابی طالب، معاویہؓ بن ابی سفیان اور عمروؓ بن العاص۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لئے تیار ہوں۔ البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کے لئے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمروؓ بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا۔ اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا۔ یا اس کے لئے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم ۱۷ رمضان ۴۰ھ میعاد مقرر کر لی۔ اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

ابن ملجم کی کوفہ آمد: عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا۔ وہ اپنے خارجی

دوستوں سے ملا۔ مگر اُن سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا۔ وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

عبدالرحمٰن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا۔ رات بھر مسجد میں رہا۔ جب طلوعِ فجر کے قریب وقت ہوا تو عبدالرحمٰن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے، جس سے حضرت علیؓ نکلتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات: حضرت حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے حضرت علیؓ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا۔ فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا، پھر میری آنکھوں کی (نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ (خواب میں) میرے سامنے آئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا۔ فرمایا: اللہ سے ان کے لئے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے وہ دے جو ان سے بہتر ہو۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ پر حملہ: اتنے میں ابن النباح مؤذّن آئے۔ انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے)۔ میں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا، تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح ان کے آگے تھے اور میں پیچھے۔ جب

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

دروازے سے باہر ہو گئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز نماز۔ اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے۔ جب نکلتے تو ہمراہ ان کا درّہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انہیں روکا۔ کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی۔ اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: ''اے علیؓ! حکم اللہ ہی کے لئے ہے، نہ کہ تمہارے لئے۔'' میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر مارا۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی۔ لیکن شیب کی تلوار، وہ محراب میں پڑی۔

قاتل کی گرفتاری کا حکم: میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے، مگر شیب بچ کر نکل گیا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا۔ اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

ابن ملجم کے لئے حضرت علیؓ کی ہدایت: حضرت علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا۔ اور اگر میں مر گیا تو اسے بھی میرے ساتھ کر دو۔ میں ربّ العالمین کے پاس اس سے جھگڑ لوں گا۔

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت: محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لئے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو۔ اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اسے میرے قصاص میں قتل کر دو۔ اور حد سے آگے نہ بڑھو۔ کیوں کہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

خلیفہ کو نامزد کرنے کی رائے: ان لوگوں نے کہا کہ ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں، میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا، جس کی طرف تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے ربّ سے کیا کہیں گے؟ جب اس کے پاس حاضر ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں کہوں گا: اے اللہ! میں نے تجھی کو ان لوگوں میں چھوڑ دیا۔ اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو انہیں تباہ کر دے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ کی شہادت: حضرت علیؓ جمعہ کے دن اور ہفتہ کی شب کو زندہ رہے۔ شب یک شنبہ ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو اُن کی شہادت ہو گئی (رضی اللہ عنہ)۔ حسنؓ، حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے انہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ جن میں کرتا نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ: شعبیؒ سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے

کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں۔ علیؓ کوفہ میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے، لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی عمر: ابی اسحٰق سے مروی ہے کہ جس روز حضرت علیؓ کی وفات ہوئی، وہ تریسٹھ (۶۳) برس کے تھے۔

(حوالہ طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ خلفائے راشدینؓ ص ۱۷۹ تا ۱۹۴)

حضرت علیؓ المرتضٰی کا دورِ خلافت ...... سُنّی موقف: حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب لکھتے ہیں:

حضرت علی المرتضٰیؓ کے دورِ خلافت میں باہمی جو نزاعات ہوئے ہیں، وہ بھی فروعی اور اجتہادی ہیں۔ اصحابِؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دینی اصولی اختلاف بالکل نہیں ہوا اور سیاسی اجتہادی اختلافات میں جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا موقف حق اور صواب تھا اور فریق ثانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔ لیکن یہ خطا چونکہ اجتہادی تھی، اس لئے آپ پر طعن و تشنیع جائز نہیں ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے فیض یافتہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ آپ کی نیت پر شبہہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے بھی آپ سے خلافت کی بیعت کر لی تھی۔ اور پھر ساری عمر (یعنی امام حسنؓ دس سال اور امام حسینؓ تقریباً بیس سال تک) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قائم کردہ بیت المال سے لاکھوں کی تعداد میں وظیفہ وصول کرتے رہے۔ حالانکہ حسب ارشاد رسالت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ان کی عظمت شان اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے۔ اگر وہ حضرت امیر معاویہؓ کو کتاب وسنت کا مخالف پاتے تو حضرت حسنؓ اپنی اس خلافت حقہ سے کبھی بھی دستبردار نہ ہوتے جو ان کو خلیفہ راشد حضرت علی المرتضٰیؓ کے بعد ملی تھی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی یہ تاریخی صلح دراصل حضور خاتم النّبیین ﷺ کی حسب ذیل پیش گوئی پر مبنی تھی کہ:

اِنَّ ابْنِی ھٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ الْعَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (صحیح بخاری باب ۴۵۶ حدیث ۹۳۴)

ترجمہ: تحقیق میرا یہ بیٹا (یعنی حضرت حسنؓ) سردار ہے۔ اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو باعظمت گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

اور صلح کی بعد میں جو صورت ظہور پذیر ہوئی ہے، اس کی بنا پر حضرت امیر معاویہؓ کی دینی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اور کوئی باشعور اور مخلص مسلمان آپ پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (دفاع حضرت امیر معاویہؓ مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ)

خلفاءِ راشدینؓ کی حکمت عملی کے اثرات

خلفاءِ راشدینؓ کی حکمت عملی کے ثمرات آپ دیکھ چکے ہیں کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے زمانہ میں مسلمان اگر ایک طرف فتوحات کرتے ہوئے دریائے جیحوں تک پہنچ چکے تھے تو دوسری طرف کوہِ ہندوکش، کابل، موجودہ وزیرستان اور بلوچستان تک پہنچ گئے تھے۔ اور مشرق میں ہماری سرحد کے نزدیک غزنی مسلمانوں کی ایک بڑی چھاؤنی تھی کہ اس زمانہ میں اس علاقہ کو زبلستان کہتے تھے۔

اس کے بعد دشمن کی سازشوں سے مسلمانوں میں اندرونی خانہ جنگی شروع ہوگئی تو فتوحات رُک گئیں۔ مشرقی علاقوں میں بھی بغاوتیں ہوئیں لیکن وہ فرو کر دی گئیں۔ البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی صلح کے بعد کوفہ سے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور بصرہ سے زیاد بن ابی سفیان نے مل کر سَنَۃُ الْجمَاعَۃ (یعنی جماعت اکٹھا ہونے کے سال) کے بعد ایران و افغانستان کے اندرونی

حالات کو کافی استحکام دے دیا۔

پھر جب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ وفات پا گئے تو زیاد کے لڑکے عبیداللہ نے فتوحات کو اور آگے بڑھا دیا۔ وہ خراسان کا گورنر تھا۔ اس نے چوبیس ہزار کے لشکر کے ساتھ دریائے جیحوں کو پار کیا اور بخارا تک کے علاقے فتح کر ڈالے۔ بخارا کی فتوحات کے بعد عبیداللہ نے آکر بصرہ کی گورنری سنبھالی۔ جب زیاد بن ابی سفیان وفات پا گئے اور خراسان کی گورنری حضرت سعید بن عثمانؓ کو ملی تو انہوں نے فتوحات کو اور آگے بڑھایا اور سمرقند بھی فتح ہو گیا۔

مسلم ترکستان: ان علاقوں کے بارے میں کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔ صدیوں تک یہ علاقے مسلمانوں کے مرکز رہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مشہور محدث امام بخاریؒ کا تعلق بھی انہی علاقوں سے تھا۔ ان علاقوں میں مسلمانوں کو پہلا جھٹکا تیرھویں صدی میں لگا جب منگولوں نے وہاں قبضہ کر لیا اور اسلام کے عظیم فرزند جلال الدین خوارزمی نے اس علاقے میں آخری چٹان بننے کی کوشش کی۔ گو ان کو اس زمانہ میں کامیابی نہ ہوئی لیکن شہیدوں کی شہادت رنگ لائی اور چودھویں صدی ہجری میں یہ علاقے پھر اسلام کی آغوش میں آ گئے۔

امیر تیمور کا تعلق بھی انہیں علاقوں سے تھا اور یہاں ہی سے وہ ماسکو (روس) تک گیا جو اس زمانہ میں ایک معمولی گاؤں تھا۔ لیکن بدقسمتی سے

انگولا کے مقام پر امیر تیمور کی بایزید یلدرم سے جو جنگ ہوئی اس نے یورپ میں ترکوں کی پیش قدمی کو روک دیا۔اس زمانہ میں دُنیا میں صرف دو عظیم سلطنتیں تھیں اور دونوں مسلمانوں کی یعنی امیر تیمور اور بایزید یلدرم کی۔

ظہیر الدین بابر کا تعلق بھی اسی علاقے سے تھا۔ وہاں سے پہلے وہ کابل آیا اور پھر دہلی فتح کی۔تو ظاہر ہوا کہ ان علاقوں کے ساتھ ہماری حد سے زیادہ روحانی، ثقافتی اور تاریخی وابستگی ہے۔

کسی زمانہ میں پشاور سے بخارا اور سمرقند اتنے ہی زیادہ وابستہ تھے جتنا آج کل پشاور کے ساتھ لاہور اور ملتان وابستہ ہیں۔ بخارا اور سمرقند کے یہ علاقے اب روس میں ہیں۔

افغانستان کے مجاہدین کی طرح انیسویں صدی عیسوی میں امام شاملؒ نے روس کا مقابلہ کر کے وہاں بڑی قربانیاں دیں۔ ان شاء اللہ یہ قربانیاں رنگ لائیں گی کہ کاشغر تک ساری اُمت میں وحدت پیدا ہو۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر (اقبالؒ)

مہم (۸۷)......موجودہ پاکستان میں صحابہ کرامؓ کی آمد

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کی صلح کے بعد فتوحات کا سلسلہ جب دوبارہ شروع ہوا تو مسلمان کابل، قندھار،

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

افغانستان تک کے علاقے فتح کرنے کے بعد موجودہ پاکستان کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے ایک طرف تو بنوں تک پہنچ گئے۔ اور یہ سب علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہو گئے۔

دوسری طرف جناب عاصمؓ بن عمرو کا لشکر زاہدان تک فتح کر چکے تھے۔ اور مسلمان مجاہدین مکران، بلوچستان کے علاقے میں دریائے سندھ تک پہنچ گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس علاقہ میں جواب اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر ایک ملک پاکستان قائم ہوا ہے تو اس کی ابتداء حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کر گئے کہ جہاں صحابہ کرامؓ کے قدم پڑ گئے، ان خطوں میں حق کا بول بالا ہو گیا۔

(ماخوذ خلفاء راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی حصہ چہارم ص ۱۶۲ مؤلفہ میجر افضل خان)

عظیم صحابہ کرامؓ کے قدم مبارک پاکستان میں: کسی کو کیا معلوم تھا کہ جن خطوں میں جناب امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے لشکر اور عظیم صحابہ کرامؓ یا عظیم صحابہؓ کے عظیم صحابی فرزند پھر رہے ہیں وہاں ایک دِن اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر ایک مملکت خدا داد پاکستان کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اس لئے پرانے مؤرخین نے حضرت عثمانؓ کے لشکروں کو کابل، وادی زبلستان اور غزنی کے صوبوں تک ضرور پہنچایا لیکن آگے یہ ذکر نہیں کیا کہ مشرق میں ہمارے موجودہ صوبہ سرحد یا قبائلی علاقوں تک یہ لشکر کس کس مقام تک آئے؟ اُس زمانے میں کابل اور غزنی کے صوبوں کی حدود

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد الحنفی

مشرق میں پاکستان کے ضلع پشاور اور ضلع بنوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

بہرحال اب جو آثار یا تاریخ کے اور مطالعے ہوئے ہیں تو اُن سے معلوم ہوا کہ شمالی وزیرستان کی وادی شیر تلہ میں حضرت مجاشعؓ بن مسعود کا فوجی کیمپ تھا۔ یہ آپ ﷺ کے عظیم صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کے چھوٹے بھائی اور امیر بن احمد کے لشکر کے ایک حصہ کے کمانڈر تھے۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ کی ذمہ داری کا علاقہ مشرق میں وزیرستان تھا کہ فتوحات کے سلسلہ میں یا بعد میں آپ اپنے لشکروں کے ساتھ وادی شیر تلہ میں رہے۔ اس کے علاوہ وادی بوبہ یعنی بالائی دوڑ کے علاقے سے کچھ آثارِ قدیمہ دریافت ہوئے ہیں کہ رزمک اور امیر علی کے نزدیک کز شینڈی کے مقام پر ایک پرانا کتبہ ملا جس کو وہاں پر عباسیہ خاندان کے زمانہ میں حسن ماہان برمکی نے لگوایا تھا کہ وہاں پر اُس کا ہیڈ کوارٹر یا صوبائی دارالحکومت تھا۔ اس کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس جگہ کسی زمانہ میں کفار اور مشرکین کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اُن کے خلاف مسلمانوں کا جو لشکر جہاد کے لئے آیا، اُس میں سید الشہداء امام حسنؓ اور امام حسینؓ بھی شامل تھے۔[1]

پاکستان کے علاقوں صوبہ خیبر پختون خواہ اور بلوچستان کی فتوحات:

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کے جنوبی اضلاع یعنی ڈیرہ اسماعیل

[1]...... ماخوذ خلفاء راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی حصہ سوم ص ۲۰۱ مؤلفہ میجر افضل خان ناشر تصوف فاؤنڈیشن سمن آباد لاہور

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

خان کے علاقوں میں اسلام کی روشنی حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے دورِ خلافت ۳۰ھ میں پہنچی۔ جب کہ شمالی اضلاع یعنی پشاور ڈویژن کے علاقوں میں حضرت معاویہؓ کے دور ۴۵ھ میں پہنچی ہے۔

حضرت سنانؓ جن کی سرکردگی میں پشاور اور اس کے گرد و نواح میں اسلام کی روشنی پھیلی تھی۔

تاریخ بلاذری (۴۲ھ کے واقعات میں) رقم طراز ہے کہ:

وہ (حضرت سنانؓ) بہت بڑے عالم، فاضل اور خوفِ خدا رکھنے والے انسان تھے۔ حضرت راشد ابن عمرؓ کی شہادت کے بعد اسلامی لشکر کے سربراہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے پہلے قلات اور کوئٹہ (بلوچستان) کے علاقے فتح کئے۔ دو سال یہاں قیام کرنے کے اور اسلام کی روشنی پھیلانے کے بعد جنوبی وزیرستان، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، کوہاٹ کو فتح کرنے کے بعد پشاور ہی میں بدھ مت کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ جہاد میں ساتھیوں سمیت ۴۵ھ میں شریک ہوئے۔

پشاور میں صحابہؓ کے ایک تاریخی مزار کو ''اصحابؓ بابا'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اصحابؓ بابا کا یہ مزار پشاور کے نواحی گاؤں چغرمٹی علاقہ دادوزئی میں واقع ہے۔ پشار شہر کے فردوسی بازار ست شمالی کی جانب چجگی روڈ پر پندرہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

بیس کلومیٹر کے فاصلے پر چغرمٹی کا سرسبز علاقہ ہے۔ چغرمٹی چوک سے محض ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر اسی گاؤں کے قبرستان کے ایک کونے میں کچھ اونچائی پر اصحابؒ بابا یعنی حضرت سنانؓ اور ان کے شہداء ساتھیوں کا یہ اجتماعی مزار ہے۔ مزار کے سرہانے کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔

اصحابؒ بابا کا مزار کسی ویرانے میں نہیں بلکہ گاؤں چغرمٹی کے محلّہ ''سربگہ'' سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔ پشاور کے قلعہ بالا حصار سے آپ تیس منٹ کی ڈرائیو پر اصحابؒ بابا کے مزار پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس روڈ

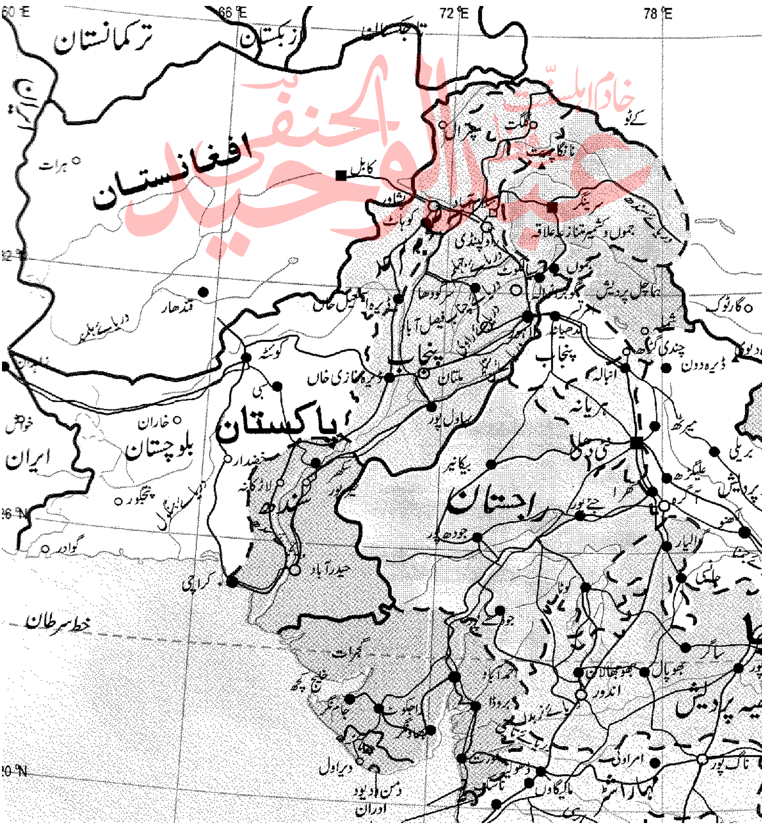

کو اصحابؓ بابا روڈ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

(۲) حضرت سنانؓ بن سلمہ: حضرت سنانؓ بن سلمہ بن محبق ہذلی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے اور بعض لوگ ابو جبر اور ابو یسر بھی بیان کرتے ہیں۔

ان ہی سے مروی ہے، انہوں نے کہا: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اس لئے میرا نام سنانؓ رکھا۔''

بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد سلمہ نے کہا کہ سنان (یعنی نیزہ) جس سے میں، اللہ کے راستے میں جہاد کروں وہ مجھ کو اس لڑکے سے زیادہ پیارا ہے۔

یہ فتح مکہ کے دِن پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سنان رکھا۔ یہ جوان مرد اور بہادر تھے۔

ابو یقظان نے بیان کیا ہے:

جب عبداللہ بن سوار شہید ہوئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے زیاد بن ابی سفیان کو لکھا کہ ایسے آدمی کو تلاش کرو جو سرحد ہند کے لائق ہو اور اس کو بھیجو۔

زیاد نے حضرت سنانؓ بن سلمہ کو عامل مقرر کیا۔

خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا ہے کہ:

زیاد نے حضرت سنانؓ بن سلمہ کو ہند پر جہاد کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

یہ واقعہ ۵۰ھ میں ہوا۔ حجاج بن یوسف کے آخری زمانہ میں حضرت سنانؓ بن سلمہ کی وفاتِ شہادت ہوئی۔[1]

دُنیا میں اسلام کیوں کر پھیلا؟ مولانا قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

نصاریٰ اور یہود وغیرہ، اَعدائے اِسلام نے یہ پروپیگنڈا عام طور پر پھیلا دیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حتیٰ کہ اہل تشیع بھی خلفائے راشدین کے دور کے متعلق یہی راگ الاپتے ہیں۔

چنانچہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو نے بھی یہی لکھا ہے کہ ثلاثہ کی فتوحات نے اسلام کو بدنام کیا۔[2] اور ثلاثہ سے مراد شیعوں کے نزدیک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تین خلفائے راشدین ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ڈھکو صاحب نے تو اپنے قلبی بغض و عناد کا اظہار بھی کیا۔ حالانکہ مذکورہ فتوحات میں حضرت فاروقؓ اعظم کا فرمان یہی تھا کہ رومی قیدی یا تو مسلمان ہو جائیں یا وہ جزیہ دے کر ذمی بن کر رہیں۔ یہ فتوحات اسلام کو بدنام کرنے والی ہیں یا اسلام کی حقانیت کا سکہ بٹھانے والی ہیں؟

علاوہ ازیں ڈھکو مجتہد سے ہمارا سوال یہ ہے: کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جنگ جمل اور جنگ صفین کے

---

[1]......اُسد الغابہ کی معرفۃ صحابہ جلد اوّل حصہ چہارم ص ۹۸۶ بحوالہ ابنِ مندہ۔ ابو نعیم۔ ابوعمر ابنِ عبدالبر، [2]......بحوالہ کتاب تجلیات صداقت قدیم و جدید ایڈیشن

حافظ عبدالوحید الحنفی

دوران تلوار نہیں چلائی تھی کہ جس میں فریقین کے ہزار ہا افراد مقتول ہوئے۔ پھر حضرت علیؓ المرتضٰی کے متعلق شیعہ مجتہدین کیا رائے قائم کریں گے؟ ؎

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(۲) کفار کی طرف سے کفر و شرک اور ظلم و ستم کی وجہ سے جو فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس کو مٹانے کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اگر وہ اسلامی حکومت میں پر امن ہو کر رہیں تو ان پر جزیہ (ٹیکس) عائد کیا گیا ہے۔ لیکن اسلام لانے سے پہلے کافروں کا نقصان ہلکا ہے۔ بہ نسبت اس فساد کے جو اسلام چھوڑنے کے بعد کوئی مرتد شر پھیلا سکتا ہے۔

یہ فساد اس پہلے فساد سے زیادہ سخت ہے۔ کیوں کہ مرتد کے اندر اسلام کی عداوت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور اس سے جنگ و قتال کا زیادہ اندیشہ ہے۔ جس میں زیادہ شر اور نقصان ہے۔ اس لیے اس شر اور فساد کی روک تھام کے لئے اسی کا قتل تجویز کیا گیا۔ لیکن اگر کوئی عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کے لئے قتل کی سزا نہیں ہے۔

ماشاء اللہ اسلامی شریعت کائنات کے لئے رحمت ہی رحمت ہے۔ ظلم و فساد کا مٹانا بھی ایک رحمت ہے۔

(۲) جب تک کوئی آدمی فوج میں بھرتی نہیں ہوتا وہ آزاد ہوتا ہے۔ لیکن فوج میں بھرتی ہونے کے بعد اگر وہ فوجی ڈسپلن کی خلاف ورزی

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرتا ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ اگر خلاف ورزی کرنے والے کو سزا بھی نہ دی جائے تو کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسلام میں چوروں، ڈاکوؤں اور زانیوں کے لئے شرعی حدود مقرر ہیں۔

اگر ”لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن“ کا یہ مطلب ہو کہ انسان جو چاہے کرتا رہے اور اس کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے تو پھر کسی طرح بھی کسی کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں رہ سکتی۔ جرائم پر سزا نہ دینا یہ انسانی فطرت و عدل کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت جرائم پر سزا تجویز کرتی ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ غیر مسلم خود سزائیں تجویز کرتے ہیں۔ اور مسلمان شریعت کی سزاؤں اور حدود کا پابند ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا**

(یعنی) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قانونی حدیں قائم کی گئی ہیں، ان کو توڑ کر تجاوز نہ کرو۔

(۳) جو قتل و غارت، اغوا، ڈکیتی اور طرح طرح کے جرائم میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، یہ سب فساد و بربادی اسلامی شرعی سزائیں نہ نافذ کرنے کا نتیجہ ہے۔

خدا جانے یہ مروجہ بے لگام جمہوری سیاست ملک و ملت کو ذلت و بربادی کے کس عمیق میں پھینک دے گی۔ العیاذ باللہ۔

(مولانا قاضی مظہر حسین مولف ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ ش ۲ اگست ۱۹۹۴ء)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قرآن پاک آپ سے کیا کہتا ہے؟

خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کون تھے؟

مہاجرین اور انصار سے خدا کا راضی ہونا

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (آیت ۱۰۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب اُمت سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ اُمت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ (ایمان لانے میں) ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اس نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ انہیں (باغوں) میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہؓ کی مغفرت فرمادی ہے

(۱) امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابونعیمؒ نے ''المعرفہ'' میں حضرت ابوموسیٰؓ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے ''وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب منہ کر کے نمازیں ادا کی ہیں۔

(تفسیر درمنثور ج۳ ص۸۱۶ بحوالہ تفسیر طبری ج۱۱ تفسیر زیر آیت ہذا)

(۲) امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعیؒ کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر، قاسم، مکحول، عبد بن ابی لبابہ اور حسان بن عطیہؒ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحابؓ کی ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب یہ آیت ''وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' سے لے کر ''وَ رَضُوْا عَنْہُ'' تک نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ میری تمام اُمت (جماعت صحابہؓ) کے لئے ہے۔ اور رضامندی کے بعد ناراضگی نہیں ہوتی۔

(تفسیر درمنثور ج۳ ص۸۲۱ زیر آیت ۱۰۰ التوبہ)

(۳) امام ابوالشیخ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابوصخر حمید بن زیادؒ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے محمد بن کعب قرظیؒ کو کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ کے بارے میں بتائیے، میں صرف آزمائش کا ارادہ رکھتا ہوں؟ تو انہوں نے کہا:

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہؓ کی مغفرت فرما دی ہے۔ اور ان سب کے لئے اپنی کتاب میں جنت واجب کر دی ہے۔ چاہے وہ نیکیاں کرنے والے ہوں یا خطاؤں کا ارتکاب کرنے والے۔

میں نے ان سے کہا: کون سا وہ مقام ہے جہاں اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت واجب قرار دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا؟ "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ ...... الخ الآیہ۔

اللہ نے جمیع صحابہؓ کے لئے جنت اور اپنی رضا واجب کر دی ہے

(۲) محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں: اللہ نے حضور ﷺ کے جمیع اصحابؓ کے لئے جنت اور اپنی رضا واجب کر دی ہے اور تابعین پر ایسی شرط عائد کی ہے جو اُن پر نہیں لگائی۔ میں نے پوچھا: ان پر کون سی شرط لگائی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ان پر یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ انتہائی عمدگی اور احسان کے ساتھ ان کی اتباع اور پیروی کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اعمالِ حسنہ میں ان کی اقتداء کی جائے گی۔

(تفسیر درمنثور ج۳ ص۲۱۷ سورۃ التوبہ زیر آیت ۱۰۰)

صحابہؓ کی اتباع کرنے کا حکم

امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کسی صحابیؓ کا ذکر کیا اور نقص بیان کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

(تفسیر درمنثور ج۳ ص۲۷۱)

مہاجرین وانصار صحابہؓ معیارِ حق ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے مومنین کا ذکر کیا ہے:

(۱) **مہاجرین:** جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے ترک وطن کیا۔

(۲) **انصار:** (یعنی مددگار) مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہؓ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین صحابہؓ کی دین میں نصرت فرمائی ہے۔

(۳) **وہ مومنین جو مہاجرین و انصار میں شامل نہیں:** اور بعد میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر ایمان لانے والے ہیں۔ اور مہاجرین اور انصار صحابہؓ کی مخلصانہ طور پر پیروی کرنے والے ہیں۔ اور ان صحابہؓ کے بعد قیامت تک کے مومنین اس آیت کا مصداق

بنتے ہیں جو مہاجرین اور انصار صحابہؓ کی خلوص و نیکی سے اتباع کرنے والے ہیں۔ ان سب سے اللہ راضی ہے اور وہ بھی اللہ سے راضی ہیں۔

اور اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ تمام اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے افضلیت ان صحابہؓ کرام کو حاصل ہے جو مہاجرین اور انصار میں سے ہیں۔ یہ ان صحابہؓ کے لئے معیار ہیں جو ان (مہاجرین و انصار) میں شامل نہیں۔ اور مجموعی حیثیت سے تمام جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد کے ان تمام مومنین کے لئے معیارِ حق ہیں جن کو صحابی ہونے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اور مہاجرین صحابہؓ میں سے بھی یہ چار اصحابؓ افضلیت رکھتے ہیں جن کو حق تعالیٰ نے خلافت راشدہ کا عظیم منصب عطا فرمایا ہے: یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت عثمانؓ ذوالنورین اور حضرت علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

(سُنّی مؤقف مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوالی ص ۳۴)

قرآن میں سبیل المؤمنین کی اتباع کا حکم

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ○

(پ۵ النسآء آیت ۱۱۵ رکوع ۱۷)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں اور وہ بری جگہ ہے۔ (ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری)

''یشاقق'' کا معنیٰ ''دشمنی کرے یا مخالفت کرے'' اس کا مصدر ''مُشَاقَةً'' ہے جو ''اَلشَّقُّ'' سے بنا ہے۔ ''اَلشَّقُّ'' کے معنیٰ ہیں، جانب اور پہلو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ جس جانب رسول ﷺ ہیں اس کے خلاف جانب میں چلے یا رسول اللہ ﷺ کا راستہ چھوڑ کر اپنا الگ راستہ بنائے۔

''نولہٖ'' کا معنیٰ ''ہم اس کو چلنے دیں گے'' اس کا مصدر ''تولیت'' ہے جس کے معنیٰ ہیں والی بنانا، حاکم بنانا اور کوئی چیز کسی کے قبضے میں دے دینا۔ یہاں اختیار دینے کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ تولی بھی اسی مصدر سے بنا ہے، یعنی جو اس نے اختیار کیا یا جس راہ پر وہ چلا۔

(درس قرآن مولانا خواجہ عبدالرحمٰنؒ فاروقی، مصباح اللغات مولفہ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی)

''المؤمنین'' سے مراد صحابہؓ ہیں

ظاہر ہے آیت میں ''المؤمنین'' سے مراد وہی اہل ایمان ہیں جو نزول آیت کے وقت موجود تھے، جو قرآن کے اوّلین مخاطب ہیں۔ اور جن کو بارگاہِ رسالت ﷺ سے فیض یاب ہونے کا عظیم دینی شرف نصیب ہوا

ہے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کامل جماعت ہے جن کا اس آیت سے دوسروں کے لئے معیارِ حق ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جن کی پیروی میں جنت ملتی ہے اور جن کی مخالفت سے عذاب جہنم کا سزاوار بنتا ہے۔

مجموعی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی صحابہ کرامؓ) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قطعی وحی میں وہ شرعی مقام عطا فرمایا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کسی اور کو نصیب نہیں ہوا کہ ان کی اتباع باعث رضائے الٰہی اور ان کی مخالفت موجب غضب خداوندی ہے۔

رضی اللہ عنہم اجمعین !!! (سُنّی مؤقف مولفہ مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوالی ص ۲۹)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال (پاکستان)

۱۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۷ جنوری ۲۰۱۲ء

☆☆☆☆

موجودہ دُنیا میں اِسلام

موجودہ دُنیا کے مختلف ممالک میں مسلمان آبادی اور اس کے تناسب کے لئے تفصیل درج کی جارہی ہے۔ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب (فیصد)	اسلامی دُنیا کا تناسب (فیصد)	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب (فیصد)
انڈونیشیا	جکارتہ	204,847,000	88.1	12.7	1,910,931	1.30
پاکستان	اسلام آباد	178,097,000	96.4	11	796,095	0.59
بھارت	نئی دہلی	177,286,000	14.6	10.9	3,287,263	2.30
بنگلہ دیش	ڈھاکہ	148,607,000	90.4	9.2	147,570	0.10
مصر	قاہرہ	80,024,000	94.7	4.9	1,002,000	0.67
نائیجیریا	ابوجا	75,728,000	47.9	4.7	923,768	0.62
ایران	تہران	74,819,000	99.6	4.6	1,648,195	1.10
ترکی	انقرہ	74,660,000	98.6	4.6	783,562	0.53
الجزائر	الجزائر	34,780,000	98.2	2.1	2,381,741	1.60
مراکش	رباط	32,381,000	99.9	2	446,550	0.30
عراق	بغداد	31,108,000	98.9	1.9	435,244	0.29
سوڈان	خرطوم	30,855,000	71.4	1.9	1,861,484	1.30
افغانستان	کابل	29,047,000	99.8	1.8	652,090	0.44
ایتھوپیا	ادیس ابابا	28,721,000	33.8	1.8	1,104,300	0.74
ازبکستان	تاشقند	26,833,000	96.5	1.7	447,400	0.30
سعودی عرب	ریاض	25,493,000	97.1	1.6	2,149,690	1.40
یمن	صنعاء	24,023,000	99	1.5	527,968	0.35
چین	بیجنگ	23,308,000	1.8	1.4	9,640,011	6.50
شام	دمشق	20,895,000	92.8	1.3	185,180	0.12
ملائیشیا	کوالالمپور	17,139,000	61.4	1.1	330,803	0.22
روس	ماسکو	16,379,000	11.7	1	17,098,242	11.50
نائیجر	نیامی	15,627,000	98.3	1	1,267,000	0.85

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
تنزانیہ	دارالسلام	13,450,000	29.9	0.8	945,087	0.63
سینیگال	ڈاکار	12,333,000	95.9	0.8	196,722	0.13
مالی	بماکو	12,316,000	92.4	0.8	1,240,192	0.83
تیونس	تیونس	10,349,000	99.8	0.6	163,610	0.11
برکینا فاسو	اوگادیشو	9,600,000	58.9	0.6	272,967	0.18
صومالیہ	موغادیشو	9,231,000	98.6	0.6	637,657	0.43
قازقستان	آستانہ	8,887,000	56.4	0.5	2,724,900	1.80
آذربائیجان	باکو	8,795,000	98.4	0.5	86,600	0.06
گنی	کوناکری	8,693,000	84.2	0.5	245,857	0.17
آئیوری کوسٹ		7,960,000	36.9	0.5		
تاجکستان	دوشنبہ	7,006,000	99	0.4	143,100	0.10
چاڈ	انجمینا	6,404,000	55.7	0.4	1,284,000	0.86
اردن	عمان	6,397,000	98.8	0.4	89,342	0.06
لیبیا	طرابلس	6,325,000	96.6	0.4	1,759,540	1.20
موزنبیق	ماپوتو	5,340,000	22.8	0.3	801,590	0.54
کرغستان	بشکیک	4,927,000	88.8	0.3	199,951	0.13
ترکمانستان	اشک آباد	4,830,000	93.3	0.3	488,100	0.33
فلپائن	منیلا	4,737,000	5.1	0.3	300,000	0.20
فرانس	پیرس	4,704,000	6.9	0.3	640,294	0.43
فلسطین	یروشلم	4,298,000	97.5	0.3	6,020	0.00
سیرالیون	فری ٹاؤن	4,171,000	71.5	0.3	71,740	0.05
جرمنی	برلن	4,119,000	5	0.3	357,114	0.24
یوگنڈا	کمپالا	4,060,000	12	0.3	241,550	0.16

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
تھائی لینڈ	بینکاک	3,952,000	5.8	0.2	513,120	0.34
گھانا	عکرہ	3,906,000	16.1	0.2	238,533	0.16
کیمرون	یونڈے	3,598,000	18	0.2	475,442	0.32
متحدہ عرب امارات	ابوظہبی	3,577,000	76	0.2	83,600	0.06
موریطانیہ	ناک شاٹ	3,338,000	99.2	0.2	1,025,520	0.69
برطانیہ، انگلینڈ	لندن	2,869,000	4.6	0.2	242,900	0.16
کینیا	نیروبی	2,868,000	7	0.2	580,367	0.39
کویت	کویت سٹی	2,636,000	86.4	0.2	17,818	0.01
البانیا	ترانا	2,601,000	82.1	0.2	28,748	0.02
امریکہ	واشنگٹن	2,595,000	0.8	0.2	9,629,091	6.50
عمان	مسقط	2,547,000	87.7	0.2	309,500	0.21
لبنان	بیروت	2,542,000	59.7	0.2	10,452	0.01
بینن	پورٹو نووو	2,259,000	24.5	0.1	112,622	0.08
کوسوو	پرسٹینا	2,104,000	91.7	0.1		
ملاوی	للونگوی	2,011,000	12.8	0.1	118,484	0.08
اریٹیریا	اسمارا	1,909,000	36.5	0.1	117,600	0.08
برما (میانمار)	نیپیڈا	1,900,000	3.8	0.1	676,578	0.45
سری لنکا	کولمبو	1,725,000	8.5	0.1	65,610	0.04
گیمبیا	بینجل	1,669,000	95.3	0.1	11,295	0.01
اٹلی	روم	1,583,000	2.6	0.1	301,336	0.20
بوسنیا اور ہرزیگوینا	سرائیوو	1,564,000	41.6	0.1	51,197	0.03
اسرائیل	یروشلم	1,287,000	17.7	0.1	22,072	0.01
نیپال	کھٹمنڈو	1,253,000	4.2	0.1	147,181	0.10

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
قطر	دوحہ	1,168,000	77.5	0.1	11,586	0.01
سپین	میڈرڈ	1,021,000	2.3	0.1	505,992	0.34
بلغاریہ	صوفیہ	1,002,000	13.4	0.1	110,879	0.07
ارجنٹائن	بیونس آئرس	1,000,000	2.5	0.1	2,780,400	2
کانگو جمہوریہ	کنشاسا	969,000	1.4	0.1	2,344,858	1.60
کینیڈا	اوٹاوا	940,000	2.8	0.1	9,984,670	6.70
نیدرلینڈ	ایمسٹرڈیم	914,000	5.5	0.1	37,354	0.03
جبوتی	جبوتی	853,000	97	0.1	23,200	0.02
ٹوگو	لوم	827,000	12.2	0.1	56,785	0.04
جنوبی افریقہ	پریٹوریا	737,000	1.5	< 0.1	1,221,037	0.82
سنگاپور	سنگاپور	721,000	14.9	< 0.1	710	0.00
جمہوریہ مقدونیہ	سکوپجے	713,000	34.9	< 0.1	25,713	0.02
گنی بسا	بساؤ	705,000	42.8	< 0.1	36,125	0.02
کوموروس	مارونی	679,000	98.3	< 0.1	2,235	0.00
بحرین	مناما	655,000	81.2	< 0.1	758	0.00
بیلجیئم	برسلز	638,000	6	< 0.1	30,528	0.02
مغربی صحارا		528,000	99.6	< 0.1	266,000	0.18
یونان	ایتھنز	527,000	4.7	< 0.1	131,957	0.09
لائبیریا	مونرویا	523,000	12.8	< 0.1	111,369	0.07
آسٹریا	ویانا	475,000	5.7	< 0.1	83,871	0.06
سویڈن	اسٹاک ہوم	451,000	4.9	< 0.1	450,295	0.30
جارجیا	تبلیسی	442,000	10.5	< 0.1	69,700	0.05
سوئٹزرلینڈ	برن	433,000	5.7	< 0.1	41,277	0.03

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
وسطی افریقی	بنگوئی	403,000	8.9	< 0.1	622,984	0.42
آسٹریلیا	کینبرا	399,000	1.9	< 0.1	7,692,024	5.20
یوکرائن	کیف	393,000	0.9	< 0.1	603,500	0.41
مالدیپ	مالے	309,000	98.4	< 0.1	300	0.00
سربیا	بلغراد	280,000	3.7	< 0.1	88,361	0.06
کمبوڈیا	نوم پینہ	240,000	1.6	< 0.1	181,035	0.12
ڈنمارک	کوپن ہیگن	226,000	4.1	< 0.1	43,094	0.03
مڈغاسکر	انٹانا ناریو	220,000	1.1	< 0.1	587,041	0.39
ماریشس	پورٹ لوئیس	216,000	16.6	< 0.1	1,969	0.00
برونائی	بندر سیری بیگاوان	211,000	51.9	< 0.1	5,765	0.00
برازیل	براسیلیا	204,000	0.1	< 0.1	8,514,877	5.70
قبرص	نکوسیا	200,000	22.7	< 0.1	9,251	0.01
مایوٹ (فرانس)		197,000	98.8	< 0.1		
انگولا	لوانڈا	195,000	1	< 0.1	1,246,700	0.85
روانڈا	کگالی	188,000	1.8	< 0.1	26,338	0.02
جاپان	ٹوکیو	185,000	0.1	< 0.1	377,930	0.25
برنڈی	بجمبورا	184,000	2.2	< 0.1	27,834	0.02
ویت نام	ہنوئی	160,000	0.2	< 0.1	331,212	0.22
گیبون	لبریول	145,000	9.7	< 0.1	267,668	0.18
ناروے	اوسلو	144,000	3	< 0.1	323,782	0.22
منگولیا	الان باتار	120,000	4.4	< 0.1	1,564,116	1.10
مونٹی نیگرو	پوڈ گوریکا	116,000	18.5	< 0.1	13,812	0.01
میکسیکو	میکسیکوسٹی	111,000	0.1	< 0.1	1,964,375	1.30

عبدالوحید الحنفی حافظ خادم اہلسنت

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
زمبابوے	ہرارے	109,000	0.9	< 0.1	390,757	0.26
وینزویلا	کراکس	95,000	0.3	< 0.1	912,050	0.61
ہانگ کانگ		91,000	1.3	< 0.1	1,104	0.00
سورینام	پیرامیریبو	84,000	15.9	< 0.1	163,820	0.11
ٹرینیڈاڈ اورٹوباگو	پورٹ آف اسپین	78,000	5.8	< 0.1	5,130	0.00
جنوبی کوریا	سیول	75,000	0.2	< 0.1	99,828	0.07
رومانیہ	بخارسٹ	73,000	0.3	< 0.1	238,391	0.16
پرتگال	لزبن	65,000	0.6	< 0.1	92,090	0.06
جمہوریہ کانگو	برازاویل	60,000	1.6	< 0.1	342,000	0.23
زیمبیا	لوساکا	59,000	0.4	< 0.1	752,612	0.51
کروشیا	زغرب	56,000	1.3	< 0.1	56,594	0.04
گیانا	جارج ٹاؤن	55,000	7.2	< 0.1	214,969	0.14
فجی	سوا	54,000	6.3	< 0.1	18,272	0.01
سلووینیا	جوبلجانا	49,000	2.4	< 0.1	20,273	0.01
کولمبیا	بوگوٹا	46349	0.1	< 0.1	1,141,748	0.76
آئرلینڈ	ڈبلن	43,000	0.9	< 0.1	70,273	0.05
فن لینڈ	ہیلسنکی	42,000	0.8	< 0.1	338,424	0.23
نیوزی لینڈ	ویلنگٹن	41,000	0.9	< 0.1	270,467	0.18
ری یونین (فرانس)		35,000	4.2	< 0.1		
پیرو	لیما	29798	0.1	< 0.1	1,285,216	0.86
استوائی گنی	ملابو	28,000	4.1	< 0.1	28,051	0.02
ہنگری	بڈاپسٹ	25,000	0.3	< 0.1	93,028	0.06
پاناما	پاناما سٹی	25,000	0.7	< 0.1	75,417	0.05

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
شمالی کوریا	پیانگ یانگ	24052	0.1	< 0.1	120,538	0.08
تائیوان		23,000	0.1	< 0.1		
پولینڈ	وارسا	20,000	0.1	< 0.1	312,685	0.21
بیلاروس	منسک	19,000	0.2	< 0.1	207,600	0.14
چلی	سینٹیاگو	17248	0.1	< 0.1	756,102	0.51
مالدووا	چسیناء	15,000	0.4	< 0.1	33,846	0.02
گوئٹے مالا	گوئٹے مالاسٹی	14714	0.1	< 0.1	108,889	0.07
ایکواڈور	کیٹو	14483	0.1	< 0.1	256,369	0.20
ہونڈوراس	ٹیگوشی گلپا	11,000	0.1	< 0.1	112,492	0.08
لکسمبرگ	لکسمبرگ	11,000	2.3	< 0.1	2,586	0.00
جمہوریہ چیک	پراگ	10562	0.1	< 0.1	78,865	0.05
بولیویا	سکرے	10426	0.1	< 0.1	1,098,581	0.74
ہیٹی	پورٹ او پرنس	10085	0.1	< 0.1	27,750	0.02
کیوبا	ہوانا	10,000	0.1	< 0.1	109,884	0.07
ڈومینیکن ریپبلک	سینٹوڈومنگو	9379	0.1	< 0.1	48,671	0.03
نمیبیا	ونڈہوک	9,000	0.4	< 0.1	824,268	0.55
بوٹسوانا	گیبورون	8,000	0.4	< 0.1	582,000	0.39
پاپوانیوگنی	پورٹ مورسبی	7014	0.1	< 0.1	462,840	0.31
بھوٹان	تھمپو	7,000	1	< 0.1	38,394	0.03
کیلیڈونیا	نومیا	7,000	2.8	< 0.1	18,575	0.01
لاؤس	وینٹیانے	6349	0.1	< 0.1	236,800	0.16
پیراگوئے	اسنکشن	6337	0.1	< 0.1	406,752	0.27
ال سلواڈور	سان سلواڈور	6227	0.1	< 0.1	21,041	0.01

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
نکاراگوا	ماناگوا	5816	0.1	< 0.1	130,373	0.09
کوسٹاریکا	سان جوس	4302	0.1	< 0.1	51,100	0.03
سلوواکیہ	بریٹیسلاوا	4,000	0.1	< 0.1	49,037	0.03
پیورٹو ریکو	سان جوآن	3726	0.1	< 0.1	8,870	0.01
آرمینیا	یریوان	3266	0.1	< 0.1	29,743	0.02
یوروگوئے	مونٹیویڈیو	3204	0.1	< 0.1	176,215	0.12
لتھوانیا	ولنیئس	3,000	0.1	< 0.1	65,300	0.04
جمیکا	کنگسٹن	2706	0.1	< 0.1	10,991	0.01
لیسوتھو	ماسیرو	2194	0.1	< 0.1	30,355	0.02
لٹویا	ریگا	2,000	0.1	< 0.1	64,559	0.04
ایسٹونیا	ٹالن	2,000	0.1	< 0.1	45,227	0.03
سوازی لینڈ	مبابنے	2,000	0.2	< 0.1	17,364	0.01
بارباڈوس	برجٹان	2,000	0.9	< 0.1	430	0.00
سینٹ کیرن اور گرینا ڈائنز	کنگس ٹاؤن	2,000	1.7	< 0.1	389	0.00
لکٹنسٹائن	ویڈوز	2,000	4.8	< 0.1	160	0.00
فرانسیسی گیانا	کینے	2,000	0.9	< 0.1		
گواڈیلوپ (فرانس)		2,000	0.4	< 0.1		
انڈورا	انڈورا لا ویلا	1,000	1.1	< 0.1	468	0.00
سے شلز	وکٹوریہ	1000	1.1	< 0.1	452	0.00
مالٹا	ویلیٹا	1,000	0.3	< 0.1	316	0.00
جبرالٹر (برطانیہ)	جبرالٹر	1,000	4	< 0.1	6	0.00
تیمور لیسٹے		1,000	0.1	< 0.1		

ملک کا نام	دارالحکومت	مسلمان آبادی	ملکی آبادی کا تناسب	اسلامی دُنیا کا تناسب	ملکی رقبہ (مربع کلومیٹر)	دُنیا کے رقبہ کا تناسب
ڈنمارک	نیوک				2,166,086	1.50
آئس لینڈ	ریک جاویک				103,000	0.07
جزائر سلیمان	ہونیارا				28,896	0.02
بیلیز	بلمو پان				22,966	0.02
بہاماز	نساء				13,943	0.01
وانواٹو	پورٹ ولا				12,189	0.01
جزائر فاک لینڈ	سٹینلے				12,173	0.01
کیپ وردے	پرایا				4,033	0.00
فرانسیسی پولینیسیا	پاپیٹے				4,000	0.00
ساموا	اپیا				2,842	0.00
ساٹوم اور پرنسپے	ساؤٹوم				964	0.00
ترک اور کائکوس جزائر (برطانیہ)	کاک برن ٹاؤن				948	0.00
ڈومینیکا	روزیو				751	0.00
ٹونگا	نوکوالوفا				747	0.00
کریباتی	ٹراوا				726	0.00
مجموعہ:		1,619,497,237			135,055,014	

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

دُنیا کی موجودہ آبادی: تقریباً 6,989,500,000

زمین کا کل رقبہ: 148,940,000 مربع کلومیٹر

(ماخذ: http://en.wikipedia.org/)

☆☆☆☆

پبلشرز

38 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ 0343-4955890

Designed by: M.Tayyab Awan 0332-4658652